

تاریخ دارالعلوم ماٹلی والا

پیش کش

(مولانا) عبدالرشید بن ابراہیم منوہری

حسب حکم و ہدایت

حضرت مولانا اقبال صاحب ٹیکاروی دامت برکاتہم

مہتمم دارالعلوم اسلامیہ عربیہ ماٹلی والا

بھروچ کی مختصر تاریخ، قیام دارالعلوم کے لئے اکابرین کی محنتیں، شعبہ تعلیمات، شعبہ تعمیرات، شعبہ نشر و اشاعت، مہتممین و شیخ الحدیث کی خدمات، جامعہ میں ملی و سماجی سرگرمیاں، طلبہ کی سرگرمیاں وغیرہ عناوین کے تحت دارالعلوم کی پچاس سالہ تاریخی خدمات پیش کی گئی ہے۔

﴿ تفصیلات ﴾

نام کتاب :	تاریخ دارالعلوم ماٹلی والا
ترتیب :	مولانا عبدالرشید بن ابراہیم منوبری
تعداد صفحات :	۳۵۲
سن طباعت :	شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ، مطابق مئی ۲۰۱۵ء
ایڈیشن :	پہلا
تعداد :	۱۵۰۰



﴿ ملنے کا پتہ ﴾

مکتبہ أبوبکر ربیع بن الصبیح البصری (البروسی)

دارالعلوم اسلامیہ عربیہ ماٹلی والا، عید گاہ روڈ، بھروچ

گجرات، الہند-۳۹۲۰۰۱

فہرست مضامین

نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
۱	مقدمہ	۲
۲	پیش لفظ	۲۸
۳	بھروج کی مختصر تاریخ	۳۸
۴	شہر بھروج میں مدرسہ کی ضرورت	۴۰
۵	ضلع بھروج میں دینی چہل پہل	۴۲
	دارالعلوم کا تاریخی پس منظر اور ابتدائی تاریخ	
۶	”قیام دارالعلوم بھروج“ تحریک اور محنتیں	۴۴
۷	دارالعلوم کے قیام کے لئے نمائندہ اراکن شوریٰ و معاونین	۴۶
۸	قیام دارالعلوم کے لئے شرائط	۴۶
۹	حضرت مدنیؒ سے دعا کی درخواست اور آپ کا خط	۴۷
۱۰	افریقہ میں کمیٹی کا قیام	۵۵
۱۱	لوگوں کی طرف سے مختلف مددات میں دی گئی امداد	۵۵
۱۲	کائنات کے دو نظریے	۶۳
۱۳	مادیت پر ایمان کی فتح	۶۶
۱۴	دارالعلوم ماٹلی والا کا قیام	۷۰
۱۵	ایک المناک حادثہ	۷۴
۱۶	اتمام فیض	۷۶
۱۷	ایک تاریخی موڑ	۷۶
۱۸	نصیحت و عبرت	۷۸
	شعبہ تعلیمات	

۸۰	مختلف شعبہ جات دارالعلوم	۱۹
۸۳	دارالعلوم کا مسلک	۲۰
۸۴	شعبہ دینیات	۲۱
۸۶	شعبہ تحفیظ القرآن الکریم	۲۲
۸۷	درس حدیث شریف کا آغاز	۲۳
۸۷	دورہ حدیث شریف کا افتتاح	۲۴
۹۰	شعبہ تدریب الافقاء	۲۵
۹۱	دارالافقاء	۲۶
۹۳	حضرات مفتیین کے اسمائے گرامی	۲۷
۹۴	شعبہ انگریزی	۲۸
۹۵	شعبہ خوش نویسی	۲۹
۹۶	شعبہ تخصص فی الحدیث الشریف	۳۰
۹۸	شعبہ تکمیل العلوم والفنون	۳۱
۹۸	نصاب تعلیم	۳۲
۱۰۰	مجلس مشاورت برائے تسہیل نصاب میں پیش کردہ مقالہ	۳۳
۱۱۵	جدول نصاب تعلیم	۳۴
۱۲۰	اوقات تعلیم برائے اساتذہ و طلبہ	۳۵
۱۲۲	نظام الاوقات	۳۶
۱۲۳	کتب خانہ و دارالمطالعہ	۳۷
۱۲۶	امتحانات	۳۸
۱۲۷	مختلف رجسٹر و ریکارڈ	۳۹
۱۳۰	اسناد ، تعطیلات	۴۰
۱۳۱	شعبہ مکاتب	۴۱

۱۳۲	جامعہ میں ملی، سماجی اور دیگر سرگرمیاں	
۱۳۳	جمعیتہ علماء کا عظیم اجلاس	۴۲
۱۳۴	ویلفر ہسپتال بھروچ کی بنیادی تعمیرات و شوروی میں تعاون	۴۳
۱۳۵	منشی منور والا میموریل اسکول کے قیام میں تعاون	۴۴
۱۳۶	اسلامک فقہ اکیڈمی آف انڈیا کا ساتواں فقہی سمینار	۴۵
۱۳۷	تحفظ مدارس صوبہ گجرات کے قیام میں تائسیسی اہم کردار	۴۶
۱۳۸	آل گجرات تقریری مسابقتی اجلاس	۴۷
۱۳۹	آئی کیپ	۴۸
	حلیے شعبہ تعمیرات	۴۹
۱۵۱	مدرسہ کا جائے وقوع	۵۰
۱۵۲	پارسی ٹرسٹ سے خریدی ہوئی جائیداد کی تفصیل	۵۱
۱۵۳	مسجد	۵۲
۱۵۴	درس گاہ کی عمارت	۵۳
۱۵۶	دارالقرآن بلڈنگ	۵۴
۱۵۷	مکتبہ عامہ بلڈنگ و دارالاقامہ	۵۵
۱۵۸	دارالاقامہ قدیم و جدید	۵۶
۱۶۱	اساتذہ کی رہائش گاہیں	۵۷
۱۶۳	رہائش گاہ برائے مہتمم صاحب	۵۸
۱۶۳	طہارت خانہ	۵۹
۱۶۴	مطبوع	۶۰
۱۶۵	قدیم دارا لطعام، پارکینگ	۶۱
۱۶۶	دفتر محاسبی، راستے	۶۲

۶۳	صدر گیٹ	۱۶۷
۶۴	شعبہ صنعت و حرفت	۱۶۸
۶۵	شعبہ نشر و اشاعت و پرنٹنگ پریس	۱۷۰
۶۶	احکام و مسائل عیدین، بسم اللہ کے فضائل، ماہ شعبان کی فضیلت	۱۷۱
۶۷	حج مبرور، خطبات برطانیہ	۱۷۲
۶۸	دروس البلاغہ پر تحقیق و تعلیق	۱۷۳
۶۹	فرحۃ اللیبب، تخریج احادیث نشر الطیب	۱۷۴
۷۰	جہو المراجعی فی تخریج احادیث زجاجة المصانح	۱۷۶
۷۱	فہم مشکلات الحدیث کے قواعد	۱۷۸
۷۲	وقت کی پکار، دارالعلوم ماٹلی والا ایک تعارف	۱۷۹
۷۳	البلاغ المبین، ابن خن من اخلاق السلف	۱۸۰
۷۴	دارالعلوم ماٹلی والا کی فقہی خدمات، تاریخ دارالعلوم ماٹلی والا	۱۸۱
۷۵	دوسرے مسلک پر فتویٰ دینے کے اصول و ضوابط	۱۸۲
۷۶	مقدس قرآن کی مختصر تفسیر	۱۸۳
۷۷	امام بخاری کا طریقہ استدلال و استنباط	۱۸۴
۷۸	امن، سلامتی، دردِ دیگر اور انسانیت کے سچے محافظ عظیم پیغمبر حضرت محمد ﷺ	۱۸۵
۷۹	عرب ممالک اور صوبہ گجرات کے تعلقات	۱۸۶
۸۰	بنیادی اسلامی عقائد	۱۸۷
۸۱	نماز کے ضروری مسائل	۱۸۸
۸۲	روزہ اور زکوٰۃ کے ضروری مسائل، حج و عمرہ کے ضروری مسائل	۱۸۹

۱۹۰	جدید فلسفہ اور علم الکلام	۸۳
۱۹۱	مدارس کی سرگرمیاں، مقاصد، نصاب: حقائق کے آئینہ میں	۸۴
۱۹۳	مسلمانوں کو ایمان سے دور کرنے کی سازشیں	۸۴
۱۹۴	سرمایہ کاری اور بینکنگ کا نظام، میڈیا کے اعتراضات	۸۶
	وجوہات بشکل مکالمات	
	مہتممین اور شیخ الحدیث اول کے مختصر حالات	
۱۹۶	مہتمم اول حضرت مولانا محمد امین صاحب ٹنکاروی	۸۷
۱۹۸	مہتمم ثانی حضرت مولانا اکبر علی صاحب خانپوری	۸۸
۱۹۹	مہتمم ثالث حضرت مولانا ابراہیم صاحب پہاجوی	۸۹
۲۰۳	مہتمم رابع حضرت مولانا عبدالغفور صاحب نقشبندی	۹۰
۲۱۰	مہتمم خامس حضرت مولانا یعقوب صاحب ولنوی	۹۱
۲۱۵	مہتمم سادس حضرت مولانا اقبال صاحب ٹنکاروی	۹۲
۲۲۱	شیخ الحدیث اول حضرت مولانا ابوالحسن علی صاحب بھگلپوری	۹۳
۲۲۹	استاذ الاساتذہ حضرت مولانا عبدالحنان صاحب بالاساتھوی	۹۴
۲۳۸	طلبہ کی سرگرمیاں	
۲۴۲	رابطہ ادب اردو گجرات شاخ جمبوسر میں طلبہ کی شرکت	۹۵
۲۴۳	شاہ وجیہ الدین اکیڈمی کے مقابلہ مضمون نویسی میں شرکت	۹۶
۲۴۴	کھولوڈ کے مسابقتی اجلاس میں شرکت	۹۷
۲۴۵	منشی منوبر والا کالج کے زیر اہتمام مسابقہ تجوید و قراءت میں شرکت	۹۸
	شرکت	
۲۴۶	جامعہ ہانسوٹ میں مسابقہ میں شرکت	۹۹
۲۴۶	فیضان القرآن احمد آباد مسابقہ میں شرکت	۹۸
۲۴۷	آل گجرات تجوید و قراءت مسابقہ دارالعلوم ماٹلی والا	۹۹

۲۴۷	۱۰۰	انجمنیں: اردو، عربی و تجوید و قراءت
۲۵۲		متفرقات
۲۵۲	۱۰۱	دفتر اہتمام، شعبہ تنظیم و ترقی
۲۵۳	۱۰۲	دفتر محاسبی، طبی امداد، زیروکس مشین
۲۵۴	۱۰۳	ورزش، باغات
۲۵۵	۱۰۴	اساتذہ کرام کی فہرست
۲۶۷	۱۰۵	مختلف شعبہ جات کے فارغین ایک نظر میں
۲۷۰	۱۰۶	دارالعلوم کے سرپرستان و اراکن شوری
۲۷۳	۱۰۷	اکابرین کے تاثرات و نیک دعائیں
۲۸۶	۱۰۸	فضلائے جامعہ کی مکمل فہرست مع سنین

مقدمہ

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين،
وعلى آله وصحبه اجمعين، ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين. أما بعد!
ہندوستان کے مختلف صوبوں میں صوبہ گجرات کو حق تعالیٰ نے بہت سی
خصوصیات سے نوازا ہے، ساحل پر ہونے کی وجہ سے طبعی طور پر جزیرۃ العرب کی ایمانی
شعاعیں سب سے پہلے یہیں جلوہ گر ہوئیں۔ (مقالات سلیمانی: ۱۰۶۲)

فخر ہند حضرت مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ ابھی اپنی مسند درس بچھا بھی نہیں پائے
تھے کہ گجرات علم حدیث کا مرکز بن چکا تھا، علامہ سخاوی، حافظ ابن حجر مکی، شیخ الاسلام زکریا اور
سید شریف جرجانی کے تلامذہ کافی تعداد میں یہاں بس چکے تھے، ان ہی میں علامہ سخاوی کے
شاگرد مولانا عبدالملک حافظ بخاری شریف بھی شامل ہیں، یہاں کی درسگاہیں ہندو بیرون ہند
سے تشنگان علوم و معرفت کو کھینچتی تھیں، بقول مولانا سید عبداللہ لکھنویؒ علوم و فنون میں اگر گجرات
شیراز تھا تو حدیث شریف کی خدمات کے لحاظ سے یمن میمون سے مماثلت رکھتا تھا، یہاں کے
سیکڑوں دیہات حرمین شریفین کے مصارف کے لئے وقف تھے۔ (مقالات سلیمانی: ۳۷۹/۲)

بخاری شریف کی دو شرحیں ”مصباح الجامع اور فیض الباری“ جو ہندوستان میں بخاری
شریف کی سب سے قدیم شرحیں ہیں اسی سرزمین پر لکھی گئی تھیں۔ سولہویں اور سترہویں صدی
میں تو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ دینی اور ثقافتی زندگی کا مرکز نقل گجرات کی طرف منتقل ہو گیا ہے۔
شاید ہی کوئی دینی یا علمی شعبہ ایسا ہو جس کے متبحر عالم یہاں موجود نہ ہوں۔ شیخ سید سلیمان
گجراتی جنہوں نے پنجاب، بنگال اور خاص کر صوبہ بہار میں حدیث شریف کا درس جاری کیا

، بقول مولانا سید سلیمان ندویؒ یہ پہلا موقع تھا کہ بہار کی خانقاہ سے قال اللہ وقال الرسول ﷺ کا ترانہ سمع نواز ہوا۔ (مقالات سلیمانی: ۳۴۲)

اسی لئے تو سلطان عالمگیرؒ نے اپنے فرزند شاہزادہ محمد اعظم کو گجرات کا گورنر بنانے کے بعد لکھا تھا: ”گجرات کہ زیب وزینت ہندوستان است، اہل کسب وارباب ہند ہمہ جہت می باشند۔“ شہر بھروچ صوبہ گجرات کے قدیم ترین شہروں میں سے ایک ہے، یونانی فوجیں جب ہندوستان میں داخل ہوئی تھیں اس وقت بھی یہ شہر آباد تھا، کسی زمانہ میں تلوار اور نیزہ سازی میں اتنا مشہور ہو چکا تھا کہ عرب شعراء نے اپنے قصائد حربیہ میں اس کا خصوصی طور پر تذکرہ کیا ہے۔ (گجرات کی تمدنی تاریخ: ص: ۲۲۹)

دارالعلوم سے چند گز کے فاصلہ پر جنوب میں وہ دریائے نربدا اپنی آب و تاب سے رواں دواں ہے جس نے عرب و ہند کے درمیان صدیوں تک قطرة الوصل کا کام دیا ہے اور جس کے کنارے پر اسلام کے اولین قافلہ نے وضو کیا تھا، ۱۵ھ میں حضرت فاروق اعظمؓ نے بحرین و عمان کی حکومت حضرت عثمان بن ابی العاصؓ کے سپرد کی، آپ نے اپنے بھائی حضرت حکم کو بحرین کا گورنر بنا کر ہندوستان پر فوج کشی کا حکم دیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ ہر کلمہ گو کے لب و دہن اخبار ناو حدیث کی خوشبوؤں سے معطر تھے۔

(۱) اسلام کا یہ پہلا داعیاناہ مجاہدانہ قافلہ ”تھانہ“ پر حملہ آور ہوا پھر بھروچ شہر اس کی دوسری منزل تھا، اس فوج میں وہ انفاں قدسیہ بھی تھیں جو رسول مقبول ﷺ کے جمال جہاں آرا اور آپ کی صحبت بابرکت سے مشرف ہو چکی تھیں، وہ فدایان اسلام اور قدسی صفات صورتیں اسی سرزمین کے آغوش میں مدفون ہوئیں۔

(۲) ۱۶ھ میں خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے زمانہ میں جنید بن عبدالرحمن مری کی فوجوں نے زمینی راستہ سے بھروچ پر دوبارہ حملہ کیا۔

(۳) ۱۴۰ھ مطابق ۷۵۷ء میں خلیفہ منصور عباسی کے زمانہ میں سندھ کے گورنر ہشام بن عمرو تغلی نے عمرو بن جمل کو گجرات کی فتح پر روانہ کیا، انہوں نے بھاڑ بھوت اور گندھار پر بحری حملہ کیا اور وہاں ایک مسجد تعمیر کی جو گجرات میں اسلام کی پہلی تعمیری نشانی تھی۔
(ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں: ص: ۶۴)

(۴) چوتھا حملہ ۱۵۹ھ مطابق ۷۷۹ء میں المہدی باللہ کے زمانہ میں عبدالملک شہاب مسعیکی سرکردگی میں ہوا جس کی رضا کار (والینٹر) فوج میں مشہور محدث شیخ ابوبکر ربیع بن صبیح تبع تابعی بھی تھے، دفعۃً ہوا میں عفونت پھیلی اور سینکڑوں مجاہدین کے ساتھ یہ ”أَوَّلُ مَنْ صَنَّفَ فِي الْإِسْلَامِ“ سرزمین بھروچ کے قریب بمقام بھار بھوت سپرد خاک ہوئے۔ (یادایام: ص: ۴۴، ۴۵، ۴۶)

(۵) اس کے تقریباً چالیس سال بعد ۱۹۸ھ سے ۲۲۷ھ کے درمیان خلیفہ مامون کے دور میں فضل بن ماہان نے سنجان (xinjiang) کا علاقہ فتح کیا، ماہانیہ سلطنت کا دائرہ سنجان سے لیکر بھروچ اور پالیتانہ، کاٹھیاواڑ تک پھیلا ہوا تھا۔

چپہ چپہ پہ یہاں گوہر یکتا تہہ خاک = دفن ہو گانہ کہیں ایسا خزانہ ہر گز
مقدور ہو تو خاک سے پوچھو کہ اے نسیم = تو نے وہ گنجائے گرانمایہ کیا کئے؟
علامہ سید سلیمان ندویؒ کے (سفر گجرات کے موقع پر شہر بھروچ اور دریائے زربدا سے خطاب کرتے ہوئے) کہے گئے چند اشعار گوش گزار ہیں:

جانتا ہے تو میری تاریخ کا پوشیدہ راز = تیرے دروازہ پر ٹھہرا تھا میرا پہلا جہاز
اے بھروچ اے خاتم انگشتِ رودِ زربدا = عہد ماضی کی تیری عظمت رہے، باقی سدا
تو تیاے چشم ظاہر آج تیری خاک ہے = ذرہ ذرہ پر تو خورشید ذی لولک ہے
بعد میں بھی یہ شہر صدیوں تک ہر علم و فن کے ماہر، علماء کرام کی گزر گاہ بلکہ سکونت گاہ

بننا۔ (مقالات سلیمانی: ۳۸۱/۲)

۱۲۳۰ھ مطابق ۱۰۳۸ء میں ایک مدرسہ قائم ہوا جو بعد میں مدرسہ مولانا اسحاق کے نام سے مشہور ہوا اور ۱۲۵۸ھ مطابق ۱۰۶۵ء میں بھروچ کی جامع مسجد تعمیر ہوئی۔ (مقالات سلیمانی: ۳۸۱/۲)

اس وقت بھی شہر کے ارد گرد جو بزرگان کرام آرام فرماہیں، ان میں مشہور قاری سید علی عرف بابا ربیعان متوفی ۱۲۳۰ھ، شیخ شرف الدین مشہدی متوفی ۸۰۸ھ، مخدوم کمال الدین قزوینی متوفی ۸۸۱ھ، شیخ برہان سالار، حاجی پیر کرمانی (آمنہ: ۵۹۶ھ)، شیخ عبدالوہاب بھروچی (جن سے شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے علم حدیث حاصل کیا) علامہ صبغۃ اللہ بھروچی محشی تفسیر بیضاوی ومعرب الجواہر الخمسہ (۱۰۱۵ھ مطابق ۱۶۰۶ء)، حکیم سید روح اللہ (۱۰۳۲ھ) وغیرہم قابل ذکر ہیں، جنہوں نے اطراف واکناف میں علم و عرفان کے چراغ روشن کئے، انہیں بزرگوں میں محدث جلیل حضرت مولانا اسحاق شاگرد حضرت شاہ وجیہ الدین متوفی ۱۰۷۲ھ مطابق ۱۶۶۱ء ہیں، جن کا باقیات الصالحات مدرسہ اسحاقیہ تھا، طویل عرصہ تک اس میں قال اللہ وقال الرسول ﷺ کی صدائیں گونجتی رہیں، عہد جہانگیری میں اس کے اخراجات کیلئے کچھ موضع بھی وقف تھے، شیخ ابوبکر بھروچی (م. دسویں صدی، جنہوں نے سیرت کی مشہور کتاب ”الشفاء“ اور حصن حصین کا فارسی میں ترجمہ کیا) کا بھی یہاں کے اکابر میں شمار ہے۔

تازہ خواہی داشتن گرداغہائے سینارا = گاہے گاہے بازخواں ایں قصہ پارینہ را
کے پیش نظر اس پچاس سالہ تاریخی خدمات کی مناسبت سے آپ حضرات کے سامنے
دارالعلوم کی مختصر تاریخ اور اس کا پس منظر بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

اس کے لئے ساٹھ سال پہلے کے گجراتی پرچے کاوے سے شائع ہونے والے

”پیغام“، سورت سے شائع ہونے والے ”مجاہد“ اور ترکیسر سے شائع ہونے والے ”تبلیغ“ کے علاوہ حضرت مولانا اسماعیل صاحب منوبریؒ کی ایک ذاتی تاریخی ڈائری سے سہارا لیا ہے۔

گجرات اور بھروچ کی شاندار و تابناک ماضی کے تفصیلی احوال تو دارالعلوم سے شائع ہونے والی ”عرب ممالک اور صوبہ گجرات کے روابط“ کتاب میں آپ پڑھ سکتے ہیں، گردش زمانہ سے گیارہویں بارہویں صدی ہجری سے بھروچ اور اس کے اطراف میں علم کی روشنی مدھم پڑ گئی، جہالت کا دور دورہ ہو گیا اور دھیرے دھیرے بدعات و رسومات نے اپنی جڑیں مضبوط کرنی شروع کر دی، دین کے نام پر خرافات انجام دی جانے لگی، خوشی غمی، شادی بیاہ و موت اور ہر شعبہ زندگی میں بدعات و رسومات داخل زندگی بن گئی، مکاتب و ناظرہ قرآن خوانی کا منظم نظام نہ رہا، پھر قولیاں، عرس اور میلے ہر جگہ عام تھے اس کی مزید تفصیل زیر نظر کتاب میں دیکھ سکتے ہیں۔

البتہ ملک کی آزادی کے بعد بزرگان دین اور انفاس قدسیہ کا اس سرزمین پر ورود مسعود ہوا اور دوبارہ اہل اللہ کے مسکن و مستقر ہونے کا اسے شرف حاصل ہونے لگا، اہل دل کی آہ سحر گاہی سے اس کی فضا منور ہونا شروع ہوئی، میری مراد اس سے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی بھروچ ضلع میں تشریف آوری ہے، حضرت شیخ الاسلام کے قدم میمنت سے عوام و خواص میں دینی رجحان پیدا ہوا، عقائد و اعمال درست ہوئے؛ بلکہ تجربہ شاہد ہے کہ جہاں جہاں حضرت شیخ الاسلام تشریف لے گئے اور آپ کے بیانات و تقریریں ہوئیں وہاں لوگوں کے عقائد درست ہوئے اور شرک و بدعات کا خاتمہ ہوا۔

دوسری طرف راندر، ڈابھیل اور آئند کے دارالعلوم سے فارغ شدہ بھروچ ضلع کے علماء کرام کی وطن تشریف آوری سے بھی علاقہ میں دینی علمی چہل پہل کا آغاز ہو چکا تھا،

چنانچہ پہلی باقاعدہ کوشش کا آغاز حضرت مولانا احمد اسماعیل رحمانی کنتھاروی صاحب کی تحریک سے ہوا، ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۹۳۷ء میں جامعہ حسینیہ راندر سے فراغت پا کر آپ نے دیوا، کراڈ، منو برادر دیارا کے مکاتب میں تعلیم دی ہے، ان کے اندر ضلع بھروچ میں ایک دارالعلوم قائم کرنے کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، آپ کا خیال تھا کہ سورت کے علاقہ میں ۳ بڑے بڑے دارالعلوم ہے، لیکن مسلمانوں کی اتنی بڑی آبادی والے بھروچ ضلع میں ایک بھی دارالعلوم نہیں ہے۔ آپ نے اس داعیہ کا اظہار اپنے دوستوں (مولانا عبدالصمد لاچپوری، حاجی احمد لکی مینشن، حاجی دسواو محترم جناب منشی عیسیٰ صاحب کاوی والے) کے سامنے کیا اور تمام دوستوں نے اپنی طرف سے بھرپور مدد کا وعدہ فرمایا۔

چنانچہ کنتھاریہ کے خوش نصیب نعمانی خاندان نے اپنی زمین وقف فرمائی۔ افریقہ جانے کے بعد مولانا رحمانی صاحب کے ایماء پر جناب منشی عیسیٰ صاحب کاوی نے ایک نمائندہ کمیٹی بھی تجویز فرمائی۔

یہ سب کچھ کام زوروں پر چل رہا تھا کہ جناب مولانا رحمانی صاحب کو ساؤتھ افریقہ میں پیریلانز کا حملہ ہوا اور آپ کو ہندوستان پہنچایا گیا، آپ کی بیماری کی وجہ سے پھر یہ کام سست پڑ گیا۔

شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ سے دعاء کی درخواست:

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ نومبر ۱۹۵۴ء میں جامعہ ڈابھیل تشریف لائے تھے، اس وقت دارالعلوم بھروچ کمیٹی کے کچھ ارکان نے ڈابھیل خدمت اقدس میں حاضر ہو کر حضرت شیخ الاسلامؒ کو دارالعلوم بھروچ کے قیام کا عزم اور اس کے لائحہ عمل سے واقف کیا تھا، حضرت نے دارالعلوم کے قیام کی جگہ، آمدنی کے ذرائع اور آج تک موصول

شدہ تعاون کے بارے میں دریافت کیا تھا۔ آپ سے یہ درخواست کی گئی کہ آں محترم ایک خط ہمیں تحریر فرمادیں، جس میں ہماری رہنمائی ہو اور دعاء بھی۔

چنانچہ حضرت مدنیؒ نے وہ خط ارسال فرمایا، افسوس کہ وہ خط اردو زبان میں دستیاب نہ ہو سکا، البتہ اس کا گجراتی ترجمہ مل سکا ہے، اسی کا خلاصہ اردو زبان میں پیش ہے (اور اس کا گجراتی ترجمہ کتاب میں پڑھو گے):

حامدٌ اومصلیاً و مسلماً !

ہندوستان کی سیکولر حکومت نے ملک میں جو نظام تعلیم نافذ کیا ہے وہ غیر مذہبی ہے، یہ دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کے لئے تو شاید مفید ہو سکتا ہے لیکن مسلمان بچوں کے ذہن و دماغ پر اس کے برے اثرات قائم ہو سکتے ہیں، اس کی وجہ سے ہمارے بچے اسلامی عقائد اور بہترین تعلیمات سے محروم ہو جائیں گے، اس خطرے کو دور کرنے کی ایک ہی بہتر شکل ہے کہ ہمارے بچے زیادہ سے زیادہ دینی تعلیم حاصل کریں، صورت ضلع میں تو پہلے سے تین بڑے ادارے قائم ہیں، اسی طرح کھیڑا اور احمد آباد ضلع میں بھی ایک دارالعلوم قائم ہے، بھروچ ضلع اب تک ایسے دینی اداروں سے محروم تھا؛ لیکن جناب منشی عیسیٰ صاحب سے یہ معلوم ہو کر بڑی خوشی ہوئی کہ بھروچ ضلع میں بھی ایک دارالعلوم قائم کرنے کی کوششیں تیز ہو رہی ہیں اور افریقہ کے کئی اصحاب ثروت نے بھی دلچسپی کا اظہار کیا ہے، یہ اہل خیر حضرات قابل مبارک باد ہیں جو دینی تعلیم کی طرف رغبت و دلچسپی کا مظاہرہ فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ

تمام کارکنان اور معاونین کو ہمت واستقامت عطا فرماوے کہ وہ اس کام کو جلد از جلد پایہ تکمیل تک پہنچائے اور دارین میں ان کو بہترین بدلہ عطا فرمائیں۔ آمین۔

نگ اسلاف

حسین احمد غفرلہ

یہ خط ماہنامہ پیغام (شمارہ جنوری ۱۹۵۵ء مطابق جمادی الاولیٰ ۱۳۷۷ھ) میں شائع بھی ہوا تھا۔

اتنا ہی نہیں بلکہ حضرت شیخ الاسلامؒ نے حج کے موقع پر ایک مرتبہ کمیٹی کے کچھ ذمہ داران سے درج ذیل جملے ارشاد فرمائے، جب کہ آپؒ کی مجلس میں دارالعلوم بھروچ کے بارے میں بات رکھی گئی:

اس کا قیام جلدی ہونا چاہئے، میں نے وہاں دارالعلوم کی ضرورت واہمیت کا خود مشاہدہ کیا ہے، اور اگر ضرورت پڑے تو میں خود تعاون کے لئے حاضر ہوں، اس لئے آپ حضرات جلد از جلد یہ کام مکمل کرلو، کسی نے عرض کیا کہ حضرت! ہم پہلے کوئی آمدنی کا انتظام کر لیں، پھر کام کا آغاز کریں، حضرت نے جواباً فرمایا: کیا آپ لوگوں کو خدا پر اعتماد نہیں ہے؟ کام کی بسم اللہ تو کیجئے، خدا اس کو انتہاء تک پہنچائے گا، یہ اسی کا کام ہے، اور وہی اس کو نبھائے گا۔ (پیغام:

شمارہ بابت اکتوبر ۱۹۵۵ء مطابق صفر ۱۳۷۷ھ)

مزید یہ کہ ۱۹۵۷ء میں حضرت کی آمد کنتھاریہ گاؤں میں ایک

اجلاس کی مناسبت سے ہوئی، آپ کی معیت میں مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمن صاحب (سیوہاروی) حضرت مولانا محمد میاں صاحب اور دیگر اکابرین بھی تھے، ان حضرات نے دارالعلوم کنتھاریہ جہاں قائم ہے، وہاں تشریف لا کر دعائیں کی تھی۔

(حضرت مولانا کی ذاتی دائری)

اراکن کی محنتیں رنگ لارہی تھی، ان محنتوں کے نتیجہ میں زمین خرید لی گئی، اور دعا کے لئے جمعیت علمائے ہند کے ناظم حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب سنبھلی کو دعوت دی گئی، چنانچہ آپ محترم ۶ جنوری ۱۹۵۵ء بروز جمعرات کنتھاریہ میں دارالعلوم کے لئے خریدی گئی جگہ پر تشریف لائے، اور آپ نے درج ذیل جملے ارشاد فرمائے:

”جو لوگ اس دینی کام میں دامے، درمے، سخنے تعاون و امداد فرما رہے ہیں وہ لوگ سعادت مند اور قابل مبارک باد ہیں، ان کا روپیہ اور محنت ایسی جگہ کام لگ جائیں گے جہاں قال اللہ اور قال الرسول کی صدائیں گونجے گی اور جہاں دینی علوم کے پروانے جمع ہوں گے۔“

بعدہ ”دارالعلوم بھروچ“ لکھا ہوا ایک بورڈ زمین میں گاڑا تھا۔

گجراتی ماہنامہ ”پیغام“ میں اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

حضرت مولانا سنبھلی صاحب نے اس موقع پر دینی مدارس کی اہمیت، اس سلسلہ میں احادیث مبارکہ سے فضائل اور دینی مدارس

کی تاریخی حیثیت اجاگر کرتے ہوئے لوگوں کے درمیان مختصر وعظ فرمایا، وعظ کے بعد آپ نے اپنے ہاتھوں سے تحریر شدہ بورڈ لوگوں کے سامنے پڑھنے کے لئے کھول دیا، بعدہ حاضرین میں شیرینی تقسیم ہوئی۔

دارالعلوم کے کام کو رفتار اور ترقی دینے کے لئے افریقہ میں ایک کمیٹی بنائی گئی اور ”پیغام“ نے اس کا اعلان ان الفاظ میں کیا:

دارالعلوم کے کام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے افریقہ میں ایک باقاعدہ کمیٹی تشکیل دی گئی ہے، اس کمیٹی کے صدر سارو ضلع بھروچ کے باشندے اور افریقہ میں بڑے تاجر جناب یعقوب بھائی کو منتخب کیا ہے، جو افریقن تاجر یونین کے بھی چیرمین ہیں۔ (شمارہ

بابت ماہ مارچ ۱۹۶۰ء مطابق شعبان ۱۳۷۹ھ)

اس کے بعد پھر یہ کام کسی وجہ سے سست پڑ گیا، صرف میٹنگیں ہوتی رہی، لیکن کام رو بہ ترقی نہ ہوتا تھا، مولانا رحمانی صاحب کی بیماری بھی اس کا ایک سبب ہے، پیسوں کی بھی قلت تھی، اس لئے دارالعلوم کا تعمیری کام شروع نہیں ہوا، چنانچہ مولانا سنبھلی صاحب کی دعاء سنگ بنیاد کے بعد تقریباً ۹-۱۰ سال ہو گئے لیکن کام آگے بالکل بڑھا نہیں تھا، اس مدت میں ”دارالعلوم بھروچ“ لکھا ہوا بورڈ بھی زمین کی طرف جھک گیا تھا، لوگوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لئے مشہور شاعر جناب ”بیکار“ صاحب کو کہنا پڑا: ”یہ بورڈ سجدہ سہو میں ہے، کوئی ہے جو اس کو سجدہ سے اٹھائے۔“

افریقہ میں آباد ضلع بھروچ کے مسلمانوں کو بھی فکر ہو رہی تھی کہ دعاء کے بعد کام کیوں

رکا ہوا ہے اور ادھر عوام الناس بھی بدظن ہو رہے تھے اور نہ بولنے کے جملے بھی زبان پر لا رہے تھے، حضرت مولانا اسماعیل صاحب منور بری نے اپنی ذاتی ڈائری میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے، جو ”تاریخ دارالعلوم ماٹلی والا“ میں آپ پڑھ سکتے ہیں۔

طوالت کے خوف سے درمیان کے کچھ واقعات کو میں حذف کر رہا ہوں جس سے واضح ہوتا ہے کہ کئی سالوں کی تنگ و دو کے بعد بھی ایک ادارہ قائم نہ ہو سکا تھا، اس کی بڑی وجہ اسباب کی کمی رہی ہوگی، جبکہ مسبب الاسباب ہر چیز پر قادر ہے، جہاں عالم دنیا میں بظاہر ایک ادارہ کے قیام کے اسباب نہ تھے تو دوسری طرف بغیر اسباب کے ۲ اداروں کا وجود تقدیر میں لکھا جا چکا تھا۔

محترم قارئین! انسانوں کی ایک جماعت وہ ہے جن کی نگاہ دنیا کے ظاہری اور قدرتی اسباب سے آگے نہیں جاتی ہے؛ بلکہ اسی زندگی اور مادی محسوس دنیا میں اٹک کر جاتی ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ نتائج ہمیشہ اسباب ہی سے وجود میں آسکتے ہیں، اور اسباب کے بغیر نتائج کا تصور ناممکن ہے اور پوری کائنات میں کوئی ایسی طاقت نہیں جو اسباب و نتائج کے درمیان حائل ہو سکے اور اپنے آزادانہ ارادہ کے ساتھ ان میں کوئی تبدیلی کر سکے اور بغیر اسباب کے مسببات کو وجود میں لا سکے۔

اس کے مقابلے میں اہل ایمان و معرفت کا نظریہ اس یقین پر قائم ہے کہ ان طبعی اسباب، قدرتی طاقت، خزانوں اور اشیاء کی خاصیتوں سے ماوراء اور بالاتر ایک غیبی قوت ہے جس کے ہاتھ میں ان اسباب و خواص کی زمام اقتدار ہے اور جس طرح نتائج و ثمرات اسباب کے تابع ہیں، اسی طرح خود یہ اسباب اللہ تعالیٰ کے ارادہ مشیت اور حکم و اشارہ کے تابع محض ہیں، ارادہ الہی ان کو عدم سے وجود میں لاتا ہے، ان کو آگے بڑھاتا اور چلاتا ہے اور

جب چاہتا ہے ان کو مسیبات سے جدا کر دیتا ہے، اس لئے کہ اسباب و مسببات دونوں یکساں طریقہ پر اس کے تابع و فرمانبردار ہیں۔

آسمان و زمین کی کوئی چیز اس کو عاجز کرنے پر قادر نہیں، اسی نے اپنی حکمت بالغہ اور ارادہ قاہرہ سے اشیاء کو خواص سے اور مسیبات کو اسباب سے اور مقدمات کو نتائج سے وابستہ کیا، وہی جوڑنے والا اور توڑنے والا ہے، مٹانے والا اور بنانے والا ہے، اور وہی تمام چیزوں کو عدم سے وجود میں لاتا اور لباس ہستی پہناتا ہے:

إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۝ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو بس اس کا معمول تو یہ ہے کہ اس چیز کو کہہ دیتا ہے کہ ہو جا، پس وہ ہو جاتی ہے۔

مدارس چلانے والے حضرات کو اس کا بارہا تجربہ ہو چکا ہے کہ جن افراد و اشخاص پر اسباب کے درجے میں بھروسہ کرتے ہیں وہاں سے محرومی ہوتی ہے اور جہاں سے امید و امکان نہیں ہوتا وہیں سے کام بن جاتا ہے۔ ذالک تقدیر العزیز العظیم۔

دارالعلوم ماٹلی والا کا قیام

اس سے پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ پھروچ سے افریقہ میں سکونت پذیر ہوئے قوم کے یہی خواہان بھی یہاں ادارہ کے قیام کے متمنی اور فکر مند تھے، ان کی آمد و رفت اور مشورے ہوتے تھے، اسی لئے ۱۹۵۵ء میں دارالعلوم کے قیام کی تحریک اٹھی اور کمیٹی بھی بنی، ۱۰ ارسال سے زائد عرصہ گزر چکا تھا؛ لیکن تقدیر و مشیت ایزدی کہ پھر بھی دارالعلوم قائم نہ ہو سکا تھا۔

چنانچہ ادھر حاجی موسیٰ ماٹلی والا افریقہ سے آئے ہوئے تھے، یہ صاحب ثروت تھے اور دینی درد بھی تھا، بزرگان دین اور اکابرین ضلع پھروچ کی ۱۰ ارسالہ مخنثیں اور فکروں سے بھی واقف تھے، انہیں یہ علم ہوا کہ عید گاہ روڈ پر واقع ”آدر باغ“ کو اس کے مالکان بیچنا چاہتے

ہیں، اور قیمت ۷۰ ہزار کے کم و بیش ہے، چنانچہ انہوں نے اس ٹرسٹ کی ملاقات کی اور آج جہاں دارالعلوم ماٹلی والا واقع ہے وہ حصہ اس پارسی ٹرسٹ سے خرید لیا۔

پندرہ روزہ رسالہ مجاہد نے اس خبر کے ملتے ہی یہ پیغام شائع کیا جو درج ذیل ہے:

”اللہ پاک کے فضل و کرم سے دارالعلوم بھروچ کے قیام میں ترقی

ہورہی ہے، خدا نہ خواستہ کوئی بات پیش نہ آئی تو منزل اب قریب

ہے، تحصیل بھروچ میں واقع کراماڈ کے مشہور حاتم و سنی ”ماٹلی والا

بردھرس“ نے کسی کے تعاون کے بغیر تنہا ہی دارالعلوم کے لئے

لازمی اراضی خریدنے کی پیش قدمی و پہل کر لی ہے، شہر بھروچ میں

پارسی ٹرسٹ کی مملوک آذر (آدر) باغ، اس کے ارد گرد واقع زمین

اور تعمیرات کی خریداری کے لئے ۶۹,۵۵۱ روپیہ ادا کرنے کی بات

رکھی ہے، اور اس خریداری کے لئے ۵۰,۰۰۰ روپیہ کا ایک

چیک (سک) بھی پارسی ٹرسٹ کے ذمہ داروں کے نام لکھ دیا ہے،

اب اس بابت فیصلے کے لئے ۸/ اگست ۱۹۶۵ کے روز پارسی ٹرسٹ

کی مجلس شوری قائم ہوگی، اس شوری میں کیا فیصلہ ہوگا اس کا ابھی

انتظار ہے، خدا کرے ”دارالعلوم بھروچ“ کے بارے میں ایک

ٹھوس اور ناقابل انکار حقیقت کا فیصلہ سامنے آئے۔

حاصل شدہ معلومات کے مطابق ”دارالعلوم بھروچ کمیٹی“ کے ارکان اور ”ماٹلی والا

برادران“ کے مابین دارالعلوم کے لئے ضروری گفتگو اور مشورہ ہوا، جو ایک دودفعات کو چھوڑ

کر کامیاب مشورہ رہا، البتہ ۲ دفعات کی بابت مفاہمت و مصالحت اور اتفاق رائے نہ ہو سکی،

اور یہی اختلاف دو اداروں کے وجود کا سبب بن گیا، اور درحقیقت یہ اختلاف ضلع بھروچ بلکہ عالم اسلام کیلئے رحمت کا سبب بن گیا۔

حضرت مولانا اسماعیل صاحب منوبریؒ فرماتے ہیں:

اس کے بعد حاجی موسیٰ صاحب نے کچھ ابدالوں کو بلایا (ہمارے علاقہ میں قدیم زمانہ میں ہر گاؤں میں ضروری اعلانات کے لئے کچھ لوگ مقرر ہوتے، جو ہر محلہ جا کر باواز بلند اعلان کرتے، اسی کو ابدال کہتے، یہ ایک برادری کا نام بھی ہو چکا ہے) اور ان کی معرفت قرب و جوار کے قریہ جات منوبر، دیگام، ہنگلوٹ، وہالو، کنٹھاریہ جیسے بڑے دیہاتوں میں دف بجا کر یہ اعلان کروایا کہ ۲۵/فروری ۱۹۶۶ء (مطابق ۴/شوال ۱۳۸۵ھ بروز جمعہ) سے دارالعلوم ماٹلی والا میں تعلیم کا آغاز ہوگا، لہذا جو حضرات اپنی اولاد کو دینی تعلیم دینا چاہتے ہیں وہ ۲۵/فروری سے پہلے اپنی اولاد کا داخلہ منظور کروالیں، مولانا اسماعیل صاحبؒ نے یہ بھی لکھا ہے کہ حاجی موسیٰ ماٹلی والا نے دارالعلوم کے سب سے پہلے مہتمم کے عہدے کے لئے مولانا اسماعیل صاحب کو درخواست کی تھی، جو کچھ اعذار کی وجہ سے قبول نہ کی گئی۔ (مولاناؒ کی ذاتی دائری)

اس مقررہ مدت میں طلبہ کی تعداد نہ ہوئی ہوگی، اس لئے اس تاریخ میں تعلیم کا آغاز نہ ہوا، اس لئے مدت داخلہ بڑھائی گئی اور مارچ کے مہینہ میں بھی داخلہ کا روٹائی ہوئی ہوگی۔

اس کے بعد پھر اطراف و جوانب کے ممتاز علماء، بطور خاص حضرت مولانا احمد اللہ صاحب راندیری رحمۃ اللہ علیہ (سابق شیخ الحدیث جامعہ حسینیہ راندیر) اور دیگر سرکردہ لوگوں

کی رائے اور مشورہ سے ۱۵/۱۲/۱۳۸۵ھ موافق ۷/اپریل ۱۹۶۶ء کو ابتدائی تعلیم کی بسم اللہ کرائی گئی اور دین کی ایک چھوٹی سی چھاؤنی کی بنیاد ڈالی گئی۔

محترم سامعین! یہ ہے دارالعلوم اسلامیہ عربیہ ماٹلی والا کے آغاز کی مختصر تاریخ جو اللہ تعالیٰ کے ایک نیک طینت صاحب دل بندے جناب حاجی موسیٰ محمد ماٹلی والا (ساکن کراماڈ) کی اندرونی کڑھن اور دسوزی کا نتیجہ تھا، اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں یہ داعیہ پیدا فرمایا کہ ایک دینی ادارہ قائم کرنا چاہئے۔ ان کے اس نیک ارادے کو بلبل گجرات شیخ الحدیث حضرت مولانا احمد اللہ صاحب راندیریؒ کی فراست ایمانی نے عملی شکل میں ڈھالنے کی ترغیب دی اور تجویز و تائید غیبی کے بعد حاجی صاحب موصوف مرحوم کی گاڑھی کمائی سے خریدا گیا وسیع و عریض خطہ زمین دیکھتے ہی دیکھتے ایک بڑے چمنستان میں تبدیل ہو گیا۔

مرحوم اسکو وقف کرنے کی تگ و دو میں ہی تھے کہ داعی اجل کی پکار آگئی اور اس دارالعلوم کے سالانہ جلسہ کے موقع پر ہی اس پروانہ علم کی روح قفص غصری سے پرواز کر کے اعلیٰ علیین کی مکیں ہو گئی، رحمۃ اللہ رحمۃً واسعۃً، اس موقع پر صدر جلسہ حضرت مولانا احمد اللہ صاحبؒ کی زبان مبارک سے نکلا ہوا قلندری جملہ بڑا پراثر رہا کہ یہ مدرسہ اللہ پاک کے یہاں مقبول ہو گیا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

مدرسہ کے وقف ہونے کے بعد عام مسلمانوں نے بھی اس مدرسہ سے خصوصی دلچسپی لی اور الحمد للہ آج تک ہر خاص و عام نے اس کو اپنا ادارہ سمجھ کر اس کی ہر خوشی و غمی کو اپنی خوشی و غمی سمجھی اور ہر طرح مدرسہ کا تعاون کرتے ہیں، فجزاہم اللہ احسن الجزاء، ابتداء بناء سے ہی یہ مدرسہ علماء و صلحاء کا بھی منظور نظر رہا، اور آج تک بفضل اللہ تعالیٰ سلف کے نقش قدم پر وقت کے تقاضوں سے واقفیت اور امت کے مسائل سے خصوصی دلچسپی لیتے ہوئے تصلب فی الدین اور رسوخ فی العلم کی شاہ راہ پر گامزن ہے۔

دارالعلوم ماٹلی والا کی خدمات - کارنامے:

❖ دارالعلوم نے عالم اسلام کو آج تک ۱۳۴ مفتیان کرام، ۳۲ مختصین فی الحدیث، ۱۰۵۷ علمائے کرام، ۱۱۰۰ حفاظ اور ۴۶۷ قراء (۳۱۳ حفص، ۹۱ سبجہ، ۱۷ ثلاثہ اور ۴۶ عشرہ) دیئے ہیں۔

❖ فارغ شدہ مفتیان کرام، مختصین فی الحدیث، علمائے کرام، قراء اور حفاظ کے توسط سے ملک و بیرون ملک تعلیم، تبلیغ و مکاتب اور دارالعلوموں کے قیام کے ذریعہ علمی، تربیتی و تبلیغی فیض پہنچ رہا ہے، اور آج بھی فضلاء جامعہ اپنی اپنی علمی خدمات کے مقامات پر اصلاح معاشرہ کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

❖ بدعات و رسومات کی پیچ کئی کے لئے اصلاح معاشرہ کے اجلاس کئے۔

❖ شعبہ نشر و اشاعت کو زیادہ منظم کرتے ہوئے دینی کتابوں کے ذریعہ دعوت و تبلیغ کے کام کو مزید ترقی دی گئی، بطور خاص غیر مسلمین (ذرائع ابلاغ) کی طرف سے ہونے والے اسلام مخالف پروپیگنڈوں کے مدلل مرتب جوابات دیئے گئے اور مسلمانوں میں صحیح اسلامی تعلیم کو ترقی ملے اس نیک مقصد سے قرآن مجید کی مختصر تفسیر، سیرت اور مسائل کی (عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاقیات پر مشتمل) کتابیں منصہ شہود پر لائی گئی

-

❖ اسی نیک مقصد کے پیش نظر گزشتہ ۱۲ سالوں سے گجراتی ماہنامہ پیغامِ رحمت کے ذریعہ مسلمانوں کی دینی، معاشرتی، سیاسی اور دعوتی رہنمائی کی جاتی ہے۔

❖ مکاتب کے نظام کو مزید مستحکم کیا گیا، فی الحال بھروچ شہر اور نربدا ضلع کے پسماندہ و خستہ حال دیہاتوں میں ۸۰ حضرات مدرسین کو تنخواہیں دی جاتی ہے اور ان کی تعلیمی نگرانی کی

- جاتی ہے، کئی مساجد بھی تعمیر کی گئی اور کئی جگہوں میں تعمیر مساجد میں تعاون کیا گیا۔
- ❖ ماٹلی والا فیملی کے ارکان شوری اپنی حلال آمدنی سے رفاہی کاموں میں بھی دلچسپی لیتے ہوئے غلہ، علاج و معالجہ، آئی کیمنپ، اور کنویں کھدوانے وغیرہ کی راہ سے تعاون فرماتے ہیں۔
- ❖ ایمر جنسی کے کٹھن دور ۱۹۷۵ء میں نسبندی کے خلاف آواز اٹھاتے ہوئے عظیم کانفرنس کی گئی۔
- ❖ اسلامک فقہ اکیڈمی آف انڈیا کا ساتواں فقہی سمینار ۱۹۹۴ء دارالعلوم میں منعقد کیا گیا، یہ اجلاس کامیاب و منظم طور پر مکمل ہو اس کے لئے پورا انتظام بھی کیا گیا۔
- ❖ وقتاً فوقتاً جمعیت علمائے ہند کی تحریک پر وقت کے تقاضہ کے مطابق مسلمانوں کے پیچیدہ مسائل کے حل کے لئے جمہوری طریقہ کے مطابق طریقہ کار اپنایا گیا۔
- ❖ تحفظ مدارس گجرات کا آغاز کرتے ہوئے اسے ایک متحرک ادارہ کی حیثیت سے کارگر بنانے میں اہم رول ادا کیا۔
- ❖ علمائے گجرات کی مختلف حدیثی خدمات کو اجاگر کرنے کے لئے تمام مدارس گجرات کے طلبہ عزیز کے مابین تقریری مسابقتی اجلاس منعقد کیا، اس کا اصل مقصد مدارس گجرات کے طلبہ میں خوابیدہ صلاحیتوں کو اجاگر کر کے مختلف فنون حدیث میں محنت کی راہ آسان کرنا تھا، اس میں مختلف مدارس سے آنے والے طلبہ عزیز کو کما و کیفاً قیمتی اور اہم علمی کتابیں ہدیہ دی گئی۔
- ❖ اسلامی فقہ اکیڈمی دہلی، ادارہ مباحث فقہیہ (جمعیت علمائے ہند) اور رابطہ ادب اسلامی گجرات نیز ہندوستان میں ہونے والے مختلف سمیناروں میں مختلف مضامین پر مقالات تحریر کرتے ہوئے علمی تعاون کیا جاتا ہے۔

❖ ویلفر ہاسپٹل بھروچ کی بنیاد اور بنیادی عمارتوں کے تعمیری کام میں دارالعلوم کا غیر معمولی تعاون رہا ہے، مرحوم حاجی ابراہیم مرغا صاحب (رکن شوری) نے خود حاضرہ کر پہلی بلڈنگ کی تعمیری نگرانی کی نیز ضیوف و ملازمین کے طعام و قیام کا انتظام بھی دارالعلوم نے کیا۔

❖ منشی میموریل اسکول کے قیام کے وقت اس کی بلڈنگ اور تعمیرات سے متعلق مشورہ دارالعلوم کے دفتر ہی میں ہوتے تھے، نیز ان کے مہمانوں کے طعام و قیام کا انتظام بھی دارالعلوم میں ہوتا تھا، مرحوم بشیر بھائی چوکی والا کے الفاظ میں ”रोटलो पछा अने ओटलो पछा“ ”ماٹلی والا نے کھاٹ بھی دیا اور نان بھی۔“

❖ روزنامہ گجرات ٹوڈے کے آغاز کے لئے دارالعلوم کے دفتر میں مرحوم بھائی خان بلوچ، مرحوم سراج بھائی ترمذی، جناب عزیز بھائی ٹنکاروی اور دارالعلوم کے تعلیمی عملہ کے درمیان میں کئی ایک مشاورتی مجلسیں ہوئی اور اخبار جاری ہونے تک مسلسل حتی الوسع تعاون کر کے ان کی حوصلہ افزائی کی گئی اور بعد میں اخبار کی توسیع کے لئے بھی محنتیں کی گئی۔

دارالعلوم ماٹلی والا کے محسنین و معاونین

ان پچاس سالوں میں دارالعلوم کو تعمیری، تعلیمی و تربیتی لحاظ سے ترقی دینے میں جن حضرات نے قائدانہ رول ادا کیا۔ اپنی جسمانی، مالی و فکری صلاحیتوں سے ادارہ کو بام عروج پر پہنچانے کی انتھک کوششیں کی ان کا ذکر خیر کرنا ضروری سمجھتا ہوں، اس میں سرفہرست جناب حاجی موسیٰ صاحب ماٹلی والا اور ان کو روحانی اعتبار سے ساتھ دینے والے دو بزرگ: حضرت مولانا احمد اللہ صاحب اور حضرت مولانا احمد اشرف راندیری صاحب[ؒ] ہیں، ان تینوں حضرات کے اخلاص و ولہیت کا اثر آج بھی دارالعلوم میں نظر آ رہا ہے۔

حضرت مولانا احمد اللہ صاحب ادارہ کے سرپرست اول بھی تھے، ان کے بعد حضرت مولانا محمد رضا جمیریؒ کی پر خلوص باوقار شخصیت عظمیٰ ہے، جنہوں نے کئی سال تک ادارہ کی سرپرستی فرمائی اور ہر موقع پر ادارہ کی رہنمائی فرمائی، اسی طرح ادارہ کے موجودہ سرپرست پیر طریقت حضرت مولانا محمد قمر انڑماں صاحب دامت برکاتہم العالیہ بھی ہماری علمی، عملی و تربیتی رہنمائی فرماتے ہیں، اور ہر وقت ادارہ کی فکر رکھتے ہیں۔

اسی طرح دارالعلوم کے شوریٰ کے ممبر اور حاجی موسیٰ کے انتقال کے بعد ادارہ کی تمام مالی و تعلیمی فکر کرنے والے آپ کے صاحب زادے جناب حاجی اسماعیل بخش و جناب حاجی احمد موسیٰ گورا بخش، حاجی امین منوبر والے، حاجی ابراہیم ولی مرغا منوبر والے، حاجی محمد اسماعیل نمازی، حاجی احمد دیسائی وغیرہ کے ممنون ہیں۔

ان میں حاجی احمد گورا بخش، حاجی ابراہیم ولی مرغا اور حاجی محمد اسماعیل نمازی کو ہم کس طرح فراموش کر سکتے ہیں، دارالعلوم کی درودیوار اور شجر و حجر کا ہر پتہ و ذرہ ان تینوں بزرگوں کی خدمات و محنت کا شاہد ہے جو ہر وقت طلبہ، اساتذہ و کارکنان کو ہر طرح کی راحت فراہم کرنے کے لئے تیار رہتے تھے، ان تینوں بزرگوں نے سردی، گرمی اور ناخوش کن حالات کا مقابلہ کر کے دارالعلوم کو ترقی دینے، اس کے گیسو اور نوک و پلک درست کرنے اور اس کو ترقی کی معراج پر پہنچانے کے لئے اپنی جان وقف کر دی تھی۔

دارالعلوم کو تعلیمی، تنظیمی اور تربیتی اعتبار سے ترقی دینے والے مہتممین حضرات مولانا امین صاحب ٹھکا روئیؒ، مولانا اکبر علی خان پوریؒ، مولانا ابراہیم پہا جوئیؒ، حضرت مولانا عبدالغفور نقشبندیؒ اور حضرت مولانا یعقوب صاحب ولنویؒ کے بھی ہم ممنون و مشکور ہیں، خاص کر کے حضرت مولانا عبدالغفور نقشبندیؒ و حضرت مولانا یعقوب صاحب ولنویؒ، دونوں بزرگوں نے دارالعلوم کی تعلیمی اعتبار سے ترقی دینے میں اہم اور نمایاں کردار ادا کیا۔

حضرت مولانا یعقوب صاحب نے تعلیمی ترقی کے ساتھ ساتھ دارالعلوم کو تعمیری و تنظیمی اور مختلف شعبہ جات کے جاری کرنے میں بہت زیادہ نمایاں خدمات انجام دی، آپ مرحوم کی سوانح حیات گجراتی میں الگ سے شائع کر کے آپ حضرات کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔

کوئی بھی ادارہ صرف ایک دو آدمیوں کی محنت سے ترقی نہیں کر سکتا، اس کے مختلف شعبہ جات میں ایک مشین کے مختلف کل پرزوں کی طرح مختلف صلاحیات رکھنے والے افراد کی ضرورت ہوتی ہے، دارالعلوم ماٹلی والا بھی تنظیمی و تعمیری ترقی کے ساتھ تعلیمی و تربیتی ترقی میں ایسے بہترین باصلاحیت، اعلیٰ استعداد والے، بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے والے حضرات سے مالا مال رہا جنہوں نے اپنے خون جگر اور آہ سحر گاہی سے ادارہ کو ترقی کے بام عروج پر پہنچایا، اس میں سرفہرست ادارہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا ابوالحسن علی قاسمیؒ اور مایہ ناز شریں بیان مقرر، استاذ حدیث حضرت مولانا عبدالرحمان صاحبؒ کی شخصیات ہیں، جو طلبہ عزیز و اساتذہ کرام کے لئے اسوہ اور نمونہ تھیں۔

ان دونوں بزرگوں نے اپنے علم و عمل اور اخلاق سے ادارہ کے تربیتی نظام کو ایک نئی راہ بخشی، اور حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی زندگی کو مشعل راہ بنا کر صوبہ گجرات میں اپنا اور ماٹلی والا کا نام روشن کیا ہے، دوسرے لفظوں میں عقائد علمائے دیوبند کو صوبہ گجرات میں عام کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا، اس کے ساتھ جمعیت علماء ہند کے پیغام اور اس کے ذریعہ ہونے والی مختلف الانواع خدمات سے گجرات والوں کو صرف واقف ہی نہیں کرایا بلکہ اس سے مستفید ہونے کے طور و طریق بھی سکھائے، اس کام میں ان کے ساتھ حضرت مولانا مفتی احمد صاحب دیولوی بھی برابر کے شریک رہے، ملت کے مسائل سے دلچسپی رکھتے ہوئے آپ نے بھی اپنی علمی و عملی توانائیاں صرف کی اور دارالعلوم کی ترقی میں نمایاں کردار ادا کیا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

ان تینوں حضرات کے علاوہ دیگر اساتذہ کرام جو اس وقت دیگر مقامات پر علمی خدمات میں مصروف ہیں جن میں مولانا ابراہیم صاحب پٹنی، مولانا یوسف کوٹھی صاحب، مولانا علی آدم ولنوی صاحب، مولانا سعید بھڑکوڑوی صاحب، مولانا رشید احمد سیلوڈی صاحب، مولانا صالح صاحب، مولانا یعقوب کرماڑی صاحب (اول طالب علم) مولانا ابراہیم احمد ولنوی صاحب، قاری یعقوب ولنوی صاحب اور حافظ آدم کنتھاروی صاحب نے بھی نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔

اسی طرح اس وقت دارالعلوم میں خدمت دینے والے تمام اساتذہ کرام بالخصوص استاذ الاساتذہ مولانا یعقوب بھروچی صاحب، شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد صاحب آچھودی، مولانا نذیر صاحب دیولوی، مولانا ابراہیم صاحب خانپوری، مولانا سہراب صاحب، قاضی حسن صاحب اور جناب قاری عبدالرشید صاحب بھروچی وغیرہم کے ہم منون و مشکور ہیں۔

اسی طرح دارالعلوم کے وہ فضلاء کرام جو اس وقت ملک و بیرون ملک میں دارالعلوم چلا رہے ہیں جن میں مولانا اسماعیل صاحب کرماڑی (لیسٹر)، مولانا فاروق صاحب برمنگھام، مولانا سہیل مالجی اور ان کے دیگر رفقاء (U.K) اور مولانا حبیب صاحب احمد آبادی، مولانا اختر صاحب بہاری، مولانا عمیر صاحب بہاری، مولانا حفظ الرحمن صاحب بالاساتھی، مولانا انصار صاحب بہاری، اسی طرح وہ فضلاء جو مختلف اداروں میں تفسیر، حدیث و فقہ اور فنون کی تعلیمی خدمات میں مشغول ہیں، یہ تمام حضرات دارالعلوم کے لئے سرمایہ افتخار اور صدقہ جاریہ ہیں۔

اس موقع پر ہم دارالعلوم کے ان اساتذہ کرام اور فضلاء کو کیسے فراموش کر سکتے ہیں جو اس دارفانی سے دار بقاء کی طرف رحلت فرما گئے ہیں جن میں جناب ماسٹر اشرف صاحب، جناب حافظ عثمان پگوٹھی، حضرت مولانا علی بھڑکوڑوی، حضرت مولانا اسلم پگوٹھی، جناب

قاری ابراہیم صاحب مانگرو لوئی، حافظ اسماعیل صاحب مچھاسروئی اور فضلاء کرام میں سے مولانا الیاس ولنوی، مولانا عباس خانپوری، مولانا مبارک شیرپوری، مولانا عبدالغفور اکھروی، مولانا رفیق پرچوی، مولانا الیاس بھڑکودروی، مولانا فیض الرحمان مولی پوری، حق تعالیٰ شانہ ان کی خدمات قبول کرتے ہوئے جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے، آمین۔

ان تمام کے ذکر خیر کے ساتھ ہم دارالعلوم کے موجودہ ارکان شوریٰ کو کیسے فراموش کر سکتے ہیں جن کی حسن تدبیر اور سلیقہ مندی سے اس چمنستان اسلام کی باغ و بہار اور رونق قائم و دائم ہے۔ ان میں سرفہرست رکن شوریٰ جناب حاجی سلیمان یوسف بخش ہیں؛ آپ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ دارالعلوم کے پچاس سال پورے ہونے کے ساتھ آپ کے ٹسٹی بننے کے بھی پچاس سال پورے ہو رہے ہیں، آپ ان خوش نصیب تاریخی ارکان شوریٰ میں سے آخری رکن شوریٰ ہیں جن کا انتخاب مدرسہ کے وقف کرتے وقت حاجی موسیٰ ماٹلی والا صاحب نے خود ٹرسٹ ڈیڈ (آئین) میں کیا ہے، آپ کے ٹسٹی ہونے کے پچاس سال پورے ہونے پر ہم آپ کو دل کی گہرائیوں سے مبارک بادی دینے کے ساتھ آپ کی پچاس سالہ خدمات پر خراج تحسین پیش کرتے ہیں، اسی طرح دیگر ارکان شوریٰ جناب حاجی عبدالعزیز صاحب، حاجی احمد محمد پٹیل صاحب، حاجی ایوب ولی بخش صاحب، حاجی حضرت مولانا یوسف بخش صاحب، حاجی ڈاکٹر ایوب صاحب، حاجی یونس گوڈی والا صاحب اور حاجی ابراہیم ماٹلی والا صاحب کے بھی شکر گزار ہیں کہ یہ حضرات بھی دارالعلوم کی تمام قسم کی ضروریات اور خدمات کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔

میں اس موقع پر دارالعلوم کے مقرر رکن شوریٰ جناب حاجی ایوب ولی بخش صاحب کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ محترم نے گذشتہ ۳۶ سال سے دارالعلوم کے لئے مالیات کی وصولی اور حضرات علمائے کرام کو برطانیہ بلا کر ادارہ کو مالیات کی تمام قسم کی فکروں

سے مستغنی بلکہ ایک حد تک خود کفیل کر دیا اور حسن تدبیر و سلیقہ مندی اور خلوص عمل سے ادارہ کی تعمیرات کے لئے فنڈ فراہم کر کے ادارہ کے مالیات کے نظام کو مزید مستحکم کر دیا ہے، اسی طرح اپنے والد صاحب کے ایصال ثواب کے لئے دارالقرآن بلڈنگ اور اسٹاف کواٹرس کے لئے اسکول کی ایک کروڑ کی مالیات والی بلڈنگ بھی بغیر کسی عوض کے دارالعلوم میں وقف کر دی ہے، اسی طرح دارالعلوم کے مؤقر ٹرسٹی مرحوم حاجی عبداللہ موسیٰ صاحب کو بھی بھول نہیں سکتے ہیں کہ اول دن سے ہی آپ کی بڑی قربانیاں رہی ہیں، مالی و ذہنی اعتبار سے آپ نے ہر کڑے وقت میں دارالعلوم کا دل کھول کر تعاون کیا ہے۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

ان حضرات کے علاوہ ہمارے وہ مخلص معاونین جو رمضان المبارک میں دارالعلوم کے مالیات کی فراہمی کے موقع پر بڑی گرم جوشی سے خود بھی ادارہ کی مدد کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے ہیں، میں ملک اور بیرون ملک میں رہ کر دارالعلوم کا تعاون کرنے والے ان تمام حضرات کا تہہ دل سے ممنون و مشکور ہوں۔ بیرون ملک میں گذشتہ ۳۵ سال سے مسلسل بلا کسی عوض کے خالص رضائے الہی کے لئے خدمت کرنے والوں میں سرفہرست جناب حاجی ابراہیم نمازی صاحب، مرحوم حاجی داود پوٹلی صاحب اور ان کے انتقال کے بعد آپ کے صاحب زادے جناب حاجی عبدالعزیز پوٹلی صاحب، مرحوم حاجی محمد شرف علی کراڈ والے، مرحوم حاجی عیسیٰ بھائی دیبر، جناب مولانا ابراہیم ولنوی صاحب، جناب مولانا فاروق صاحب ملیروی، جناب مولانا اسماعیل صاحب کراڈی، جناب مولانا یعقوب کراڈی صاحب، جناب فقیر بھائی کووینٹری والے، جناب مولانا احمد صاحب ولنوی کووینٹری والے، جناب حاجی اسماعیل نیکی والا صاحب، جناب یعقوب باجی بھائی کراڈ والے، جناب عبداللہ بھائی گھوڑی والا اور مرحوم جناب حاجی موسیٰ گججن صاحب ٹیکارہ والے اور جناب حاجی موسیٰ آدم بانڈی نبی پور والے وغیرہ سب کے ہم ممنون و مشکور

ہیں، اور بارگاہ رب العزت میں دعا گزار ہیں کہ انہوں نے جس طرح علماء کرام و طلبہ عزیز کی خدمات کے لئے محنت و قربانی دی، اللہ پاک ان کی جان، مال، عزت و آبرو اور اولاد میں خوب خوب برکتیں نصیب فرمائیں۔ آمین۔

اس موقع پر امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ کا وہ تاریخی جملہ دوہرا نامناسب سمجھتا ہوں جب کہ محاذ جنگ سے واپس آنے والے مجاہد نے مختلف صحابہ کرام کے نام لے کر ان کی قربانیوں کو ذکر کیا تو حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا کہ کچھ نام تو جانتا ہے، کچھ میں جانتا ہوں، اور کچھ نام وہ بھی ہے جو ہم دونوں نہیں جانتے لیکن خدائے علام الغیوب ان کے نام جانتا ہے، کسریٰ کا کروڑوں روپیہ کا قیمتی تاج ایک معمولی سپاہی کے ہاتھ آیا، اس نے وہ امیر لشکر کے سپرد کیا، انہوں نے نام پوچھا، تو اس نے جواب دیا کہ جس ذات کی رضا مندی کے لئے یہ کام کیا وہ میرا نام جانتا ہے۔

میں بھی یہی کہتا ہوں کہ اپنی معلومات کے مطابق جو نام یاد آئے وہ میں نے ذکر کئے ہیں، ۵۰ سالہ تاریخ میں اور بھی بہت سارے نام ہیں جو سب وقت کی قلت کی بنا پر ذکر نہیں کئے جاسکتے اور کچھ وہ ہے جن کو علام الغیوب ہی جانتا ہے وہ اپنی شان کے مطابق ان حضرات کو بدلہ عنایت فرمائے، آمین۔

تشکر و امتنان:

اس مبارک و مسعود موقع پر میں دارالعلوم ماٹلی والا کے قدیم فاضل، سابق استاذ، ادیب اور تجربہ کار صاحب قلم مولانا رشید احمد سیلوڈی صاحب دامت برکاتہم کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے ۱۹۹۵ء میں ساتویں فقہی سمینار کے موقع پر قلیل مدت میں دارالعلوم کی مختصر تاریخ اور تعارف پیش کیا تھا، اس کتاب کا ذکر ”شعبہ نشر و اشاعت“ میں آرہا ہے اس لئے یہاں زیادہ تفصیل ذکر نہیں کر رہا ہوں، انہوں نے اس کتاب میں مختلف شعبہ جات کا تعارف

اور مختصر تاریخ پیش کی ہے، مہتممین، اراکین شوریٰ اور اساتذہ جامعہ کے اسمائے گرامی بھی ذکر کئے ہیں، بزرگان دین کے تاثرات و ادعیہ مقبولہ بھی شامل کئے ہیں، الغرض بہترین انداز میں، مشقت برداشت کرتے ہوئے آپ نے یہ کتاب قلیل مدت میں تیار کی ہے۔

حسن اتفاق کہ اب یہ مفصل تاریخ اسی دارالعلوم کے فاضل اور انہیں کے ہم نام مولانا رشید احمد منوبری صاحب نے تیار کی ہے، انہوں نے بھی بڑی جاں فشانی، محنت اور مشقت شدیدہ برداشت کرتے ہوئے دارالعلوم کی تفصیلی تاریخ مرتب کی ہے، جس کا اندازہ قارئین کو پڑھنے سے ہوگا، خاص کر کے ایسے وقت میں جبکہ سال قریب الختم ہے، درسی کتابوں کی تکمیل، دارالعلوم کی فقہی خدمات جلد اول و ثانی کے گیارہ سو صفحات کی ترتیب، مسودہ، مبیضہ پر نظر ثانی اور پچاس سالہ اجلاس کے سلسلے کی دسیوں چھوٹی بڑی ذمہ داریاں ادا کرتے ہوئے وقت نکال کر یہ کام کرنا اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل اور بندہ کی شدید کاوش کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

کتاب میں تاریخی واقعات کے سلسلہ میں بہت احتیاط برتا گیا ہے، سنین کا لحاظ کرنے میں بھی بہت محنت سے کام لیا گیا ہے، سب سے مشکل پچاس سال پہلے کی تاریخ اور اس وقت کے اشخاص و احوال کو ترتیب سے یکجا کرنا اور پھر ایک مرتب لڑی میں پرو کر تسلسل باقی رکھنا اور پھر دونوں اداروں کی شخصیات کا ادب و لحاظ باقی رکھ کر توازن و اعتدال کا دامن تھامے رکھنا کارے دارد؛ لیکن مولانا رشید احمد صاحب منوبری نے اس گھائی کو بہت اچھے سلجھے ہوئے انداز میں پار کر لیا اور ایک ادارہ کی نہیں؛ بلکہ دونوں اداروں کی تاریخ مرتب کر دی، جس سے دارالعلوم کو تنہا یہی تاریخ مرتب کرنے والے حضرات کے لئے بھی یہ راہ آسان ہو گئی ہے۔

حق تعالیٰ شانہ حضرت مولانا کو اپنی شان کے مطابق بہترین بدلہ سے نوازے اور ان کے علم و عمل میں مزید ترقیات عطا فرمائیں، آمین بحرمۃ سید المرسلین ﷺ.

تاریخ کی ترتیب کے درمیان ہمیں یہ علم ہوا کہ حضرت مولانا اسماعیل صاحب منوبریؒ نے دارالعلوم کنتھاریہ کے لئے تاریخی ڈائری مرتب کی ہے، اس کے علاوہ ”گجراتی ماہنامہ پیغام“ کا ایک شمارہ ہاتھ لگا؛ جس میں ”دارالعلوم بھروچ“ عنوان کے تحت ۱۹۵۵ء کے کچھ احوال ایک دو صفحہ میں تحریر کیئے ہوئے تھے، اسی شمارے کو مقیس علیہ بنا کر اندازہ کیا کہ اس کے آگے پیچھے کے شمارے لئے جائیں تو ممکن ہے کہ اس سلسلہ میں بہت کچھ تاریخی معلومات دست یاب ہوگی، ان دونوں تاریخی مواد (ڈائری و ماہنامہ پیغام، کاوی) کے حصول کے لئے مولانا عبدالصمد صاحب کاوی دامت برکاتہم (ناظم دارالعلوم کنتھاریہ) محترم جناب حاجی خالد صاحب (مہتمم دارالعلوم کنتھاریہ) اور محترم جناب حاجی عبدالحق صاحب (ناظم دارالبنات منوبر) کا رابطہ کیا گیا، انہوں نے ڈائری اور مطلوبہ شمارے بھی بھیجے، میں اس موقع پر ان تینوں حضرات کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں، اللہ ان حضرات کو بہترین بدلہ نصیب فرمائیں، خیر، صحت اور عافیت بخشے، فجزاہم اللہ خیراً...

بارگاہ رب العزت میں یہ دعا کرتے ہوئے اپنی بات ختم کرتا ہوں کہ وہ علیم و بصیر اس کتاب کو ہمارے حق میں مفید ترین اور کارآمد بنائے۔ آمین وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ .

فقط والسلام.....

(حضرت مولانا مفتی) محمد اقبال بن محمد ٹکا روی (صاحب)

استاذ تفسیر و حدیث و مہتمم دارالعلوم اسلامیہ عربیہ ماٹلی والا

عید گاہ روڈ، بھروچ، گجرات۔

خدا کے نام سے آغاز کر رہا ہوں میں جو مہربان ہے بہت اور رحم والا ہے

پیش لفظ

ہندوستان کے طول و عرض میں دینی مدارس کا وجود اصلاً اسلامی تشخص کی حفاظت، اسلام اور اسلامی تہذیب کی نشر و اشاعت، دین کے تحفظ و دفاع؛ نیز مسلم معاشرہ کی دینی ضروریات کی تکمیل کے مقصد سے عمل میں آیا، ان مدارس سے مختلف النوع مقاصد کی تکمیل ہوتی رہی، دین کی دعوت، دینی بیداری، مذہبی نشاط، تحقیق و تصنیف، دینی تربیت جیسے اہم مقاصد انجام پاتے رہے۔

ہندوستان میں جہاں بھی مسلمان رہتے اور بستے ہیں، وہاں دینی تعلیم کا نظم اور اہتمام موجود ہے، یہ عظیم الشان کام ان علماء کی وجہ سے ممکن ہو سکا؛ جنہوں نے فراست و حکمت سے کام لیتے ہوئے دین کی بقا کے جذبہ سے دینی درس گاہوں کے قیام کی فکر کی، چوں کہ اسلام نے تعلیم و تعلم کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے، لکھنے پڑھنے، غور و فکر کرنے اور سوچنے کی اسلام دعوت دیتا ہے، اس لئے لازماً مسلمان بھی علم کے حصول میں پیش پیش رہے، اور ہر جگہ ہر زمانہ میں علم کے چشمے اہلتے رہے، اس پہلو کی اہمیت کی وجہ سے پوری اسلامی تاریخ میں اس محاذ پر مسلسل پیش قدمی جاری رہی، اور مسلمانوں نے صدیوں پر محیط دینی تاریخ میں تعلیم کے مسائل و معاملات سے نہ صرف دل چسپی لی؛ بلکہ ہر عہد کے تقاضوں اور مطالبات کے تحت مدارس کے نصاب و نظام میں سماجی ضروریات میں ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کی، مدارس کی تاریخ کا سب سے درخشاں پہلو یہ ہے کہ اس کا رشتہ نبوی سرمایہ اور نور نبوت سے ملتا ہے، یہی وجہ ہے کہ علماء نے دنیا کے ہر خطہ میں نبوت کی اس وراثت کو منتقل کرنے کے سلسلہ میں دینی مدارس اور تعلیمی مراکز کے قیام و بقاء میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

اسلامی تمدن کی تاریخ میں مدرسے علمی اداروں کی حیثیت سے بہت ممتاز رہے ہیں، عرب، ایران، عراق، مصر، شمالی افریقہ، شام، طرابلس، مراکش، اندلس، لبنان، افغانستان، ہندوستان اور وسط ایشیا میں مدرسوں کی ایک بڑی تاریخ رہی ہے، جن شہروں اور علاقوں نے تمدنی اور تہذیبی مرکز کی حیثیت اختیار کی وہاں مدرسوں کی تشکیل کا ایک سلسلہ قائم ہو گیا، بصرہ، شیراز، تبریز، سمرقند، بخارا، سہرورد، گیلان، جام، ہمدان، دمشق، قرطبہ، غزنی، دہلی، آگرہ، لاہور مدرسوں کی تاریخ میں نمایاں عنوانات اور ابواب ہیں۔

۶۶۱ء کے بعد بنو امیہ کے دور میں دمشق میں مسجدوں کی تعمیر کی جانب جب خاص توجہ دی گئی تو مسجدوں کے ساتھ مدرسے بھی قائم کئے، ۶۹۱ء میں بیت المقدس میں خلیفہ عبدالملک نے بھی ایک مدرسہ قائم کیا تھا، ۷۵۰ء میں عباسیوں نے بھی دینی علوم کے لئے مدرسوں کو اہمیت دی، ۸۲۵ء میں جب خلیفہ المتوکل نے ساحرہ کی مسجد تعمیر کی تو وہاں ایک ایسے مدرسے کی بنیاد بھی ڈالی جس میں ہر عمر کے لوگ مختلف علوم سے آشنا ہو سکتے تھے، بغداد تہذیبی مرکز بنا تو خلیفہ ابو جعفر منصور نے خوبصورت مسجدوں کے ساتھ مدرسوں کی عمدہ عمارتیں بھی تعمیر کیں، اسی طرح احمد ابن طولون ۸۶۸ء نے وادی نیل میں مسجدوں کے ساتھ مدرسوں کی بھی تعمیر کرائی، مصر میں فاطمیوں کی حکومت ۹۶۹ء میں شروع ہوئی، تو قاہرہ شہر کے بستے ہی مسجدوں اور مدرسوں کی تعمیر و تشکیل کا سلسلہ شروع ہو گیا، ازہر کی جامع مسجد ۹۷۲ء کے ساتھ ایک بڑا یادگار مدرسہ تھا، جہاں کے فارغ طلباء نے دینیات، فلسفہ و منطق، فلکیات اور فن خطاطی میں نمایاں کارنامے انجام دئے۔

ہندوستان میں بھی مدارس کی تاریخ اور اس کی خدمات نہایت روشن اور تابناک ہیں، یہ بات نشان خاطر رہے کہ ہندوستان میں مدارس کی شرح میں اس وقت اضافہ ہوا جب انگریزوں کا اقتدار پر تسلط ہوا اور اس تناسب میں تیزی اس وقت آئی جب ہندوستان میں

اقتدار غیر مسلموں کے حوالے کر دیا گیا، واقعہ یہ ہے کہ ۱۹۴۷ء کے بعد پورے ملک میں مدارس کا جال سا بچھ گیا۔

البتہ یہ مدارس اپنے نہج اور نصاب و نظام کے اعتبار سے مختلف سطح کے ہیں اور مختلف النوع ضروریات کی تکمیل میں معاون ہیں۔ مثلاً

مکتب: جہاں چھوٹے بچے اور بچیاں قرآن، اردو، بنیادی عقائد، دعائیں اور کتابت وغیرہ سیکھتے ہیں، ایسے مدرسوں کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہے۔

بچوں کا گھر: جہاں بچے ابتدائی مضامین کے ساتھ دینی معلومات حاصل کرتے ہیں اور ابتدائی دینی کتابیں بھی پڑھتے ہیں، نیز بقدر ضرورت دنیوی عصری تعلیم بھی دی جاتی ہے۔
دارالقرآن: جہاں صرف قرآن حفظ کرنے کی تعلیم دی جاتی ہے، اور صحت قرآن کے لئے تجوید و قراءت بھی سکھائی جاتی ہے۔

دارالعلوم و جامعات: اس کی تعلیمی سطح بلند ہے، اور یہاں تعلیم مرحلہ وار اور نصاب کے تحت ہوتی ہے اور سند بھی دی جاتی ہے، ان چاروں اقسام کے مدارس کے دائرے الگ الگ ہیں، نصاب و نظام بھی علیحدہ اور طریقہ تعلیم و تدریس اور طریقہ امتحانات بھی جدا گانہ ہیں۔

تاریخ اور رطب و یابس

انہیں دارالعلوم و جامعات میں سے ایک دارالعلوم ماٹلی والا ہے، جس کی تاریخ آپ کے ہاتھوں میں ہے، چوں کہ تاریخ میں گزشتہ سالوں کے حوادث و واقعات بھی آتے ہیں، اسی لئے کئی ایک تاریخ کی کتابیں رطب و یابس سے محفوظ نہ رہ سکی، اسی لئے قرآن کریم نے تاریخ بیان کرنے میں رطب و یابس سے بچتے ہوئے حق واقعات و حکایات بیان کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔

چنانچہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

واتل علیہم نبا ابنی ادم بالحق اس میں ”بالحق“ کے لفظ سے تاریخی روایات کی نقل میں ایک اہم اصول کی تلقین فرمائی گئی ہے کہ تاریخی روایات کی نقل میں بڑی احتیاط لازم ہے، جس سے اصل واقعہ میں کسی قسم کی تبدیلی یا کمی زیادتی نہ ہو۔

قرآن کریم نے صرف اسی جگہ نہیں بلکہ دوسرے مواقع میں بھی اس اصول پر قائم رہنے کی ہدایات دی ہیں، ایک جگہ ارشاد ہے: ان هذا لہو القصص الحق، دوسری جگہ ارشاد ہے: نحن نقص علیک نباہم بالحق، تیسری جگہ ارشاد ہے: ذلک عیسیٰ ابن مریم قول الحق۔ ان تمام مواقع میں تاریخی واقعات کے ساتھ لفظ ”حق“ لا کر اس بات کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے کہ نقل واقعات میں حق و صدق کی رعایت لازمی ہے۔ (معارف القرآن: سورہ مائدہ، آیت نمبر: ۲۷، ص: ۱۱۱، ج: ۳)

تاریخ کے فوائد

علم تاریخ کی ایجاد میں صرف مسلمانوں کا حصہ نہیں؛ بلکہ دیگر اقوام سابقہ نے بھی اس فن میں قلم اٹھایا ہے؛ لیکن اس علم میں دوسری اقوام کے بالمقابل مسلمانوں کے علمی کارنامے چند اسباب کی بناء پر فوقیت رکھتے ہیں، اس میں سے قابل ذکر اسباب: گہری تلاش، اہتمام شمولیت نیز اس علم سے متعلق بہت سارے مفاہیم کی تصحیح ہے۔

تاریخ کی تعریف: نواب صدیق حسن قنوجی ”ابجد العلوم“ میں لکھتے ہیں کہ اقوام نیز ان کے شہروں، رسم و رواج، ان کی عادات و تقالید، ان کی اہم شخصیتیں، نسب نامے، متوفیین کے احوال کی معرفت کا نام علم تاریخ ہے۔

علامہ مقریزی فرماتے ہیں کہ تاریخ نام ہے دنیا میں رونما ہونے والے پچھلے واقعات اور حادثات کی خبر دینے کا۔

تاریخ کے فوائد: تاریخ سے نصیحت و عبرت حاصل کرنا، تبدیلی زمانہ اور تغیر احوال سے واقفیت کے بعد تجربوں کی دسترس کا حصول تاکہ تاریخ میں نقل شدہ نقصانات سے محفوظ رہا جاسکے اور اس میں اس جیسے ذکر کردہ منافع کے حصول کی کوشش کی جاوے۔ (شاہراہ علم: ص: ۱۹۹، ۲۰۰)

مدارس کی تاریخ کے لئے مراجع و مصادر

کوئی بھی تاریخ لکھنے سے پہلے انسان کو اس کے متعلقات اور مراجع و مصادر کی ضرورت پڑتی ہے، تاکہ اوپر ذکر کردہ حقیقت و اصول کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے، چنانچہ مدارس و جامعات کی تاریخ مرتب کرنے میں میری ناقص رائے میں جن متعلقات و وسائل اور اہم مراجع کی ضرورت پڑتی ہے وہ درج ذیل ہے:

(۱) روئیداد، جس میں ہر سال و ماہ کے چھوٹے بڑے امور مہمہ و واقعات جمع کئے گئے ہوں، اس سے تاریخ مرتب کرنے میں کافی حد تک مدد ملتی ہے۔

میرے گمان کے مطابق ہندوستان میں جو مدارس آزادی سے پہلے وجود میں آچکے

تھے، وہاں عموماً روئید اذ جمع کی گئی ہے، جب کہ آزادی وطن کے بعد وجود میں آنے والے مدارس نے اس کا عام طور پر اہتمام نہیں کیا۔

یہاں بھی اس طرح مستقل روئید اذ نہیں ہے، البتہ کچھ رجسٹروں میں اور فائلوں میں منتشر اوراق سے مدد ملی ہے، اس کو شامل کیا گیا ہے۔

(۲) ادارہ میں قدیم اساتذہ کا وجود جنہوں نے یہاں کے ماہ و ایام اور لیل و نہار دیکھے ہوں، یا کم از کم دنیا میں ان کا وجود۔

یہاں بھی الحمد للہ کچھ قدیم اساتذہ موجود ہیں، اس لئے تاریخ مرتب کرنے میں کافی حد تک سہولت رہی۔

(۳) کچھ ضروری امور میں مناسب ریکارڈ و محفوظات۔

یہاں جتنے ریکارڈ و محفوظات اور مختلف رجسٹریں ہیں، ان سے بھی فائدہ اٹھانے کی سعی کی گئی ہے۔

(۴) سالانہ اجلاس کے موقع پر یا اس کے بعد پیش کئے گئے سالانہ رپورٹس۔

(۵) ادارہ ایسی جگہ ہو جس کے اطراف میں ہم مسلک، ہم مشرب اور ہم مذہب مسلمان آباد ہوں، تو ان کے بوڑھوں اور معمرین سے بھی کچھ تاریخی معلومات مل جاتی ہے۔

یہ آخر الذکر چیز یہاں نہیں ہے، ادارہ کے ارد گرد غیر اور حکومتی افسران کی رہائش گاہیں ہیں، پھر بھی۔ الحمد للہ رب العالمین۔ اوپر ذکر کردہ مراجع سے صحیح تاریخ مرتب ہوگئی اور اس آخری مصدر کی ضرورت نہ پڑی۔

البتہ بنیادی تاریخ یعنی ادارہ کے قیام سے پہلے کے دینی حالات، ادارہ کی اُن حالات میں ضرورت، ادارہ کے قیام کے محرکات اور کس طرح ادارہ وجود میں آیا، یہ تمام حقائق اوپر ذکر کردہ مراجع میں نہیں مل سکے، البتہ اس کی تاریخ۔ جو اہل بھروچ کے لئے دل

چسپ بھی ہے اور اہم بھی۔ مرتب کرنے کے لئے مضبوط اور قابل اعتماد مراجع ہاتھ لگے یعنی (۱) گجراتی ماہنامہ ”پیغام“ (۲) گجراتی پندرہ روزہ مجاہد (۳) حضرت مولانا اسماعیل صاحب منوبریؒ کی ذاتی دائری، ابتدائی تاریخ ان ۳ مراجع سے لی گئی ہے۔

چند ملحوظات

اس کتاب میں درج ذیل امور بھی ملحوظ رہے:

(۱) ابتدائی تاریخ میں جہاں مولانا اسماعیل صاحبؒ کی دائری سے حوالہ دیا جائے گا تو وہاں مختصراً ”حضرت مولانا کی دائری“ لکھا جائے گا۔

(۲) ہندوستان پر انگریزوں کے تسلط سے پہلے کی تاریخ کی کتابوں میں ”سنین“، ہجری کے حساب سے ذکر کرتے ہیں، جب ہندوستان پر انگریزوں کا تسلط ہو گیا، غالباً اس کے بعد سنین انگریزی میں ذکر کرنے کا معمول رہا ہوگا، آزادی ہند کے بعد بھی سنین ذکر کرنے میں ہم آزاد نہ ہو سکے اور آج تک انگریزی میں ہی ماہ و سن لکھنے کا رواج ہے، اس لئے یہاں بھی ریکارڈ انگریزی اشہر وایام سے محفوظ ہے، اس کتاب میں بھی اولاً اسی انگریزی سنین کا تذکرہ کیا ہے، اور اسلامی سن و ماہ مذکور نہ ہونے کی صورت میں مناسب ماہ و سن ذکر کرنے کی کوشش کی ہے۔

(۳) ادارہ کے مختلف شعبہ جات کے اعتبار سے ابواب قائم کئے گئے ہیں، اور انہیں ابواب میں تاریخ مرتب کی گئی ہے۔

(۴) اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کا ساتواں فقہی سمینار اس ادارہ میں ہوا تھا، اس وقت ادارہ کا مختصر ”تعارف“ بھی مرتب کیا گیا تھا، اس کے بعض اوراق جزو کتاب بنائے گئے ہیں۔

امتنان و تشکر

اس تاریخ کی ترتیب میں مجھے مختلف افراد کی طرف سے تعاون حاصل ہوا ہے، میں ان تمام کا شکر گزار ہوں، بطور خاص ہر دل عزیز اور پرکشش علمی شخصیت استاذ محترم و مربی حضرت مولانا اقبال صاحب ٹیکاروی دامت برکاتہم (مدیر جامعہ ہذا) کا، جنہوں نے اس خار دار وادی میں تمام مقامات پر میری رہنمائی فرمائی ہے، اہتمامی مصروفیات، تدریسی مشاغل، تصنیفی سرگرمیاں، ضیوف کی خاطر داری، طلبہ کے مسائل وغیرہ ہجوم کار کے باوجود جب بھی بندہ آپ والا سے ملا اور جس چیز کے بارے میں بھی معلومات چاہی، کبھی نادانی میں سفر کے درمیان گاڑی میں یا کسی بزرگ کی ملاقات کے دوران مجلس ملاقات میں بھی وقت بے وقت کوئی سوال کیا، تو بہت ہی خندہ پیشانی سے آں محترم نے ذرہ نوازی فرمائی، اور ہمیشہ کی طرح ہمت اور حوصلہ افزائی کی، اتنا ہی نہیں ازاول تا آخر پوری کتاب کا بغور مطالعہ کرتے ہوئے مفید مشوروں سے بھی نوازا؛ بلکہ تاریخی مواد؛ خصوصاً ”ابتدائی تاریخ اور اس وقت کے احوال“ میں بھی کافی مواد فراہم کیا اور باقی ماندہ مواد کی وصولیابی میں آپ نے ہی زحمت برداشت کی، اور مفصل تاریخی مقدمہ بھی تحریر فرما دیا، اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ بخیر و عافیت قائم رکھے، اور ہم خوردوں کو صحیح معنی میں استفادہ کی توفیق بخشے، یقیناً آپ میرے شکریہ سے بالاتر ہیں۔

اسأل اللہ تعالیٰ ان یعلیٰ درجته فی الجنة وان یجزیٰ له الاجر الجزیل والمثوبة العظيمة.

استاذ محترم حضرت قاری عبدالرشید صاحب بھروچی مدظلہ (صدر القراء جامعہ ہذا) کا بھی شکر گزار ہوں، آپ سے بھی کافی حد تک تعلیمی آغاز کے ۲-۳ سالوں بعد کے مدرسہ

کے احوال و تاریخی معلومات حاصل ہوئی، جب بھی آپ سے کوئی تاریخی معلومات دریافت کی گئی، آپ نے بخوشی معلومات فراہم کی، اللہ پاک آپ کو اس کا بہترین صلہ نصیب فرمائے اور صحت قرآن مجید کے باب میں آپ کی خدمات کو قبول فرما کر واجعله له حجة يوم القيامة کا مصداق بنائے۔

دارالعلوم ماٹلی والا کے قدیم فاضل اور سابق استاذ حضرت مولانا ابراہیم صاحب ولہوی برطانوی حفظہ اللہ کا بھی ممنون ہوں جنہوں نے اس مسودہ کا بغور مطالعہ کیا اور باقی ماندہ کئی تاریخی کڑیاں اس لڑی میں پرودی، ان سے بھی کافی حد تک تاریخی مواد حاصل ہوا ہے۔ فجزاہ اللہ خیراً۔

جامعہ حسینیہ راندریہ کے استاذ محترم حضرت مولانا خالد صاحب کا بھی ممنون ہوں، جنہوں نے یہاں کے ۳۰ مہتممین - جو جامعہ سے فارغ ہیں - کے اساتذہ، رفقاء، درس، نمبرات امتحان وغیرہ معلومات فراہم کی، اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا بہترین بدلہ نصیب فرمائے۔ اس موقع پر میرے رفقاء تدریس (۱) مولانا یونس صاحب کراڈی کا بھی شکر گزار ہوں؛ جنہوں نے وقتاً فوقتاً ہونے والے حذف و اضافہ، ترمیم و تنسیخ اور تقدیم و تاخیر بخوشی برداشت کرتے ہوئے یہ کتاب کمپوز کی اور (۲) مولانا یوسف سندر راوی بھی شکر یہ کے مستحق ہیں کہ آپ کو اس کتاب کے کچھ اوراق تحریر کرنے کے لئے کہا گیا تو آپ نے بروقت تحریر فرما کر میرا تعاون فرمایا، نیز جن حضرات کی طرف سے اس تاریخ کی ترتیب میں جزوی طور پر تعاون حاصل ہوا ہے، ان حضرات کا بھی میں احساس ممنونیت کے ساتھ شکر گزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو بھی دارین میں بہترین بدلہ نصیب فرمائے۔

اس مبارک موقع پر میں اپنے ضعیف والدین کا بھی احسان شناس ہوں، جنہوں نے

مجھے عصری تعلیم کے بجائے دینی تعلیم کی طرف متوجہ کیا، جن کی مقبول دعاؤں اور نیک تمناؤں کے طفیل بندہ دو چار سطریں لکھتا پڑھتا ہے، اسأل اللہ تعالیٰ ان یجزی له الاجر والمثوبة وان یغفر لهما کما ربیانی صغیرا، وتعبا فی تزویدی بالعلوم الدینیة کبیرا۔

اخیر میں مادر علمی کے ۵۰ سال پورے ہو رہے ہیں، خداوند کریم کا شکر ہے کہ اس نصف صدی پر مشتمل عرصہ میں ادارہ نے اپنی حسب استطاعت اسلام اور اہالیان اسلام کو نفع پہنچایا ہے، دعا ہے کہ

ۛ

تو سلامت رہے ہزار برس اور ہر برس کے دن ہوں پچاس ہزار

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

عبدالرشید بن ابراہیم منوبری

۲۵ جمادی الاخری

۱۵ اپریل بروز بدھ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

بھروج کی مختصر تاریخ

صوبہ گجرات کا ضلع بھروج بھی تاریخی و دینی اہمیت کا حامل علاقہ ہے، اس کا عظیم سبب اس سر زمین پر انفاس قدسیہ کا ورود مسعود ہے، جو خیر القرون سے وابستہ رہے ہیں اور جن کا اوڑھنا بچھونا حدیث و فقہ اور یاد الہی رہا ہے، ان حضرات کی یہاں آمد ہوئی ہے یعنی صحابہ، تابعین و محدثین و فقہاء کی تشریف آوری۔

صحابہ کے مقدس قافلہ کی آمد اور ان کے بعد تابعین، اتباع تابعین وغیرہم کا مختلف ادوار میں ورود مسعود مختلف تاریخی کتابوں میں مذکور ہے، یہ روشن علمی و عملی دور ۱۰۰۰ ویں صدی تک برابر جاری رہا۔ (اس کی تفصیل دارالعلوم سے شائع ہونے والی کتاب ”صوبہ گجرات اور عرب ممالک کے تعلقات“ میں ذکر کی گئی ہے۔)

دسویں صدی کے بعد علمی زوال شروع ہوا، انفاس قدسیہ رخصت ہونے لگیں، اس لئے دھیرے دھیرے رسوم و رواج نے اپنے قدم ثابت کر دئے، جہاں کبھی علمی شعائیں اور عملی تحریکوں کا نور پھیلا ہوا تھا؛ وہاں جہالت اور ظلمات کی تاریکیاں پھیلیں، غلط رسومات نے جگہ لی اور اس نے عقائد پر بھی حملہ کیا، لوگوں کے عقائد میں بھی بگاڑ آ گیا۔

جب بھی دنیا میں جہالت کی تاریکی عام ہو جاتی ہے اور غلط رسوم کی ترویج کی وجہ سے عقائد بگڑتے ہیں، لوگ جہالت اور بگڑے ہوئے عقائد کے دلدل میں پھنستے ہیں، تو حکیم ذات اللہ پاک لوگوں کی دستگیری کرتے ہیں، علماء راسخین اور رجال صالحین کو بھیجا کرتے ہیں، جیسا کہ عادۃ اللہ ہے، وہ حضرات اپنی حسب طاقت و صلاحیت محنت کرتے ہیں اور علمی و دینی فضا قائم کرنے کی کوششیں کرتے ہیں، اور لوگوں کو نیک اعمال کے لئے ترغیب دیتے ہیں۔

چنانچہ گجرات میں بھی اس نوعیت سے محنتیں ہوئیں، ان محنتوں میں سے ایک محنت مدارس و مکاتب کا قیام تھا، گجرات کے مختلف علاقوں میں اس کے قیام کی محنت کی گئی، اسی محنتوں کا ایک ثمرہ دارالعلوم ماثلی والا اور دارالعلوم کنتھاریہ ہے۔

غالباً گیارہویں بارہویں صدی ہجری سے علم کی روشنی مدھم ہو گئی اور آہستہ آہستہ بدعات و رسومات نے اپنی جڑیں مضبوط کرنی شروع کر دی، خوشی غمی، شادی بیاہ و موت اور ہر شعبہ میں بدعات و رسومات پیوست ہو گئی، مکاتب اطفال کا بھی منظم نظام نہیں تھا، اس لئے بھی بدعات و رسومات بڑھ رہی تھی، پھر قوالیاں، عرس اور میلے ہر جگہ عام تھے، کہیں کہیں دھیرے دھیرے مکاتب اطفال دیہاتوں میں وجود میں آنے لگے، اس وقت اہل علم اور دینی مزاج رکھنے والے بڑے بوڑھوں میں خوشی کی لہر دوڑنے لگی۔

البتہ ملک کی آزادی کے بعد بزرگان دین اور انفاس قدسیہ کا اس سرزمین پر خصوصی ورود مسعود ہوا اور دوبارہ اہل اللہ کے مسکن و مستقر ہونے کا اسے شرف حاصل ہونے لگا، اہل دل کی آہ سحر گاہی سے اس کی فضا منور ہونا شروع ہوئی، میری مراد اس سے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی بھروچ ضلع میں آمد ہے، حضرت شیخ الاسلامؒ کے قدم میمنت سے عوام و خواص میں دینی رجحان پیدا ہوا، عقائد و اعمال درست ہوئے، بلکہ تجربہ شاہد ہے کہ جہاں جہاں حضرت شیخ الاسلام تشریف لے گئے اور آپ کے بیانات و تقریریں ہوئیں، وہاں لوگوں کے عقائد درست ہوئے اور شرک و بدعات کا خاتمہ ہوا۔

چنانچہ اسی مکاتب اطفال کی ضرورت پر روشنی ڈالتے ہوئے کاوی سے شائع ہونے والے گجراتی ماہنامہ ”پیغام“ میں مدیر محترم جناب منشی عیسیٰ صاحب مرحوم نے لوگوں کو خواب غفلت سے بیدار ہونے کے لئے بھروچ شہر میں مدرسہ کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے ان الفاظ میں تنبیہ کی:

شہر بھروچ میں مدرسہ کی ضرورت

”آج کے دور میں ابتدائی دینی تعلیم کے بارے میں فضائل سمجھانے پڑتے ہیں، یہ مسلمان قوم کی بدبختی نہیں تو اور کیا ہے؟! جس مذہب یعنی اسلام کے متبعین ہونے کا ہم دعویٰ کرتے ہیں اس مذہب کی بنیادی تعلیم (مکاتب اطفال) و تربیت کے لئے مسلسل اصرار کے بعد بھی اسی (مسلمان) قوم کے بچے بنیادی دینی تعلیم و تربیت سے جہالت و ناواقفیت میں رہے یہ کیا کم تکلیف دہ ہے؟ افسوس کہ بنیادی دینی تعلیم و تربیت کے لئے بھروچ شہر میں ایک بھی مکتب نہیں ہے، کسی قوم کی تعمیر و ترقی کا اہم رکن و عظیم سبب اس قوم کے بچوں کی تربیت، اخلاق اور تہذیب پر ہے، جتنی مقدار میں اس قوم کے بچے ان چیزوں میں تربیت یافتہ ہوں گے اتنی مقدار میں وہ قوم ترقی کر سکے گی۔

بھروچ شہر جو کسی زمانہ میں صوبہ گجرات کے لئے دینی تعلیم کا مرکز رہا ہے، جہاں جگہ جگہ مدارس قائم تھے، لیکن مداخلت ایام اور گردش زمانہ کی بناء پر آج بھروچ اس باب میں بہت پیچھے چلا گیا ہے، افسوس! مسلمانوں کی طرف سے بیدار مغزی کے ساتھ اس پر غور و فکر ہوتا اور وہ اپنے دین کے بارے میں فکر رکھتے، دنیا کی تمام اقوام مستقبل کی اپنی رعیت کی تعلیم کے لئے کوششیں اور محنتیں کر رہی ہے، ایسے وقت میں بھروچ کے مسلمان انتہائی غفلت کی نیند سوتے رہیں یہ کیسے برداشت ہوگا!

بھائیو! شبانہ روز جو پیسے اسراف کے ساتھ بلا ضرورت بے کار خرچ

ہور ہے ہیں ان پیسوں کو قوم کے لئے کار خیر میں خرچ کیجئے،
 سینما، حقہ نوشی اور شادی بیاہ وغیرہ مواقع پر غیر شرعی رسوم و خرافات
 میں پیسے ضائع و برباد کر رہے ہو اس کے بجائے ان روپیوں پیسوں
 سے بچوں کے لئے مکاتب قائم کیجئے، لیکن افسوس کہ ایک بڑی
 تعداد میں مسلمانوں کے قلوب سے تعمیر و ترقی کا شوق و جذبہ،
 بیداری اور حمیت ہی ختم ہو چکی ہے۔

ایسے کٹھن حالات میں لیمڈی چوک مسجد میں ہماری قوم کے کچھ
 بھائیوں نے بنیادی تعلیم کے لئے مدرسہ قائم کیا ہے۔“
 آگے اس مدرسہ کے بارے میں ۲-۳ سطریں لکھنے کے بعد لوگوں کو
 توجہ دلائی گئی کہ اپنے پیسوں سے اس مدرسہ کا تعاون کریں۔ (شمارہ

اپریل ۱۹۵۵ء مطابق ۴/۱۳۷ھ ص: ۳۲)

دیہاتوں میں مدارس ایک حد تک قائم ہو چکے تھے، البتہ شہر بھروچ میں بنیادی تعلیم
 کے لئے یہ پہلا مدرسہ ۱۹۵۵ء مطابق ۴/۱۳۷ھ میں وجود میں آیا، اس وقت دیہاتوں میں
 بنیادی تعلیم کے لئے قائم شدہ مدرسوں میں بچوں کی ہمت افزائی اور بڑوں میں دینداری پیدا
 کرنے کے لئے جلسے ہورہے تھے، اور حضرت مولانا اسماعیل صاحب ^{سنبھلی} (ناظم جمعیت
 علماء صوبہ گجرات) مولانا احمد اللہ صاحب راندیری (شیخ الحدیث جامعہ حسینیہ راندیر) مولانا
 عبدالجبار صاحب (شیخ الحدیث جامعہ آند) اور مولانا احمد اشرف صاحب راندیری (مہتمم
 دارالعلوم اشرفیہ راندیر) کے دورے ہوتے رہتے تھے، اس وقت دھیرے دھیرے دینی
 ماحول قابو میں آرہا تھا، اسی پر روشنی ڈالتے ہوئے ”پیغام“ میں ایک پیغام دیا گیا جس کا
 خلاصہ یہ ہے:

ضلع بھروچ میں دینی چہل پہل

”ضلع بھروچ میں کچھ سالوں سے بفضل الہی دینی بیداری کافی حد تک نظر آرہی ہے، جگہ جگہ مکاتب کا انتظام درست ہو رہا ہے، اچھے، قابل، دینی جذبات اور قومی حمیت و فکر رکھنے والے محنتی نوجوان علماء، حفاظ بلکہ بہترین تعلیم سے آراستہ مدرسین کے ہاتھوں مستقبل کے دینی معماروں کی زندگی سپرد کی گئی ہے، قوم میں علماء، منتظمین، خدام دین مدرسین، متولین اور رہنماؤں میں اچھی دینی بیداری آئی ہے، اگرچہ یہ دینی بیداری بہت تاخیر سے ہے پھر بھی بہت غنیمت ہے؛ مسلم قوم کے لئے یہ بھی بروقت ہونے والی بیداری کہی جائے تو غلط نہیں ہوگا۔

گذشتہ جنوری کا پورا مہینہ دینی مکاتب کے جلسے اور قوم کے لئے دینی رہبری کا موسم بنا رہا، جب ضلع کے دینی مکاتب میں امتحانات، اجلاس اور اس کے ساتھ ساتھ وعظ کی مجالس کا ایک طویل سلسلہ جاری رہا، یہاں یہ لکھنا دلچسپی کا سبب بنے گا کہ یہ نیک اور مبارک سلسلہ کی بسم اللہ جمعیت علمائے ہند کے ناظم حضرت مولانا محمد اسماعیل سنبھلیؒ کے اشاعتِ دین کی خاطر ہونے والے جلسوں سے ہوئی، مولانا سنبھلی صاحبؒ کے وعظ عموماً جمعیت کے متعلق اور سیرت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عنوان پر ہونے

کے سب لوگ ذوق و شوق سے شریک ہوتے تھے، مولانا سنبھلی صاحبؒ کے ساتھ مولانا بلالیؒ بھی اس دینی سفر میں رفیق بنتے تھے اور جنوری کے اختتام تک ضلع کے کئی علاقوں میں گھومے۔

مولانا سنبھلی صاحبؒ کی وعظ کا اول اجلاس منوہر میں ہوا، پھر شہر میں، اس کے بعد شیرپور میں ہوا، آخری دو جلسوں میں مولانا بلالیؒ بھی مولانا سنبھلیؒ کے ساتھ شریک تھے اور وعظ بھی فرمایا تھا، پھر مولانا بلالی صاحبؒ کا وعظ وہالو میں ہوا، بعدہ کرماڑ، منوہر، کنتھاریہ، دیگام اور آخر میں شہر بھروچ میں اور اس کے بعد سُتریل میں اجلاس ہوا۔

۱۹ جنوری کو کنتھاریہ مکتب میں امتحان کے لئے جامعہ حسینیہ کے مہتمم مولانا محمد سعید صاحب اور جامعہ اشرفیہ کے مہتمم مولانا احمد اشرف صاحب اور دیگر علماء کرام تشریف لائے تھے، اسی دن امتحان اور دوسرے دن ۲۲ رواں سالانہ اجلاس ہوا، یہاں رات کے وقت اور دوسرے دن انعامی اجلاس میں مذکورہ علماء نے وعظ فرمایا اور ۲۰ ویں کی رات کو منوہر میں وعظ فرمایا۔

پارکھیت، منوہر، وہالو اور کرماڑ کے مکاتب کا امتحان حضرت مولانا احمد اللہ صاحبؒ نے لیا تھا، اور ان تمام جگہوں میں انعامات بھی تقسیم ہوئے تھے، اور امتحان والے دن ہی ہر جگہ اجلاس بھی ہوئے، دور دراز سے لوگوں نے حضرت مولانا احمد اللہ صاحبؒ کا وعظ سننے کے

لئے شرکت کی۔

اس کے علاوہ دارالعلوم آئند کے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالجبار صاحب کے دینی اسفار بھی اس ضلع میں ہوتے رہتے تھے، ۱۵/ ویں تاریخ کو مولانا کا وعظ کا پروگرام راج پیپلا میں ہوا، وہاں بڑی تعداد میں لوگ شریک ہوئے اور وعظ بھی مؤثر رہا۔

بھروچ شہر آج تک دینی مدارس کے باب میں کافی پیچھے تھا لیکن اب الحمد للہ ایک مدرسہ پردیشی واڑ میں چل رہا ہے، ویکل پور، لیڈی چوک میں بھی ایک مدرسہ قائم ہے اور قلیل مدت سے مدرسہ قادریہ کی بھی ابتداء کی گئی ہے۔“ (شمارہ بابت ماہ فروری ۱۹۵۶ء مطابق

جمادی الاخریٰ ۱۳۷۵ھ)

دارالعلوم کا تاریخی پس منظر اور ابتدائی تاریخ

”قیام دارالعلوم بھروچ“، تحریک اور محنتیں:

سطور بالا سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ دیہاتوں میں مدارس کا نظام کچھ سالوں سے بہتر ہو رہا تھا جبکہ شہر بھروچ میں اس کا آغاز ہو رہا تھا، دینی وعظ اور جلسے ہوتے رہتے تھے، جس سے دینی بیداری پیدا ہو رہی تھی۔

لیکن دوسری طرف بڑوں میں کچھ رواج اور بدعتیں تھیں جبکہ سورت اور آئند اس باب میں سعادت مندر ہے کہ سورت راندر میں ۲ دارالعلوم اور اس کے قریب ڈابھیل میں بھی دارالعلوم موجود تھا اور اکابرین اور بزرگان کرام دونوں جگہوں پر تھے، اس لئے لوگوں کی

رہنمائی ہوتی رہتی تھی، جس سے رسومات و بدعات پر بھی بہت جلد گرفت اور قابو ہو چکا تھا، ایسے ہی آنند بھی سعادت مند رہا کہ وہاں بھی دارالعلوم بہت جلد قائم ہو چکا تھا اور علماء وہاں اطراف و جوانب کے لوگوں کی برابر دینی رہنمائی میں مصروف رہے، یہاں ایسا کوئی دارالعلوم نہ ہونے کی وجہ سے رسومات و بدعات پر جیسی چاہئے گرفت نہ ہوئی تھی، نیز دینی رہنمائی بھی مشکل ہو رہی تھی۔

دوسری طرف لوگوں میں فقر بھی زیادہ تھا اور اولاد کو دور یا راندیر تک بھیجنا بھی مشکل رہا ہوگا، اسلئے قوم و ملت کے ہم درد و غمگساروں نے سوچا کہ ضلع میں ایک دارالعلوم قائم ہونا چاہئے؛ چنانچہ اس کے قیام کے لئے ایک شوری اور کمیٹی بنائی گئی۔

یہاں رک کر ایک بات یہ بھی ذہن نشین کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ”قیام دارالعلوم بھروچ“ کا خیال سب سے پہلے حضرت مولانا احمد اسماعیل رحمانی صاحبؒ کو آیا اور اسی خیال کو عملی جامہ پہنانے کی سب سے پہلے باقاعدہ کوشش بھی آپ ہی کی تحریک سے ہوئی، آپ نے جامعہ راندیر سے فراغت پا کر دیوا، کرماڈ، منوبر اور دیارا کے مکاتب میں تعلیم دی ہے، اس کے بعد آپ افریقہ چلے گئے، ضلع میں دارالعلوم کے قیام کا جذبہ آپ محترم میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، آپ کا خیال تھا کہ سورت میں ۳۷ بڑے بڑے دارالعلوم ہیں، لیکن مسلمانوں کی اتنی بڑی آبادی والے ضلع بھروچ میں ایک بھی دارالعلوم نہیں ہے، آپ نے اس داعیہ کا اظہار افریقہ میں مولانا عبدالصمد لاجپوریؒ کے سامنے کیا اور وہاں سے بذریعہ خط مدیر ماہنامہ ”پیغام“ جناب منشی صاحب، حاجی احمد کی مینشن اور حاجی دسو کے سامنے کیا، جنہوں نے اس نیک ارادہ سے اتفاق کرتے ہوئے مکمل تعاون کا وعدہ فرمایا۔

یہ بھی یاد رہے کہ ضلع بھروچ کے جو باشندے افریقہ آباد ہو گئے تھے ان کے اندر بھی دینی بیداری آچکی تھی، اس کی وجہ غالباً تبدیلی وطن کے سبب یہاں کی خرافات کے مقابلہ میں ان کو افریقہ میں دینی ماحول ملا ہوگا، اور یہ ہندی نژاد افریقی باشندے یہاں آکر اپنے طور پر دینی بیداری پیدا کرنے کی فکر کرتے رہے، ان میں سے بعض حضرات کا علماء کرام کو بطور خاص مولانا احمد بن اسماعیل صاحب رحمانی کو تعاون بھی حاصل ہوا، ان میں جناب موسیٰ صاحب جیو اسر ناروالا، عمر جی عیسیٰ دیا دروالا، جناب حاجی سلیمان یوسف دادا بھائی صاحب اور ان کے علاوہ کئی حضرات تھے۔

افریقہ سے مولانا رحمانی صاحب نے محترم منشی عیسیٰ کاوی صاحب (مدیر ماہنامہ پیغام) پر خط لکھ کر ادارہ قائم کرنے کا ارادہ ظاہر کیا، اور اطلاع دی کہ دارالعلوم کے قیام کے لئے اراکن شوری متعین کرتے ہوئے ٹرسٹ بنائیں، چنانچہ محترم منشی صاحب نے علمائے کرام اور صلحائے عظام کے مشورہ سے شوری قائم فرمائی۔

دارالعلوم کے قیام کے لئے نمائندہ اراکن شوری و معاونین

(۱) حاجی موسیٰ دلال (۲) حاجی آدم ابراہیم کوٹھیا (۳) حاجی علی موسیٰ میزا، یہ تمام کنتھاریہ کے باشندے ہیں۔ (۴) منشی عیسیٰ صاحب کاوی مدیر ماہنامہ پیغام (۵) محترم منشی محمود پاندور صاحب مدیر ماہنامہ تبلیغ، یہ کاپودرا کے باشندے ہیں۔ (۶) حافظ اسماعیل پھانسی والا، یہ کراؤ کے باشندے ہیں۔ اور علماء میں (۱) مولانا احمد اسماعیل رحمانی صاحب، جن کا وطن کنتھاریہ ہے اور آخری وطن اکسال ہے اور وہیں مدفون ہیں، (۲) مولانا عبدالصمد لاجپوری (۳) مولانا آدم احمد منوبری (۴) مولانا اسماعیل احمد منوبری، یہ آخر الذکر ٹرسٹ کے رکن نہیں ہے، بلکہ معاون ہیں، (۵) مولانا اسماعیل محمود پٹیل، (۶) مولانا یوسف بھولا۔

مولانا رحمانی و لاجپوری صاحب افریقہ میں مقیم ہو کر محنتیں فرما رہے تھے، حاجی موسیٰ

دلال کے انتقال کے بعد ان کے بڑے بھائی حاجی ولی احمد دلال صاحب کو ٹرسٹ کا رکن بنایا گیا اور ان کے بعد محترم حکیم صاحب جیتالی والا بھی رکن بنائے گئے تھے۔

قیام دارالعلوم کے لئے شرائط

ان لوگوں نے دارالعلوم کی قیام و بنیاد کے لئے کچھ شرائط طے کی، ان میں سے اہم شرائط درج ذیل ہیں:

(۱) دارالعلوم ایسی جگہ قائم کیا جائے جس کے اطراف میں ایک ہی عقیدہ (اہل سنت والجماعت) کے حامل مسلمان ہوں۔

(۲) ایسے خطہ میں قائم کریں جہاں اساتذہ، طلبہ اور زائرین و واردین کے لئے آمد و رفت میں سہولت ہو اور سواریاں آسانی سے کسی بھی وقت مل سکتی ہو۔

(۳) اس کا نام دارالعلوم بھروچ رکھا جائے۔

چنانچہ ہم درد و غمگسار اور قوم و ملت کے ہی خواہوں کی محنتیں رنگ لائی اور جگہ کا انتخاب ہو گیا، اول الذکر ۲ شرطوں کے مطابق کنتھاریہ گاؤں اس کے لئے موزون معلوم ہوا۔

تو دوسری طرف گاؤں کنتھاریہ کے سعادت مند حضرات؛ حاجی علی نعمانی، حاجی احمد نعمانی اور حاجی موسیٰ نعمانی اور ان کے دیگر بھائیوں نے دارالعلوم کے لئے بالاتفاق اپنی زمین بلا عوض اللہ وقف کر دی، اس میں کچھ زمین محتاج لوگوں کی تھی اس لئے ٹرسٹ نے ان کو قیمت ادا کر دی۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے قیام دارالعلوم کے بارے

میں دعا کی درخواست اور آپ کا خط

حضرت مولانا حسین احمد مدنی نومبر ۱۹۵۴ء میں جامعہ ڈابھیل تشریف لائے تھے، اس

وقت دارالعلوم بھروچ کمیٹی کے کچھ ارکان نے ڈابھیل خدمت اقدس میں حاضر ہو کر حضرت شیخ الاسلامؒ کو دارالعلوم بھروچ کے قیام کا عزم اور اس کے لائحہ عمل سے واقف کیا تھا، حضرتؒ نے دارالعلوم کے قیام کی جگہ، آمدنی کے ذرائع اور آج تک موصول شدہ تعاون کے بارے میں دریافت کیا تھا، اور ارکان کی طرف سے آپ کو یہ درخواست کی گئی کہ آں محترم ایک خط ہمیں تحریر فرمادیں، جس میں ہماری رہنمائی ہو اور دعاء بھی۔

چنانچہ حضرت مدنیؒ نے وہ خط ارسال فرمایا، افسوس کہ وہ خط اردو زبان میں دستیاب نہ ہو سکا، البتہ اس کا گجراتی ترجمہ مل سکا ہے، اسی کا عکس خدمت میں پیش ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ خط ماہنامہ پیغام (شمارہ جنوری ۱۹۵۵ء مطابق جمادی الاولیٰ ۱۳۷۴ھ) میں شائع

ہوا۔

اتنا ہی نہیں بلکہ حضرت شیخ الاسلامؒ نے حج کے موقع پر ایک مرتبہ کمیٹی کے کچھ ذمہ داران سے درج ذیل جملے ارشاد فرمائے، جب کہ آپؒ کی مجلس میں دارالعلوم بھروچ کے بارے میں بات رکھی گئی:

اس کا قیام جلدی ہونا چاہئے، میں نے وہاں دارالعلوم کی ضرورت واہمیت کا خود مشاہدہ کیا ہے، اور اگر ضرورت پڑے تو میں خود تعاون کے لئے حاضر ہوں، اس لئے آپ حضرات جلد از جلد یہ کام مکمل کر لو، کسی نے عرض کیا کہ حضرت! ہم پہلے کوئی آمدنی کا انتظام کر لیں، پھر کام کا آغاز کریں، حضرت نے جواباً فرمایا: کیا آپ لوگوں کو خدا پر اعتماد نہیں ہے؟ کام کی بسم اللہ تو کیجئے، خدا اس کو انتہاء

تک پہنچائے گا، یہ اسی کا کام ہے، اور وہی اس کو نبھائے گا۔ (پیغام:

شمارہ بابت اکتوبر ۱۹۵۵ء مطابق صفر ۱۳۷۵ھ)

اتنا ہی نہیں بلکہ ۱۹۵۷ء میں حضرت کی آمد کنتھاریہ گاؤں میں ایک اجلاس کی مناسبت سے ہوئی، آپ کی معیت میں حضرت مولانا حفظ الرحمن صاحب (سیوہاروی) حضرت مولانا محمد میاں صاحب اور دیگر اکابرین بھی تھے، ان حضرات نے دارالعلوم کنتھاریہ جہاں قائم ہے، وہاں تشریف لا کر دعائیں کی تھیں۔ (حضرت مولانا کی ذاتی دائری)

ابھی تک جن صفحات کا مطالعہ ہوا، اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اراکن کی مختیس رنگ لاری تھی، ابتدائی مختیس کامیاب ہوئی، زمین خرید لی گئی، اور دعا کے لئے جمعیت علمائے ہند کے ناظم حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب سنبھلی کو دعوت دی گئی، چنانچہ آں محترم ۶ جنوری ۱۹۵۵ء بروز جمعرات کنتھاریہ میں دارالعلوم کے لئے خریدی گئی جگہ پر تشریف لائے، اور آپ نے درج ذیل جملے ارشاد فرمائے، بعدہ ”دارالعلوم بھروچ“ لکھا ہوا ایک بورڈ زمین میں گاڑا۔

”جو لوگ اس دینی کام میں دامے، درمے، سخنے تعاون و امداد فرما رہے ہیں وہ لوگ سعادت مند اور قابل مبارک باد ہیں، ان کا روپیہ اور محنت ایسی جگہ کام لگ جائیں گے جہاں قال اللہ اور قال الرسول کی صدائیں گونجے گی اور جہاں دینی علوم کے پروانے جمع ہوں گے۔“

گجراتی ماہنامہ ”پیغام“ میں اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

حضرت مولانا سنبھلی صاحب نے اس موقع پر دینی مدارس کی

اہمیت، اس سلسلہ میں احادیث مبارکہ سے فضائل اور دینی مدارس کی تاریخی حیثیت اجاگر کرتے ہوئے لوگوں کے درمیان مختصر وعظ فرمایا، وعظ کے بعد آپ نے اپنے ہاتھوں سے تحریر شدہ بورڈ لوگوں کے سامنے پڑھنے کے لئے کھول دیا، بعدہ حاضرین میں شیرینی تقسیم ہوئی۔

دارالعلوم کے لئے طویل مدت سے زمین خریدنے کی محنتیں ہو رہی تھی، اس وقت لوگوں کی طرف سے وقف میں حاصل شدہ زمین میں مجموعی طور پر ۸/ Guntha ۳۷ Acre زمین کے دستاویزات مکمل ہو چکے ہیں، اور باقی ماندہ تھوڑی زمین کا دستاویز لکھنا باقی ہے، اس طرح دارالعلوم کے لئے مجموعی زمین ۳ لاکھ ۸۸ ہزار ۷۳۷ اسکویر فٹ ہوئی، اس جگہ درس گاہیں، دارالاقامہ، دارالمدرسین، مسجد، کتب خانہ وغیرہ ضروری تعمیرات عمل میں آئے گی۔

مذکورہ تعمیرات میں سے مسجد کے لئے ۳۵ ہزار، کنواں اور مشین کے لئے ۱۵ ہزار اور درس گاہوں وغیرہ کی تعمیرات کے لئے بھی کسی حد تک امداد پہنچی ہوئی ہے، نیز اس دارالعلوم کی ترقی کی فکر اس ملک میں اور افریقہ میں بھی کی جا رہی ہے۔ (شمارہ فروری ۱۹۵۶ء مطابق

جمادی الاخریٰ ۱۳۷۵ھ)

اوپر ذکر کردہ تحریر سے علم ہوتا ہے کہ ۵۶-۱۹۵۵ء میں دارالعلوم کے قیام کی تحریک بڑے زور پر تھی اور اس کے لئے قائم شدہ کمیٹی کے ممبران اور قوم و ملت کے ہم درد عوام و پرہیز

گار لوگ اس کے جلد قیام کے منتظر تھے، ان میں سے کچھ حضرات کے اسماء گرامی اور قریہ جات کے اس وقت کے کچھ دینی و عصری تعلیم کے حالات ذیل میں درج کرتا ہوں۔

جناب حاجی سلیمان یوسف دادا بھائی (کھلوڈ والے) یہ صاحب اہل ثروت ہونے کے ساتھ دیندار بھی تھے، عبادات کے پابند اور تہجد گزار تھے، قوم کا درد رکھنے والے خادم تھے، مسجد کی تعمیر کے لئے ۳۵ ہزار روپیہ دینے والے یہی صاحب ہیں، انہوں نے یہ تحریر پیش کی:

بھائیو! آج کے کفر و ارتداد کے دور میں ایسے دینی اداروں کا قیام جو کہ درحقیقت خدا کی رحمت ہے، ایسے ایک نہیں کئی ایک اداروں کی ہمیں ضرورت ہے، آج عیسائی مشنریاں اور سُدھی سنگتھن کی غلط تبلیغ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، اللہ کا شکر ہے کہ یہ فتنہ ابھی بھروچ میں داخل نہیں ہوا ہے، لیکن جب بھی یہ فتنہ داخل ہوگا تو یہی دارالعلوم دیوار سکندری کی طرح ہمارے سامنے ہوگا جو ہمیں اس زہریلے فتنے سے بچائے گا۔

عزیزو! بہت قلق و افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ ادیان باطلہ کے علمبردار اپنے ادیان کی اشاعت اور اس کے متبعین میں توسیع پیدا کرنے کے لئے رات دن کتھن مخنتیں کر رہے ہیں، اور ان ادیان کی تبلیغ و اشاعت کے لئے کثیر تعداد میں چندہ جمع کرتے ہوئے ادارے اور مراکز قائم کر رہے ہیں، ایسے کتھن حالات میں مسلم قوم اپنے دین حق سے غافل ہو کر تنزی و ضلالت کی راہ پر

جاری ہے، اس کا اہم سبب دینی تعلیم سے ناواقفیت ہے۔
 علم دین ایک غیر معمولی نعمت ہے، جس کی اہمیت و فضیلت میں بے
 شمار احادیث مروی ہے۔

ضلع بھروچ کے باشندو! اس ناچیز کو ہندوستان کے سفر کے درمیان
 بھروچ ضلع کے بعض دیہاتوں اور کم تعداد والے قریہ جات میں
 جانے کا اتفاق ہوا، یہ دیکھ کر مجھے خوشی ہوئی کہ بھروچ ضلع کے
 باشندگان دوسرے ضلع کے لوگوں کی بنسبت گجراتی عصری تعلیم میں
 اعلیٰ ہیں اور انگریزی تعلیم کے حصول میں بہت کچھ دیا ہے، اس ضلع
 میں بہترین اور مشہور شاعر اور منشی حضرات ہیں، آج ہمارے سامنے
 جناب منشی حاجی محمود قاسم پاندور، منشی عیسیٰ بھائی اور جناب ”بے کار“
 صاحب جیسے لوگ اس کی مثالیں ہیں، اس پر میں اہل ضلع کو مبارکباد
 پیش کرتا ہوں، لیکن دینی علم کی طرف توجہ کی تو کاوی، کنٹھاریہ، دیوا،
 منوبر، کرماڈ، پانولی اور دوسرے کچھ دیہاتوں میں علمی چرچا ٹھیک
 ٹھیک مقدار میں ہو رہا ہے، اور اس ضلع کے علماء نے لوگوں کی خاصی
 حد تک دینی رہنمائی کی ہے، جیسے مولانا ابراہیم سنجالوی، مفتی
 ترازوال جناب مولانا نعمانی صاحب، مولانا احمد سبات صاحب،
 مولانا حاجی آدم احمد منوبری صاحب، جناب مولانا یوسف عمر وادی
 صاحب وغیرہم، مذکور علماء کی قومی، ملی و دینی خدمات لائق ستائش
 ہے، ان علماء نے دارالعلوموں ہی میں اہلیت و قابلیت پیدا کی ہے،
 عالم بن کر آج ہمارے سامنے خدمات جلیلہ انجام دے رہے ہیں،

اللہ تعالیٰ انہیں مزید ہمت و حوصلہ نصیب فرمائیں۔

دوسرے کئی ایک علاقے ایسے بھی نظر آئے جہاں دینی علم نہ ہونے کے سبب غیر اسلامی افعال اور رسومات عام ہیں، کئی باطل، غلط اور جھوٹے عقائد نے قوم کی دینی بد حالی کر دی ہے، اس کا ایک ہی سبب ہے کہ ضلع بھروچ میں دینی تعلیم کی اشاعت جیسی ہونی چاہئے ہوتی ہی نہیں ہے، بڑی تعجب کی بات تو یہ ہے کہ مسلمانوں کی کثیر تعداد کا حامل اتنا بڑا ضلع آج تک مکمل دینی تعلیم دے سکے ایسے دارالعلوم سے محروم رہا، خیر خداوند قدوس کا شکر و احسان ہے کہ اب لوگ بیدار ہوئے ہیں کہ اب قوم کے مسکین و محتاج بچوں کی مکمل دینی تعلیم کے لئے اور بقدر ضرورت دنیوی تعلیم اور صنعت و حرفت کے لئے ایک دارالعلوم کے قیام کا عزم کیا ہے، اس کے لئے میں تمام اہالیان ضلع کو مبارک باد دیتے ہوئے یہ پیغام دیتا ہوں کہ وہ اس ادارہ کو ہر اعتبار سے مضبوط بنانے کی فکر کریں، اللہ تعالیٰ ہم تمام کو نیک و توفیق بخشیں اور اپنے پیسوں کو اس صدقہ جاریہ میں خرچ کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

بھروچ ضلع میں آباد چھوٹے چھوٹے مکاتب کی ترقی و تعمیر کے لئے بھی دارالعلوم کا قیام ضروری ہے، لہذا تمام مسلمان بطور خاص اہالیان ضلع بھروچ کو امداد کی درخواست ہے۔ (شمارہ بابت اپریل

۱۹۵۵ء مطابق شعبان ۱۳۷۴، ص: ۲۸)

یہ آخری تحریر اس بات کی غماز ہے کہ ضلع بھروچ کی دینی حالت بہت ابتر تھی، گنتی کے علماء تھے جو دینی محنتیں کر رہے تھے، رسومات و خرافات بلکہ غلط و باطل عقائد صدور و بیوت میں پیوست ہو چکے تھے، دنیوی تعلیم کی طرف تو توجہ تھی لیکن دینی تعلیم کی فکر ہی نہ تھی، یا نہ ہونے

کے درجہ میں تھی، ایسے وقت میں دارالعلوم بھی نہیں تھا۔

اس باب میں سورت، آئند اور ان دونوں علاقوں کے اطراف کے لوگ خوش نصیب وسعادت مند تھے کہ جامعہ حسینیہ، اشرفیہ، ڈابھیل اور آئند جیسے ادارے کئی سالوں سے وجود میں آگئے تھے اور آزادی کے بعد بھی برابر اپنے ارد گرد کے علاقوں کی دینی فکر و رہنمائی میں مشغول تھے، پھر ادارہ ہونے کی وجہ سے اساطین علم و فن کا ایک گروہ تھا، جو ہمہ وقت ادارہ کے فرائض کے ساتھ ساتھ اپنے ارد گرد کے ماحول سے بھی ناواقف نہ تھا، ہر وقت دینی ماحول بنانے کی لگن میں ارد گرد اور دور دراز کے علاقوں کے اسفار کرتے رہتے تھے، اس لئے وہاں کے علاقوں کی اس طرح کی صورت حال نہ تھی جو اوپر کی تحریر میں بھروج کی ذکر کی گئی۔

اسی وجہ سے علمائے بھروج اور ہم درد و غمگسار نیک فطرت لوگ اور افریقی گجراتی لوگوں نے دارالعلوم قائم کرنے کی فکر کی، اس کے لئے کمیٹی بنائی، عوام میں محنتیں کی، اور کنتھاریہ میں جگہ کا انتخاب کر کے ”دارالعلوم بھروج“ بورڈ بھی رکھ دیا، یہ ابھی خشت اول تھی۔

افریقہ میں کمیٹی کا قیام

دارالعلوم کے کام کو رفتار اور ترقی دینے کے لئے افریقہ میں ایک کمیٹی بنائی گئی اور ”پیغام“ نے اس کا اعلان ان الفاظ میں کیا:

دارالعلوم کے کام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے افریقہ میں ایک باقاعدہ کمیٹی تشکیل دی گئی ہے، اس کمیٹی کے صدر سارو ضلع بھروج کے باشندے اور افریقہ میں بڑے تاجر جناب یعقوب بھائی کو منتخب کیا ہے، جو افریقہ تاجرین یونین کے بھی چیرمین ہیں۔ (شمارہ

لوگوں کی طرف سے مختلف مددات میں دی گئی امداد

کمیٹی کی طرف سے یہ بات طے پائی تھی کہ اس وقت ۱۶ درس گاہیں تعمیر کی جائے، اسی میں دفتر اہتمام و محاسبی ہوگا اور تعلیم بھی انہیں کمروں میں ہوگی، اس تجویز کا اشتہار بھی کیا گیا؛ تاکہ لوگ اس کے مطابق امداد کریں، چنانچہ کئی سالوں کی محنتوں کے نتیجے میں درج ذیل حضرات نے ایک ایک درس گاہ اپنی طرف سے تعمیر کرنے کے لئے امداد فراہم کی۔

نام	آبائی وطن	اقامتی وطن	امداد
یوسف اسماعیل پٹیل	کنٹھاریہ	ورنی گنگ	۱۲-۱۵ ہزار کی زمین وقف
موسیٰ بھائی جیوا	سر نار	یوتن ہیگ	۵۸۵۰ روپیہ برائے تعمیر درس گاہ
احمد ابراہیم	کنٹھاریہ	رورٹسن کیپ پوٹس	۴۵۰ پاؤنڈ برائے تعمیر درس گاہ
حاجی سلیمان محمد بیٹات	روڈرا	امکھو ماج	ایک درس گاہ تعمیر کے لئے
حسین موسیٰ بیلم	دڈھال	ورنی گنگ	//
نامعلوم الاسم	-	-	۴۴۰ پاؤنڈ برائے تعمیر درس گاہ
عزیز، وی، فینسی	-	بلین تائر	چندہ کیا
حاجی سلیمان دادا بھائی	-	-	۳۵۰۰۰ روپیہ برائے تعمیر مسجد

طویل محنت کے نتیجے میں ابھی صرف ۶ درس گاہوں کی تعمیر کی رقم وصول ہوئی تھی، اس کے علاوہ مسجد تعمیر کرنے کے لئے ۳۵۰۰۰ روپیہ وصول ہوا تھا، ممکن ہے کہ کمیٹی نے یہ چاہا ہو کہ مکمل رقم کی وصول یابی کے بعد ہی کام آگے بڑھایا جائے، اسی لئے ابھی کام کا آغاز نہ ہوا تھا، اور دوسری طرف اس تحریک کے روح رواں حضرت مولانا احمد اسماعیل رحمانیؒ صاحب کو پیر الائنز کا مرض لاحق ہوا اور اس سے صحت یابی نہ ہو سکی، اس لئے افریقہ سے انہیں

اپنے وطن واپس لوٹنا پڑا، جس کی وجہ سے کام کی رفتار بھی متاثر ہوئی۔

اس کے بعد پھر یہ کام کسی وجہ سے سست پڑ گیا، صرف میٹنگیں ہوتی رہی، لیکن کام رو بہ ترقی نہ ہوتا تھا، اس میں مولانا رحمانی صاحب کی بیماری بھی ایک سبب ہے، نیز پیسوں کی قلت تھی، اس لئے دارالعلوم کا تعمیری کام شروع نہیں ہوا، چنانچہ مولانا سنبھلی صاحب کی دعاء سنگ بنیاد کے بعد تقریباً ۹-۱۰ سال ہو گئے لیکن کام آگے بالکل بڑھا نہیں تھا، اس مدت میں ”دارالعلوم بھروچ“ لکھا ہوا بورڈ بھی زمین کی طرف جھک گیا تھا، لوگوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لئے مشہور شاعر جناب ”بیکار“ صاحب کو کہنا پڑا: ”یہ بورڈ سجدہ سہو میں ہے، کوئی ہے جو اس کو سجدہ سے اٹھائے“، افریقہ میں آباد ضلع بھروچ کے مسلمانوں کو بھی فکر ہو رہی تھی کہ دعاء کے بعد کام کیوں رکا ہوا ہے اور ادھر عوام الناس بھی بدظن ہو رہے تھے اور نہ بولنے کے جملے بھی زبان پر لا رہے تھے، حضرت مولانا اسماعیل صاحب منو بری نے بھی اپنی ذاتی دائری میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

چنانچہ قیام دارالعلوم کی تحریک کے ۱۰ سال بعد پندرہ روزہ گجراتی رسالہ ”مجاہد“ میں مدیر کی طرف سے ایک مفصل تحریر لکھی گئی جس کا خلاصہ ذیل میں درج ہے:

”گجرات کے کچھ ضلع میں ایک آدھ جامعہ یا دارالعلوم قائم ہے، کچھ اضلاع ایسے بھی ہیں جہاں ۴-۵ ادارے قائم ہے؛ لیکن بد قسمتی سے بھروچ میں ایک بھی دینی ادارہ اور دارالعلوم نہیں ہے، ضلع بھروچ کے مسلمانوں کے لئے یہ بات بڑی تکلیف دہ ہے۔

اسی بھروچ میں قیام دارالعلوم کی تحریک کے ساتھ ہی عصری تعلیم کے لئے کالج کے قیام کی تحریک بھی اٹھی، اخبارات و رسائل نے دونوں

تحریکوں کا خیر مقدم کیا، تحریک اتنی زوروں پر تھی کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ دارالعلوم کچھ ہی مدت میں اپنی آن، بان، شان کے ساتھ سرزمین بھروچ پر قائم ہو جائے گا، اور اس سے مسلمانوں کو اطمینان اور سکون ہو جائے گا۔

خوش قسمتی سے کالج تو وجود میں آگئی جو گجرات یونیورسٹی کے تعاون سے اپنے فرائض و ذمہ داری کو آگے بڑھا رہی ہے، یہ برادران وطن کی سخاوتوں اور تعاون سے ہوا ہے، اور ان برادران وطن کی محنتوں اور کاوشوں کا یہ ثمرہ ہے، تو دوسری طرف ”دارالعلوم بھروچ“ کی رسائل کی معرفت اتنی زیادہ شہرت کرنے کے بعد بھی عدم سے وجود بخشے میں بدقسمتی رہی۔

مولانا رحمانی صاحب کی اتنی زیادہ محنتیں، کاوشیں اور تگ و دو کے باوجود دارالعلوم وجود میں نہیں آیا ہے، جو مسلم قوم دارالعلوم کی شاندار عمارتوں کے دیدار کی منتظر تھیں لیکن بدقسمتی سے عوام کی دارالعلوم دیکھنے کی تمنا تمنا ہی رہی، بس اتنا ہوا کہ دارالعلوم زبان پر بولا جانے والا اور کاغذ پر لکھا جانے والا ایک خوبصورت اور موثر لفظ ہے۔

ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ دارالعلوم کو وجود دینا کوئی بازیچہ اطفال نہیں ہے، لیکن بھروچ ضلع کے باشندے پیسے خرچ کرنے میں بخیل بھی نہیں ہے، اس لئے دارالعلوم قائم کرنا کوئی بڑی بات نہیں ہے، پھر

بھی اتنی تاخیر کیوں؟ ایسا لگتا ہے کہ ذمہ دار حضرات کی حرکتوں میں
چستی کی کمی ہے، وہ اگر چستی پیدا کر لیں تو کام آسان ہوگا۔“ (۱۵/۱
فروری ۱۹۶۵)

دوسرے پندرہ روزہ ”مجاہد“ میں جو کچھ تحریر کیا ہے اس کا ایک اقتباس:
”ہمیں باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا کہ دارالعلوم کمیٹی کے پاس
۴۰ ہزار روپیہ ہے، اتنی ہی رقم سے تعمیری کام کا آغاز ہو جائے تو
کیا حرج ہے؟ یہ تو ضروری نہیں ہے کہ جو کام کرنا ہے اس کی
شروعات کرنے سے پہلے ہی ہمارے پاس مکمل رقم موجود ہو، جیسے
جیسے کام آگے بڑھے گا لوگ پیسے دیتے رہیں گے۔“ (۱۵/۱ فروری
۱۹۶۵ء ص: ۱۱)

اس کے بعد ۶ اپریل ۱۹۶۵ کے پندرہ روزہ مجاہد میں پھر اس موضوع پر کھل کر لکھا
گیا۔

چونکہ طویل عرصہ گزرنے کے باوجود اور مولانا رحمانی صاحب بھی
بیماری میں مبتلا ہو گئے اس لئے بھی دارالعلوم قائم نہ ہو سکا تھا، اتنے
میں محمد پورہ سے دہیگام ہنگلوٹ جاتے ہوئے عید گاہ روڈ پر
D.S.P. Office کے محاذات میں ایک جگہ تھی، جو پارسی ٹرسٹ
کی ملک تھی، اس جگہ کا نام آذر باغ تھا، (اخبارات و رسائل میں
اس کا تلفظ اسی طرح ہے البتہ زبان زد آذر باغ تھا)، جس کو ٹرسٹ
فروخت کرنا چاہتا تھا۔

حضرت مولانا اسماعیل صاحب منوبری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

دوسری طرف تحصیل بھروچ کے ساتھ ساتھ جمبوسر تحصیل کے تازہ دم فارغین میں بھی یہ جذبات موجزن تھے کہ دارالعلوم قائم ہونا ہی چاہئے اور کئی سال گزرنے کے باوجود بھی ادارہ قائم نہ ہوا تھا، اس لئے تمام علمائے کرام نے بھروچا ہال میں ایک مجلس کا انعقاد کیا اور اس سلسلہ میں مشورہ ہوا، شرکاء کی رائے یہ بنی کہ کئی سالوں کے بعد بھی ادارہ قائم نہیں ہوا ہے اس لئے محترم احمد نورانی دیوا صاحب کے پاس مستان صاحب کے بنگلہ کی چابی ہے، تمام حضرات ابھی ہی دیکھنے چلیں اور اسی بنگلہ میں دارالعلوم قائم کر دیا جائے۔

ان شرکاء میں سے ایک شریک حضرت مولانا اسماعیل صاحب منوبریؒ نے یہ رائے پیش کی کہ یہاں دارالعلوم قائم کرنے سے پہلے دارالعلوم کمیٹی کو اطلاع کرنی چاہئے اور ان ارکان کو یہ پیغام پہنچایا جائے کہ آخر آپ حضرات دارالعلوم قائم کرنا نہ چاہتے ہوں تو ہمیں اجازت دیجئے، ہم اس بنگلہ میں دارالعلوم قائم کریں، چنانچہ حضرت مولانا اسماعیل صاحب منوبریؒ ہی کو یہ ذمہ داری سونپی کہ آپ خود یہ بات ٹرسٹ کے سامنے رکھیں، مولانا نے یہ بات حاجی ولی احمد دلال صاحب کے سامنے رکھی، انہوں نے ٹرسٹ کے سامنے یہ بات رکھی لیکن ٹرسٹ ایک جگہ زمین خرید چکا تھا اس لئے یہ رائے منظور نہیں فرمائی۔

اس کے بعد ۱۹۶۵ میں مولانا اسماعیل صاحب بھروچ میں مولانا یوسف پارہیتی صاحب کے مکان پر کسی کام سے ٹھہرے ہوئے تھے کہ اچانک حافظ محمد بھروچی صاحب (معروف بہ حافظ لہری) بھی تشریف لائے اور مولانا اسماعیل صاحب منوبریؒ سے یوں مخاطب ہوئے ”مولانا اسماعیل! دارالعلوم بھروچ کنتھاریہ میں قائم ہو ہی نہیں سکتا“، تو مولانا اسماعیل صاحب نے جواب دیا کہ ایسے جملے سن کر مجھے تکلیف اور درد ہوتا ہے، آپ یہ کیا بول رہے ہو! تو انہوں نے جواب دیا کہ افریقہ کی حالت اب دن بدن ابتر ہو رہی ہے اس لئے قیام دارالعلوم مشکل ہے۔

اس لئے آپ لوگ طے شدہ جگہ پر دارالعلوم نہیں بنا سکو گے لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ کل ہی سے دارالعلوم کا تعلیمی آغاز ہو جائے ایسا پروگرام میرے پاس ہے، وہ یہ ہے کہ عید گاہ کے قریب پارسیوں کا ”آدر باغ“ فروخت کرنے کا کام میرے حوالے کیا گیا ہے، پارسیوں کو ۶۶۰۰۰ روپیہ دینا ہے اور ۴۰۰۰ روپیہ مجھے لینا ہے، میں اپنا روپیہ چھوڑ رہا ہوں اور آپ لوگ ۶۶۰۰۰ ہی میں یہ باغ اس میں واقع تعمیرات سمیٹ خرید لیں۔

مولانا اسماعیل صاحبؒ نے جواب دیا کہ میں دارالعلوم کمیٹی کو اطلاع کرنے کے بعد جواب دے سکتا ہوں، چنانچہ ایک رکن حاجی ولی دلال صاحب کے سامنے یہ بات پیش کی گئی، انہوں نے یہ جواب دیا کہ تمام ارکان شوری کو بلا کر یہ بات شوری میں پیش کی

جائے گی۔

اس شوری میں مولانا اسماعیل صاحب کو شامل نہ کرتے ہوئے بصیغہ راز فیصلہ یہ ہوا کہ دارالعلوم کنتھاریہ ہی میں قائم ہونا چاہئے، آدر باع خریدانہ جائے البتہ مولانا اسماعیل صاحب نے یہ بات رکھی ہے اور وہ ہمارے معاون ہیں اس لئے برائے نام یہ جگہ دیکھنے جائیں اور تعمیرات کے ماہرین کو بلا کر ان کی زبانی یہ کہلوائیں کہ یہ عمارتیں بوسیدہ ہیں، ٹھیک نہیں ہے، اس کو خریدنے میں فائدہ نہیں۔

چنانچہ طے شدہ وقت پر مولانا اسماعیل صاحب کو لیکر شوری کے کچھ حضرات یہ جگہ دیکھنے پہنچے، اس وفد میں ۲ آدمی اور تھے جو پورا سال اپنے ہاتھوں میں چھاتا رکھتے تھے، ایک منور کے باشندے تھے، البتہ بھروج میں مقیم ہو گئے تھے اور دوسرے کنتھاریہ کے باشندے

تھے۔ (حضرت مولانا کی ذاتی داری)

آئندہ سطور میں جو بات ذکر کی گئی ہے اس کو سمجھنے کے لئے پہلے بطور تمہید یہ سمجھ لیا جائے کہ قدیم زمانہ میں طریقہ تعمیر آج کی طرح نہیں تھا، بلکہ مٹی اور گرد و غبار جمع کرتے تھے، اس میں کنکریاں اور بڑے پتھر نکال دیتے تھے تاکہ یہ آٹے کی طرح صاف ہو جائے، یہ ریت کی جگہ استعمال کرتے، اس کے بعد زرد مٹی سے مضبوط کنکریاں اور پتھر نکالتے تھے، جسے ہماری علاقائی زبان میں ”میا“ کہتے ہیں، اس کو کوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کرتے تھے اور آٹے سے کچھ بڑی سائز میں کر دیتے تھے، اور یہ سینٹ کی جگہ استعمال کرتے، کیوں کہ ان کنکریوں میں غیر معمولی چکناہٹ اور مضبوطی بھی ہوتی ہے، ان دونوں کو ملا کر گاڑا بناتے، جس کو گجراتی میں ”چھو“ (اس کا تکلم مجھول ہو گا نکہ معروف) کہتے ہیں، اس میں چونا بھی ڈالتے تھے؛ تاکہ

زیادہ مضبوط ہو، غالباً اس گاڑے میں معمولی مقدار میں کچھ گھاس پھونس کا بھوسا بھی ڈالتے تھے۔

اینٹیں رکھنے کے بعد درمیان میں ”چھو“ ڈالتے تھے، تاکہ تعمیر مضبوط ہو، اور مشاہدہ بھی یہی ہے کہ پرانی تعمیرات واقعی مضبوط ہوتی ہے، اگرچہ ظاہری و طاری نظر میں بوسیدہ معلوم ہو، ان اینٹوں کے درمیان واقع گاڑے پر مضبوط لکڑی کی نوک ماری جائے تو کبھی معمولی گرد نکلتا ہے، یہ قدیم طرز تعمیر ہے۔

سطور ذیل میں جو تاریخی واقعہ ذکر کرنا ہے، اس کو سمجھنے کے لئے یہ تفصیل درج کرنا مناسب معلوم ہوا، اب اس تفصیل کو ذہن میں رکھتے ہوئے درج ذیل سطور کا مطالعہ فرمائیں، مولانا اسماعیل صاحب اس واقعہ کو آگے بڑھاتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

ان دونوں صاحبان نے مشورہ کے مطابق ۲/ اینٹوں کے درمیان چھاتے کی نوک ماری اور گرد گرتے ہی کہا کہ عمارت بوسیدہ ہے خریدنے کے قابل نہیں ہے، یہ لوگ الگ الگ جگہوں پر مارتے اور یہی جواب دیتے، اور سمجھاتے کہ ۲-۳ سال تو اس تعمیر میں کچھ نہ ہوگا پھر جیسے جیسے ایام گزرتے رہیں گے اس میں بوسیدگی آتی ہی رہے گی، اس لئے اس کو خریدنے کا ارادہ ترک کریں؛ یہی ہماری رائے ہے۔

اس کے بعد کسی کے کہنے سے بمباخانہ میں ایک بلڈنگ دیکھنے گئے لیکن مشورہ کے مطابق اس بلڈنگ کو خریدنے کا پروگرام بھی ناکام کروایا۔ (حضرت مولانا کی ذاتی دائری)

ابھی تک جن صفحات کا مطالعہ ہوا، اس سے واضح ہوتا ہے کہ کئی سالوں کی تگ و دو

کے بعد بھی ایک ادارہ قائم نہ ہو سکا تھا، اس کی بڑی وجہ اسباب کی کمی رہی ہوگی، جبکہ مسبب الاسباب ہر چیز پر قادر ہے، جہاں عالم دنیا میں بظاہر ایک ادارہ کے قیام کے اسباب نہ تھے تو دوسری طرف بغیر اسباب کے ۲ اداروں کا وجود تقدیر میں لکھا جا چکا تھا۔

حضرت مولانا علی میاں ندوی صاحبؒ نے اس پر بہت ہی تفصیلی کلام فرمایا ہے، انہیں کے حوالے سے کچھ سطور ملاحظہ فرمائیں:

کائنات کے دو نظریے

یہ کائنات (عام حالات میں) طبعی اسباب و محرکات کی تابع ہے اور یہ اسباب اس میں اپنا کام کر رہے ہیں، یہ اسباب اور خواص اشیاء کبھی شاذ و نادر ہی اپنی خاصیت و تاثیر چھوڑتے ہیں، یا ان کا نشانہ غلط ہوتا ہے، اب لوگوں کی ایک تعداد وہ ہے جن کی نگاہ ان ظاہری اور قدرتی اسباب سے پیچھے نہیں گئی بلکہ اسی زندگی اور مادی اور محسوس دنیا میں اٹک کر رہ گئی، وہ سمجھنے لگے کہ نتائج ہمیشہ اسباب ہی سے وجود میں آسکتے ہیں، اور اسباب کے بغیر نتائج کا تصور ناممکن ہے اور پوری کائنات میں کوئی ایسی طاقت نہیں جو اسباب و نتائج کے درمیان حائل ہو سکے اور اپنے آزادانہ ارادہ کے ساتھ ان میں کوئی تبدیلی کر سکے اور بغیر اسباب کے مسببات کو وجود میں لاسکے اور ان کو بلا کسی تمہید، مدد اور سہارے کے پیدا کر سکے، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ گروہ ان اسباب ظاہری میں پھنس کر رہ گیا اور ان کے ساتھ اس نے خدا کا معاملہ کرنا شروع کر دیا، اشیاء کی خاصیتوں اور اسباب و وسائل کے سوا اس نے ہر چیز سے انکار کیا۔

اس کائنات کا دوسرا نظریہ پہلے نظریہ سے بنیاد اور طریقہ کار ہر چیز میں مختلف ہے، اس کے مقابلہ میں اہل ایمان و یقین کا نظریہ اس بات پر قائم ہے کہ ان طبعی اسباب، قدرتی طاقت، خزانوں اور اشیاء کی خاصیتوں سے ماورا اور بالاتر ایک غیبی قوت ہے جس کے ہاتھ میں ان اسباب و خواص کی زمام اقتدار ہے اور جس طرح نتائج و ثمرات اسباب کے تابع ہیں، اسی طرح خود یہ اسباب اللہ تعالیٰ کے ارادہ مشیت اور حکم و اشارہ کے تابع محض ہیں، ارادہ الہی ان کو عدم سے وجود میں لاتا ہے، ان کو آگے بڑھاتا اور چلاتا ہے اور جب چاہتا ہے ان کو مسببات سے جدا کر دیتا ہے، اس لئے کہ اسباب و مسببات دونوں یکساں طریقہ پر اس کے تابع و فرمانبردار ہیں۔

کائنات کو پیدا کرنے اور اسباب کو وجود میں لانے کے بعد کائنات کی زمام ایک لمحہ کے لئے بھی اس کے ہاتھ سے نہیں چھوٹی اور سلسلہ اسباب اس کی غلامی سے ایک لمحہ کے لئے آزاد نہیں ہوا، نہ اس نے اس سے سرتابی کی، آسمان و زمین کی کوئی چیز اس کو عاجز کرنے پر قادر نہیں، اسی نے اپنی حکمت بالغہ اور ارادہ قاہرہ سے اشیاء کو خواص سے اور مسببات کو اسباب سے اور مقدمات کو نتائج سے وابستہ کیا، وہی جوڑنے والا اور توڑنے والا ہے، مٹانے والا اور بنانے والا ہے، اور وہی تمام چیزوں کو عدم سے وجود میں لاتا اور لباس ہستی پہناتا ہے:

إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۝ جب وہ کسی

چیز کا ارادہ کرتا ہے تو بس اس کا معمول تو یہ ہے کہ اس چیز کو کہہ دیتا ہے کہ ہو جا، پس وہ ہو جاتی ہے۔

اس کے سامنے یہ حقیقت اچھی طرح آگئی کہ اس کائنات میں ایمان و عمل صالح، اخلاق عالیہ، خدا کی اطاعت و عبادت، عدل و انصاف، رحم و محبت اور اسی طرح کے دوسرے معنوی اسباب ہیں، جو کفر و بغاوت، فساد فی الارض، ظلم و نفس پرستی اور گناہوں و معصیتوں جیسے معنوی اسباب کے بالکل برعکس کام کرتے ہیں۔

اسباب طبعی کو ترک کئے بغیر اگر کوئی ان صالح معنوی اسباب کو اختیار کرے گا تو یہ کائنات اس سے مصالحت کرنے پر مجبور ہوگی اور زندگی اپنی حقیقی لذت و حلاوت کے ساتھ اس کا ساتھ دے گی، اللہ تعالیٰ اس کے ہر کام میں سہولتیں اور آسانیاں پیدا فرمائے گا اور بعض موقعوں پر اسباب طبعی بھی اس کے پابند کر دیئے جائیں گے اور خارق عادت چیزیں ظاہر ہونے لگے گی۔

قرآن کریم کے تمام واقعات اسی بات کی تعلیم دیتے ہیں، خاص کر کے سورہ کہف دو نظریات، دو عقیدوں اور دو قسم کی نفسیات کی کشمکش کی کہانی ہے، ایک مادیت اور مادی چیزوں پر عقیدہ، دوسرے ایمان بالغیب اور ایمان باللہ، اس میں ان عقائد، اعمال و اخلاق اور نتائج و آثار کی تشریح کی گئی ہے، جو ان دونوں قسم کی نفسیات یا نظریات کے نتیجہ میں ظاہر ہوتے ہیں اور پہلے نظریہ کو اختیار کرنے کے خلاف آگاہی دی گئی ہے جو صرف مادہ اور اس کے

مظاہر پر یقین رکھتا ہے اور خدا اور نبی قوتوں کا منکر ہے۔

مادیت پر ایمان کی فتح

یہاں (سورہ کہف آیت نمبر: ۲۲) پر سورہ کہف کے چار قصوں میں سے یہ لازوال قصہ ختم ہوتا ہے، جس میں ایمان اور مادیت کی کشمکش بیان کی گئی ہے اور جس کو دوسرے الفاظ میں اسباب پر اعتماد اور خالق اسباب پر اعتماد سے تعبیر کیا جاسکتا ہے، یہ قصہ مادیت پر ایمان کی فتح اور خالق اسباب پر اعتماد کامل اور صدق و یقین پر ختم ہوتا ہے۔

ان ایماندار اور سچے نوجوانوں نے مادیت پر ایمان کو ترجیح دی، فوری نفع اور نقد فائدہ پر آخرت کے وعدہ کو مقدم رکھا، انہوں نے ایمان کے ساتھ غربت و افلاس کی زندگی کو پسند کیا لیکن کفر کے ساتھ دولت و امارت کی زندگی گوارا نہ کی، انہوں نے اس کو ترجیح دی کہ وطن، اہل و عیال اور دوست احباب سے دور رہیں اور زندگی کی ہر لذت اور اقتدار کی ہر عزت سے محروم رہیں، لیکن اس کو ایک لمحہ کے لئے گوارا نہ کیا کہ شرک سے اپنی پیشانی کو داغدار کریں، نفس کے بندے اور خواہشات کے پرستار بنیں، معصیت و سرکشی اور ظلم و زور دہی کے ساتھ تعاون کریں، انہوں نے نفس کے تقاضے سے زیادہ روح کے تقاضے اور عقل کے مطالبہ سے زیادہ ایمان کے مطالبہ پر توجہ دی اور جسم و جان کے ساتھ اس میں مشغول ہو گئے اور بعد میں یہ ثابت ہوا کہ وہی زیادہ دور اندیش، دقیقہ رس اور حقیقت

شناس تھے اور یہ کہ انجام کار اہل تقویٰ کے ہاتھ ہے، انہوں نے اسباب سے خالق اسباب کی طرف راہ فرار اختیار کی اور اس راہ کی ہر تکلیف پر اپنے کو آمادہ کر لیا، یہاں تک کہ اسباب ان کے تابع ہو گئے اور حکومت وقت (جس کے مظالم سے بچنے کے لئے انہوں نے روپوشی اختیار کی) بھی ان کی ہمنوا ہو گئی، اصحاب کھف کا قصہ ایمان و جو اندری، استقامت و ثابت قدمی اور جہاد و قربانی کا وہ قصہ ہے جو انسانیت اور حق و عقیدہ کی تاریخ میں بار بار پیش آتا رہا ہے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اسباب ارادۃ الہی کے تابع ہیں اور وہ ایمان و عمل صالح کی توثیق و تصدیق کرتے ہیں، اس لئے مومن کا راستہ اور طریقہ صرف یہ ہے کہ وہ ایمان اور عمل صالح کے ذریعہ اس ارادہ کو اپنی طرف متوجہ کرے اور اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید کا مستحق بنے۔

قبل اس کے کہ قرآن مجید اپنے دوسرے قصہ کا (جو دوباغ رکھنے والے) سے متعلق ہے آغاز کرے وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس بات کی وصیت کرتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رسی کو، یا اس سب سے طاقتور سبب اور مضبوط کڑے کو جانفشانی کے ساتھ پکڑے رہیں اور یہی ایمان اور قرآن کا راستہ ہے، وہ آپ کو اس کی نصیحت کرتا ہے کہ آپ ان اہل ایمان کی رفاقت کا التزام رکھیں جو ایمان و معرفت، یقین اور ذکر و دعا کی دولت سے سرفراز و خوش نصیب ہیں، خواہ اسباب مادی اور متاع دنیا میں ان کا حصہ کم سے کم ہو، ان جاہل و غافل انسانوں سے دور رہنے کی تلقین کرتا ہے جو ایمان،

معرفت، یقین اور اس کے اثرات مثلاً ذکر و دعاء وغیرہ سے محروم ہیں، اگرچہ اسباب و وسائل اور دنیا کی نعمتوں کی بہت بڑی مقدار اور ذخیرہ ان کے ہاتھ میں ہے۔

در اصل یہ وصیت عام ہے اور اس کا مخاطب قرآن مجید کا ہر پڑھنے والا اور ماننے والا ہے؛ بلکہ عام اہل ایمان اس کے سب سے زیادہ محتاج ہیں اور اس پر عمل پیرا ہونے کی سب سے پہلے ان کو ضرورت ہے:

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْعَدَاوَةِ وَالْعَشِيِّ
يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنُكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ
فُرُطًا ۝

ترجمہ: اور جو لوگ صبح شام اپنے پروردگار کو پکارتے رہتے ہیں اور اس کی محبت میں سرشار ہیں، تو انہی کی صحبت پر اپنے جی کو قانع کرلو، ان کی طرف سے کبھی تمہاری نگاہ نہ پھرے کہ دنیوی زندگی کی رونقیں ڈھونڈنے لگو، جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا (یعنی ہمارے ٹھہرائے ہوئے قانون نتائج کے مطابق جس کا دل غافل ہو گیا) اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے پڑ گیا، تو ایسے آدمی کی باتوں پر کان نہ دھرو، اس کا معاملہ حد سے گزر گیا ہے۔

اہل ایمان اور اہل معرفت کا ہر زمانہ میں یہ شیوہ اور دستور رہا کہ وہ ایمان و عمل صالح اور خدا سے روحانی تعلق اور نسبت کو ہمیشہ مادی

اسباب اور ظاہری شکلوں پر ترجیح دیتے رہے، مادیت اور اس کے علمبرداروں کے خلاف انہوں نے ہمیشہ علم بغاوت بلند رکھا اور دنیا اور زینت دنیا کو کبھی نظر بھر کر نہ دیکھا اور یہی سورہ کہف کا پیغام اور قرآن مجید کی دعوت ہے:

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۝

ترجمہ: اور ہم نے مختلف قسم کے لوگوں کو دنیوی زندگی کی آرائشیں دے رکھی ہیں اور ان سے وہ فائدہ اٹھا رہے ہیں، تو تیری نگاہیں اس پر نہ جمیں، (یعنی یہ بات تیری نگاہ میں نہ نہنچے) یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ ہم نے انہیں آزمائش میں ڈالا ہے، اور جو کچھ تیرے پروردگار کی بخشی ہوئی روزی ہے، وہی (تیرے لئے) بہتر اور (باعتماد نتیجہ کے) باقی رہنے والی ہے۔ (معرکہ ایمان و مادیت)

سیرت کے مطالعہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ المکرمہ میں مسلسل محنتیں فرمائی اور تکلیفیں برداشت کی، لیکن دوسری طرف اہل ایمان کو پہنچنے والی مصائب اور تکالیف میں کمی نہ ہوئی، اس کے بعد مدینہ میں اوس و خزرج کو آپ کی طرف مائل فرما دیا اور ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچنے کا حکم ملا، اس طرح مکہ میں تکالیف سہنے والے مؤمنین کے لئے مدینہ والوں کو نرم کر دیا، جب کہ مؤمنین کے لئے بظاہر سکون کا کوئی سبب اور پناہ کے لئے کوئی مقام نہ تھا۔

اس کے کچھ عرصہ بعد واقعہ بدر پیش آیا، جس میں کفار عدو وعدو ہر اعتبار سے تیاری

کر کے آئے تھے، جب کہ مؤمنین ان دونوں اعتبار سے نہتے تھے، گویا مؤمنین کے حق میں بظاہر اسباب ہی نہ تھے، لیکن مسبب الاسباب نے تقدیر میں اس کو یوم الفرقان لکھ دیا تھا، اور حق و باطل کے درمیان فیصلہ مقدر ہو چکا تھا، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے جاں نثار صحابہ فتحیاب ہوئے۔

اس جنگ میں مشرکین کے صف اول کے افراد اور اکثر سرداران قوم ہی قتل کر دیئے گئے، اور ۷۰ افراد مجموعی طور پر قتل ہوئے اور اتنی ہی تعداد میں قیدی، بظاہر اسباب نہ ہونے کے باوجود اللہ تبارک و تعالیٰ کی قدرت و تقدیر ہی غالب آتی ہے، اور چیزیں اپنے وقت پر وجود میں آ جاتی ہے، کیونکہ وہ علیم بھی ہے اور قدیر بھی، ہر چیز کے بارے میں وجود میں آنے کا علم اسی کو ہے اور وہی تمام چیزوں کو وجود دینے پر قادر ہے۔

چنانچہ دارالعلوم ٹرسٹ اور حاجی موسیٰ ماٹلی والا کے درمیان کچھ دفعات میں اتفاق رائے نہ ہو سکا اور یہی اختلاف دو اداروں کے وجود کا سبب بن گیا، اور درحقیقت یہ اختلاف اہل بھروچ کیلئے رحمت کا سبب بن گیا۔

دارالعلوم ماٹلی والا کا قیام

اس سے پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ پھروچ سے افریقہ میں سکونت پذیر ہوئے قوم کے بھی خواہاں بھی یہاں ادارہ کے قیام کے متمنی اور فکر مند تھے، ان کی آمد و رفت اور مشورے ہوتے تھے، اسی لئے ۱۹۵۵ء میں دارالعلوم کے قیام کی تحریک اٹھی اور کمیٹی بھی بنی، ۱۰ سال سے زائد عرصہ گزر چکا تھا؛ لیکن تقدیر و مشیت ایزدی کہ پھر بھی دارالعلوم قائم نہ ہو سکا تھا، اسباب کی کمی بھی تھی، اس لئے ایک دارالعلوم قائم کرنا بھی مشکل ہو رہا تھا، جب کہ مسبب

الاسباب نے بلا اسباب کے دودارالعلوم کا قیام مقدر فرمادیا تھا۔

چنانچہ ادھر حاجی موسیٰ ماٹلی والا افریقہ سے آئے ہوئے تھے، یہ صاحب ثروت تھے اور دینی درد بھی تھا، بزرگان دین اور اکابرین ضلع بھروچ کی ۱۰ رسالہ محنتیں اور فکروں سے بھی واقف تھے، انہیں یہ علم ہوا کہ عید گاہ روڈ پر واقع ”آدر باغ“ کو اس کے مالکان بیچنا چاہتے ہیں، اور قیمت ۷۰ ہزار کے کم و بیش ہے، چنانچہ انہوں نے اس ٹرسٹ کی ملاقات کی اور آج جہاں دارالعلوم ماٹلی والا واقع ہے وہ حصہ اس پارسی ٹرسٹ سے خرید لیا۔

پندرہ روزہ رسالہ مجاہد نے اس خبر کے ملتے ہی یہ پیغام شائع کیا جو درج ذیل ہے:

”اللہ پاک کے فضل و کرم سے دارالعلوم بھروچ کے قیام میں ترقی

ہو رہی ہے، خدا نہ خواستہ کوئی بات پیش نہ آئی تو منزل اب قریب

ہے، تحصیل بھروچ میں واقع کرماڈ کے مشہور حاتم سخی ”ماٹلی والا

بردھرس“ نے کسی کے تعاون کے بغیر تنہا ہی دارالعلوم کے لئے

لازمی اراضی خریدنے کی پہل کر لی ہے، شہر بھروچ میں پارسی ٹرسٹ

کی مملوک آذر (آدر) باغ، اس کے ارد گرد واقع زمین اور تعمیرات

کی خریداری کے لئے ۶۹,۵۵۱ روپیہ ادا کرنے کی بات رکھی ہے،

اور اس خریداری کے لئے ۵۰,۰۰۰ روپیہ کا ایک چیک (سک) بھی

پارسی ٹرسٹ کے ذمہ داروں کے نام لکھ دیا ہے، اب اس بابت فیصلے

کے لئے ۸/ اگست ۱۹۶۵ کے روز پارسی ٹرسٹ کی مجلس شوری قائم

ہوگی، اس شوری میں کیا فیصلہ ہوگا اس کا ابھی انتظار ہے، خدا کرے

”دارالعلوم بھروچ“ کے بارے میں ایک ٹھوس اور ناقابل انکار

حقیقت کا فیصلہ سامنے آئے۔

حاصل شدہ معلومات کے مطابق ”دارالعلوم بھروچ کمیٹی“ کے ارکان اور ”ماٹلی والا برادران“ کے مابین دارالعلوم کے لئے ضروری گفتگو اور مشورہ ہوا، جو ایک دو دفعات کو چھوڑ کر کامیاب مشورہ رہا، جن ۲ دفعات کی بابت مفاہمت و مصالحت اور اتفاق رائے نہ ہو سکی وہ درج ذیل ہیں:

(۱) ”دارالعلوم بھروچ“ کے بجائے اس کا نام ”ماٹلی والا دارالعلوم“ یا ”کراماٹلی والا دارالعلوم“ ہوگا۔

(۲) مستقبل میں دارالعلوم کمیٹی دارالعلوم کا انتظام نہ سنبھال سکے تب سبھی تعمیرات و جائیداد؛ حتیٰ کہ کمیٹی کی طرف سے تعمیر کردہ تعمیرات بھی ”ماٹلی والا برادران“ کے نام رہے گی، ان املاک پر کمیٹی کا کوئی حق و استحقاق نہ ہوگا۔ (شمارہ بابت: ۱/ اگست ۱۹۶۵ء، ص: ۵)

ایک دو مشورے اور ہوئے:

(۱) ماٹلی والا برادران دارالعلوم کے بجائے یہاں مکتب قائم کریں اور دارالعلوم کنتھاریہ گاؤں میں ۱۰ سال پہلے طے شدہ جگہ پر قائم ہو۔

(۲) اس دارالعلوم کے ارکان شوریٰ ماٹلی والا برادران ہوں گے۔ اس شرط پر دارالعلوم بھروچ کمیٹی نے یہ تجویز رکھی کہ آدھے ارکان شوریٰ ماٹلی والا برادران میں سے ہو، اور دوسرے آدھے ”دارالعلوم بھروچ“ کی کمیٹی سے منتخب کئے جائیں۔

اور پہلی رائے کو بھی حاجی موسیٰ صاحب کی طرف سے رد کر دیا گیا کہ یہاں مکتب قائم کیا جائے؛ بلکہ انہوں نے عزم ظاہر کیا کہ یہاں دارالعلوم ہی بنایا جائے گا اور دوسری دفعہ کہ ٹرسٹ میں ماٹلی والا برادران ہی رہیں گے، اس میں بھی بحث و مباحثہ کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ اس کا حل بعد میں کر لیں گے، پہلے اول الذکر ۲ غیر متفق علیہ (دارالعلوم کے نام اور جائیداد) دفعات پر بحث کریں، یہ بحث و مباحثہ دو مہینہ چلتا رہا۔ (حضرت مولانا کی ذاتی دائری)

رسالہ ”مجاہد“ نے مزید لکھا ہے:

یہ دونوں دفعات اہم ہے، اس لئے ہم ”ماٹلی والا برادران“ کی خدمت میں کچھ باتیں پیش کرنے کی اجازت چاہتے ہیں، بعدہ ان دونوں دفعات پر انہوں نے ان کے الفاظ کے مطابق ”اپنے دل کی بات اور قوم کی آواز“ پیش کی ہے، اور یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ زبان زد ”دارالعلوم بھروچ“ ہے اس لئے یہی نام رکھا جائے، نیز دوسری دفعہ بھی چھوڑ دی جائے تاکہ مستقبل میں خدا نہ خواستہ دارالعلوم چل نہ سکے تو قوم کے بھی خواہ حضرات کوئی دوسرے استعمال میں لا کر قوم کو فائدہ پہنچائے، اور اس خاندان کی سختیوں کی کچھ مثالیں بھی پیش کی ہے۔

مجاہد ہی میں تحریر کیا ہے:

خدا کا بے حد فضل و کرم ہے کہ دارالعلوم کے لئے آدر باغ کی بیج مکمل ہو گئی، اب اس کو اسلامی درس گاہ میں تبدیل کرنے کے لئے

لازمی و بنیادی حکومتی امور کی تکمیل باقی ہے۔

فی الحال اس بنگلہ میں پولیس آباد ہے، ان کا دوسری جگہ رہائشی انتظام کرنے اور اس بنگلہ کو خالی کروانے کی گفتگو و درخواست حکومتی افسران سے کی گئی ہے، جسے افسران نے قبول کیا ہے، اب قلیل مدت میں دارالعلوم کے لئے بنگلہ خالی کر دینے کی بات انہوں نے کہی ہے۔

اس بنگلہ سے متصل وسیع خالی میدان میں مسلمانوں کے لئے مستشفی (ہسپتال) کی تعمیر بھی زیر غور ہے، جس میں مسلمانوں کو دوائیاں اور قیمتی انجیکشن بھی بلا عوض مفت میں فراہم کرنے پر غور کیا جا رہا ہے۔

ہسپتال قائم ہو یہ بہت ہی اچھی بات ہے، یہ بھی رفاه عامہ میں ایک اور عمدہ کام ہے، لیکن علمی درس گاہ کے لئے پرسکون ماحول درکار ہوتا ہے، ہسپتال کی تعمیر سے اس ماحول میں خلل واقع ہو سکتا ہے، لہذا ہسپتال دارالعلوم سے اتنی دوری پر تعمیر کریں کہ پرسکون ماحول میں خلل واقع نہ ہو اور مسلمانوں کی طبی ضرورت بھی پوری ہو تو یہ خوش آئند بات ہوگی۔

اہل ثروت قوم کی ایک آنکھ ہے اور اہل علم دوسری آنکھ، ماٹلی والا برادران نے دین کے لئے لازمی و ضروری بنیاد تیار کر دی ہے، اب تعلیم کے لئے باقی ماندہ انتظام کمیٹی کے حوالے کر دینے کا وسیع

خیال بھی بنالیں تو بہتر ہوگا، اتنا ہی نہیں کمیٹی کے ارکان کی پیش کردہ
تکالیف وسعت قلب وہم دردی سے سماعت فرمائیں تو یہ مفید ہوگا
اور ضلع بھروچ کے مسلمانوں کو بھی کمیٹی کے ارکان کا حتی المقدور
تعاون کرنا چاہئے۔ (مجاہد: ۱ ستمبر ۱۹۶۵ گیارہویں قسط)

ایک المناک حادثہ

اس طرح مدرسہ کے لئے زمین کی خریداری اور کچھ ہی مدت میں تعلیمی سرگرمیوں
کا آغاز کر دیا؛ لیکن ابھی یہ ادارہ اپنے دور طفلی میں تھا اور تین سال بھی نہیں گزرے تھے کہ ۱۷
شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ موافق ۲۹ اکتوبر ۱۹۶۸ء بروز چہار شنبہ کو ہونے والے سالانہ انعامی
جلسہ کے روز بوقت دوپہر مدرسہ ہی میں بانی مدرسہ محترم حاجی موسیٰ صاحب ماٹلی والا علماء
وصلحاء کے حلقہ میں بغیر کسی ظاہری بیماری کے آثار کے عارضہ قلب میں مبتلا ہو کر جو ارحمت
الہی کی طرف انتقال فرما گئے، اور جس چمن کو انہوں نے اپنے خون اور پسینہ سے سیچا تھا؛ اس
کی خدمت کرتے کرتے اسی میں اپنی جان جان آفریں کو سپرد کر دی، انا للہ وانا الیہ
راجعون، بلبل گجرات، محدث کبیر حضرت مولانا احمد اللہ صاحب راندیری رحمۃ اللہ علیہ۔
جو اجلاس میں شرکت کے لئے تشریف لائے تھے اور اس وقت وہیں موجود تھے۔ کی زبان
سے بے ساختہ کلمات نکلے، ”اللہ تعالیٰ نے اس مدرسہ کو قبول کر لیا“۔

بانی مرحوم گویا وہ ریشم کا ایک کیڑا تھا جس نے اعلیٰ مقاصد کے لئے بڑی دھن اور لگن
سے ریشمین تار بنا اور بننا ہی گیا؛ تا آں کہ وہ خود ہی اس کے کام آگیا یا کہتے کہ وہ ایک عشق
آموز پروانہ تھا جس نے اپنی شمع پر سب کچھ نثار کر دیا؛ حتیٰ کہ اپنی متاع عزیز یعنی جان بے

قرار بھی اسی پر قربان کر گیا۔

اے مرغِ سحر! عشقِ ز پروانہ بیاموز
 کاں سوختہ راجاں شد و آواز نیامد
 اور گویا کوئی اس شمع سے بھی کہہ رہا ہے
 گر نہ ترے حضور میں اس کی نماز ہے
 تنہ سے دل میں لذت سوز و گداز ہے
 کچھ اس میں جوش عاشق حسن قدیم ہے
 چھوٹا سا طور تو اور یہ ذرا سا کلیم ہے

اللہ تعالیٰ ان پاکیزہ روح پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے، جنت الفردوس عطا فرمائے اور ان جملہ حسنات و باقیات صالحات بشمول مدرسہ ہذا کو قبول فرمائے اور ان کی اولاد و احفاد اور اہل خاندان کو دین کی خدمت کی زیادہ سے زیادہ توفیق سے نوازے۔ آمین یا رب العالمین!

اتمام فیض

بانی مرحوم نے مدرسہ کی زمین و جائیداد کو خریدتے ہی نیت و زبان سے لوجہ اللہ وقف کر دیا اور اس کی سرکاری دفتری کارروائی کے لئے ضروری کاغذات بھی تیار کر لئے تھے اس دن سالانہ امتحان بھی ہوا تھا، ممتحنین حضرات سے ملاقات کی اور یہ فرمایا: ”دیوبندیت کیا ہے؟ اور بریلویت کیا ہے؟ وہ میں نہیں جانتا، میں تو بس اتنا جانتا ہوں کہ یہاں مسلمانوں کی اولاد قرآن و حدیث پڑھے گی اور دینی علوم حاصل کرے گی، اب میں یہ ادارہ وقف کرنے والا ہوں اور اس کے لئے یہ کاغذات تیار کر لئے ہیں“ اور اجلاس شروع ہوا تو آپ وہاں پہنچے کہ

اسی روز اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلاوا آ گیا و ما تشائون الا ان یشاء اللہ رب العالمین اور اس خدمت کا قعر عقال ان کے فرزند ارجمند محترم حاجی اسماعیل موسیٰ و حاجی احمد موسیٰ بخش (جن کا قدیم عرف ماٹلی والا رہا ہے) کے نام نکلا، اور اس ادارہ کو ۱۷ ارشد و الحجۃ الحرام ۱۳۸۸ھ موافق ۷ مارچ ۱۹۶۹ء جمعہ کے روز باقاعدہ سرکاری چیریٹی آفس میں رجسٹرڈ کرا کے رسمی اور سرکاری طور پر بھی للہ وقف کر دیا، اس طرح اس ادارہ کو ذاتی جاگیر و جائیداد بنائے نہیں رکھا؛ بلکہ اس کے دہانے عوام و خواص کے لئے کھول دیئے گئے؛ تاکہ عامۃ المسلمین بآسانی اس سرچشمہ علم و عرفان سے فیضیاب ہو سکیں۔

فجزاهم اللہ احسن الجزاء و تقبل اللہ منهم صالح اعمالهم

ایک تاریخی موڑ

بنائے مدرسہ کے روز اول سے ۱۹۷۸ء تک تقریباً ۱۲ سال تمام اخراجات اخلاف بانی اسماعیل اور حاجی احمد بخش اور ان کے برادر زادہ حاجی سلیمان یوسف بخش صاحب اپنی جیب خاص سے ادا کرتے رہے اور مدرسہ کا ۱۰۰ فیصدی بار کفالت یہی حضرات اٹھاتے رہے، نشکر اللہ علی مساعیہم الجمیلۃ و صالح اعمالہم، پھر ماٹلی والا خاندان، ارکان شوری، اساتذہ کرام مدرسہ اور خیر اندیشان مدرسہ کی رائے یہ بنی کہ مدرسہ کی مزید خوبی و اسلوبی (توسیع و تحسین) ہو، اس کے دائرہ افادیت کو وسعت دی جائے، طلبہ، اساتذہ و کارکنان کی تعداد میں حسب ضرورت اضافہ کیا جائے، تعلیمی و تعمیری ترقی دی جائے، مگر دوسری جانب یہ بھی مناسب نہیں سمجھا گیا کہ مستقبل کے ان مجوزہ پروگراموں کے تمام اخراجات کا بار عظیم بھی انہی حضرات کے کاندھوں پر رکھا جائے، لہذا یہ تجویز منظور کی گئی کہ جب اس ادارہ کو عامۃ المسلمین کے لئے للہ وقف کر دیا گیا ہے تو عامۃ المسلمین بھی مالی تعاون

اور چندہ سے اس کار خیر میں شریک و سہیم بن جائیں، تاہم بخش برادران نے اپنی سابقہ روایات کو نہ صرف باقی رکھیں؛ بلکہ اس کو مزید ترقی دیتے رہے، اس مفید تجویز اور رائے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ عمل ہوا اور ۱۹۷۸ء کے علاقائی گجراتی اخبارات میں اس کا اعلان اور چندہ کی اپیل شائع کر دی گئی اور اس طرح یہ مدرسہ دارالعلوم دیوبند (جو دارالعلوم ہذا کے سلسلہ سند و استناد کی ایک اہم کڑی ہے) کے نقش قدم اور علمی نیچ پر چلنے کے ساتھ ساتھ ذریعہ آمدنی (چندہ) کے طریقہ کار پر بھی گامزن ہو گیا؛ تاکہ خوف و رجاء کا سرمایہ رجوع الی اللہ بھی حاصل رہے اور امداد غیبی بھی موقوف نہ رہے، اللہ تعالیٰ معاونین کو حسن نیت سے نوازے؛ تاکہ پائیداری کا سامان بھی ہو جائے۔ آمین

عامۃ المسلمین کا مثبت رد عمل

چندہ کی یہ اپیل بجمہ تعالیٰ صدا بصحراء ثابت نہیں ہوئی؛ بلکہ قوم و ملت کے ہر طبقہ نے چاہے امیر ہو یا غریب، کاشت کار و یا مزدور پیشہ، وطن میں مقیم ہو یا غیر مقیم، ملکی ہو یا غیر ملکی، بخش برادری سے وابستہ ہو یا نہ ہو، غرض تمام علم دوست غیور اور خیر حضرات نے سماع قبول سے سنا اور اس پر بکمال جوش و خروش و بصدق دل لیک کہا اور دامے، درمے، سخی، قدمے بہمہ و جوہ بھر پور امداد و تعاون سے بتوفیق الہی نوازا اور نواز رہے ہیں۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

شجرہ علمیہ کی بار آوری

القصہ اس چھوٹے سے پودے نے موسم کی گرمی، سردی، دھوپ، چھاؤں وغیرہ ادوار و مدارج سے گذرتے ہوئے ایک ثابت الاصل تناور گھنے سایہ دار اور پھلدار شجرہ علمیہ کی

صورت اختیار کر لی، جس کی متعدد شاخیں ہیں جو مٹھری اور بار آوری میں کبھی بخل روا نہیں رکھتیں، بلکہ توتی اکلہا کل حین باذن ربھا کا منظر پیش کر رہی ہیں اور اس کی شاخیں اس کے وہ شعبے ہیں جن میں سے بعض تعلیمی ہیں تو بعض انتظامی اور مالیاتی؛ جن کی تفصیلات اگلے صفحات میں پڑھیں گے۔

نصیحت و عبرت

تاریخ تحریر کرنے کے مختلف فوائد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کے مطالعہ سے ہم نصیحت و عبرت حاصل کریں، اگر تاریخ میں کچھ مضرت و نقصانات والے واقعات نقل کئے ہوئے ہوں تو اس سے بچیں اور ذکر کردہ منافع والے واقعات کے حصول کی سعی و کوشش کریں، جیسا کہ ”پیش لفظ“ میں پڑھ چکے۔

چنانچہ تاریخ کے ان اوراق کے مطالعہ سے قارئین کے سامنے ضلع بھروچ کے دینی حالات اور ایسے اوقات میں بھی خواہان قوم و ملت اور علمائے کرام کی جدوجہد آگئی ہے، جس کے نتیجے میں بھروچ میں آج ہم علمی بہار دیکھ رہے ہیں، مدارس و مکاتب کا جال پھیلا ہوا ہے، یہ ہمارے اسلاف کی اخلاف کے لئے دین و ایمان باقی رکھنے کی فکریں ہیں، ان کے احوال ہمیں بھی یہ دعوت دیتے ہیں کہ آج کل کے سماجی و سیاسی حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم بھی اپنی مستقبل کی پود اور نسلوں کے دین و ایمان کی حفاظت و بقاء کے لئے سامان فراہم کریں، اب وقت خواب غفلت میں رہنے اور حالات سے ناواقف رہنے کا نہیں ہے، دیگر مذاہب و ادیان کے مبلغین بیدار اور چست ہیں، اور دوسری طرف مسلمانوں کی صورت حال یہ ہے کہ اپنی اولاد کو ہزاروں کی تعداد میں روپے خرچ کر کے عصری تعلیم دلوا رہے ہیں اور تمام سہولیات کے ساتھ مفت ملنے والی دینی تعلیم کی طرف توجہ نہیں ہے، کہیں دینی ترقی کے بجائے معاشرہ تنزلی کی طرف تو گامزن نہیں ہے؟ کیا ہم ہمارے اسلاف کی محنتوں کو پس پشت ڈال کر

اب اسی زمانہ رسومات و خرافات اور جہالت کی طرف عود کرنے کا خاموش عزم مصمم تو نہیں کر چکے ہیں؟

یہ ابتدائی تاریخ ہے، اس کے بعد تعلیم کا آغاز کب ہوا؟ اس وقت تعلیم کہاں ہوتی تھی؟ وغیرہ احوال ”شعبہ تعلیمات“ میں پڑھو گے۔



شعبہ تعلیمات

مختلف شعبہ جات دارالعلوم

یہاں تعلیم کا آغاز کس طرح ہوا، کب تعلیم کی بسم اللہ ہوئی وغیرہ تاریخی پہلوؤں کو اجاگر کیا جاتا ہے؛ چنانچہ حضرت مولانا اسماعیل صاحب فرماتے ہیں:

اس کے بعد حاجی موسیٰ صاحب نے کچھ ابدالوں کو بلایا (ہمارے علاقہ میں قدیم زمانہ میں ہر گاؤں میں ضروری اعلانات کے لئے کچھ لوگ مقرر ہوتے، جو ہر محلہ جا کر آواز بلند اعلان کرتے، اسی کو ابدال کہتے، یہ ایک برادری کا نام بھی ہو چکا ہے) اور ان کی معرفت قرب و جوار کے قریہ جات منوہر، دیہ گام، ہنگلوٹ، وہالو، کنٹھاریہ جیسے بڑے دیہاتوں میں دف بجا کر یہ اعلان کروایا کہ ۲۵/فروری ۱۹۶۶ء (مطابق ۴/شوال ۱۳۸۵ھ بروز جمعہ) سے دارالعلوم مائلی والا میں تعلیم کا آغاز ہوگا، لہذا جو حضرات اپنی اولاد کو دینی تعلیم دینا چاہتے ہیں وہ ۲۵/فروری سے پہلے اپنی اولاد کا داخلہ منظور کروالیں۔ (حضرت مولاناؒ کی ذاتی دائری)

البتہ اس مقررہ مدت میں طلبہ کی تعداد نہ ہوئی ہوگی، لیکن اس مقررہ تاریخ میں تعلیم کا آغاز نہ ہوا، اس لئے مدت داخلہ بڑھائی گئی اور مارچ کے مہینہ میں بھی داخلہ کارروائی ہوئی ہوگی۔

اس کے بعد پھر اطراف و جوانب کے ممتاز علماء، بطور خاص حضرت مولانا احمد اللہ

صاحب راندیری رحمۃ اللہ علیہ (سابق شیخ الحدیث جامعہ حسینہ راندیر) اور دیگر سرکردہ لوگوں کی رائے اور مشورہ سے ۱۵ ارذوالحجۃ الحرام ۱۳۸۵ھ موافق ۷ اپریل ۱۹۶۶ء کو ابتدائی تعلیم کی بسم اللہ کرائی گئی اور دین کی ایک چھوٹی سی چھاؤنی کی طرح ڈالی گئی۔

چنانچہ تیسری منزل سے موسوم عمارت میں تمام تعلیمی و دفتری امور انجام دیئے جانے لگے، اس عمارت میں ۲۲ بڑے ہال تھے، تقریباً ۱۰ کمرے تھے، اور تین بڑے برآمدے تھے، گراؤنڈ فلور پر درجات عالیہ، دفتر محاسبی، دفتر مہتمم، اسی دفتر مہتمم میں مکتبہ، مطب، پہلی منزل پر درجات تجوید و قراءت و حفظ اور دوسری منزل پر رہائش گاہ تھی، کچھ تنگی کی وجہ سے برآمدوں میں بھی تعلیم ہوتی تھی، خصوصاً انگلش کی تعلیم شروع ہی سے جب تک اس بلڈنگ میں تعلیم جاری رہی برآمدے میں ہی ہوئی، بعد میں درجات بڑھے تو تقریباً یوم تاسیس کے ۸ سال بعد گراؤنڈ فلور میں مغربی سمت میں واقع مواجہہ کا حصہ دارالحدیث قرار پایا۔

اس کے بعد شدہ شدہ طلبہ میں اضافہ ہوتا گیا تو ۱۹۷۲ء میں بنگلہ دیش بلڈنگ میں پہلی منزل پر دو کمرہ طلبہ کے لئے رہائش گاہ بنادیئے گئے اور کچھ سالوں بعد گراؤنڈ فلور پر قدیم مدرس اور مشہور عالم دین حضرت مولانا عبدالحنان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ایک کمرہ دیا گیا جس میں آپ آرام فرماتے تھے۔

نماز کے اوقات میں ”تیسری منزل“ بلڈنگ میں نیچے گراؤنڈ فلور میں جگہ کردی جاتی تھی اور نماز ہو جانے کے بعد پھر معمول کے مطابق درس گاہیں اور دفاتر قائم کردیئے جاتے۔ اسی بلڈنگ میں پہلے اور دوسرے منز لے پر ۴ کونوں میں چار کمرے تھے، ان میں سے بعض کمروں میں اساتذہ کرام رہائش پذیر تھے اور ایک کمرہ میں افریقی طلبہ آباد تھے۔

دارالاقامہ قدیم کے سامنے طلبہ کے لئے ۵/ بیت الخلاء، ۵/ غسل خانے اور ۵/ پیشاب خانوں کا انتظام کر دیا گیا تھا، اور احاطہ دارالعلوم میں جنوبی حصار کے قریب ایک قدیم کنواں۔ جو اس وقت بھی قدیم شکل و صورت میں موجود ہے۔ پر طلبہ کپڑے دھونے پہنچتے تھے، اسی کے قریب میں ایک بڑی واٹر ٹینک ہے جہاں پانی کا ذخیرہ کیا جاتا تھا، اس کے علاوہ ایک کنواں؛ آج کل جہاں پارکنگ ہے، اس کے مشرقی کنارہ پر مطب کے سامنے واقع تھا، یہ کنواں بھی کئی سال تک باقی رہا؛ لیکن اس کا استعمال بہت کم تھا، بالآخر یہ کنواں پاٹ دیا گیا۔ اس کے بعد جیسے جیسے طلبہ میں اضافہ ہوتا گیا، یہ تعمیرات ناکافی ہونے لگی اور نماز کے لئے بھی پریشانی ہونے لگی، بالآخر ۱۳۹۲ھ موافق ۱۹۷۲ء میں ایک وسیع مسجد تعمیر کی گئی، تو اس میں نماز کے علاوہ دوسرے تعلیمی امور بھی ہونے لگے، چنانچہ حفظ کی دودرس گاہیں اور تجوید کی بھی دودرس گاہیں مسجد کے جماعت خانہ میں بھیج دی گئی؛ تاکہ اطمینان سے طلبہ حصول علم میں منہمک رہ سکیں، ششماہی اور سالانہ امتحان بھی مسجد میں ہی ہوتا رہا، عربی سوم سے آخری درجہ تک تمام طلبہ ان امتحانوں میں شریک ہوتے تھے، باقی درجات کے طلبہ کا تقریری امتحان ”تیسری منزل“ میں ہوتا تھا، مسجد میں تحریری امتحان کا یہ سلسلہ مکتبہ بلڈنگ کی تعمیر تک ہوتا رہا، پھر مکتبہ بلڈنگ کی تعمیر ۱۹۹۵ء کے بعد سے اب تک اسی کی تحتانی درس گاہوں میں ہوتا ہے۔

مدرسہ کی حدود اربعہ کی حفاظت کے لئے کچھ ہی سالوں بعد سمنٹ کے ستون اور فینسنگ کا انتظام کیا گیا اور قدیم طرز کے مطابق مدرسہ کی حدود بنائی گئی، لیکن اس میں ستونوں کا ٹوٹنا، اس فینسنگ کے درمیان سے جانوروں کا احاطہ میں داخل ہو جانا اور دیگر پریشانیوں کے پیش نظر فینسنگ نکال دی گئی، اور اس کی جگہ مضبوط دیواریں تعمیر کی گئی، البتہ رقوم کی قلت

کی بناء پر دیواروں کی اونچائی کم رہی، جس کا نقصان ۱۹۹۲ء میں بابر می مسجد شہادت کے بعد پیدا شدہ فسادات میں ہوا، برادران وطن اس کی دوسری طرف سے پٹھر وغیرہ سے حملے کرتے اور دیواروں پر چڑھنے کی کوشش کرتے، لیکن ان دیواروں کے قریب میں طلبہ کی نگرانی کے سبب انہیں خاطر خواہ کامیابی نہ مل سکی۔

اس واقعہ کے بعد جب ملکی حالات معمول کے مطابق ہو گئے اور صرفہ کا معقول انتظام ہو گیا تو چہار دیواری کی اونچائی میں اضافہ کیا گیا؛ تاکہ مستقبل میں انسانوں کے پیدا کردہ حالات کے وقت مدرسہ کی تعمیرات اور اہالیان جامعہ کی حتی الامکان حفاظت ہو سکے، اس کے بعد بقدر ضرورت دیگر تعمیرات وجود میں آئی جس کا ذکر آگے آئے گا۔

اب ذیل میں دارالعلوم ہذا کا مسلک اور مختلف شعبہ جات کی وضاحت کی جاتی ہے۔

دارالعلوم کا سلسلہ سند و استناد

دارالعلوم اسلامیہ عربیہ ماٹلی والا کا سلسلہ حجتہ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ کے قائم کردہ تاریخی ادارہ دارالعلوم دیوبند اور حضرت الامام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فاروقی قدس سرہ سے معنون مدرسہ رحیمیہ دہلی سے گذرتا ہوا معلم انسانیت، ہادی عالم، رسول امی، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صفہ انور تک جا پہنچتا ہے۔

دارالعلوم کا مسلک

اس مدرسہ کا مسلک بعینہ وہی ہے جو دارالعلوم دیوبند کا ہے، یعنی دارالعلوم دیناً مسلم، فرقۃ اہل سنت والجماعت، مذہباً حنفی، مشرباً صوفی، کلاماً اشعریت پسند ماتریدی، سلوکاً چشتی؛ بلکہ جامع سلاسل، فکر، ولی الہی، اصولاً قاسمی، فروغاً رشیدی اور نسبتاً دیوبندی ہے۔

اس ادارہ نے اس طرح دارالعلوم دیوبند سے عملی طور پر علمی الحاق و رابطہ کر لیا، اور ۱۴۱۶ھ میں تحریری طور پر بھی دارالعلوم دیوبند نے طویل مدت کے اس رابطہ کو تحریری شکل دے دی، جس کے الفاظ بعینہ یہ ہیں:

شعبہ دینیات:

ابتداء زمانہ میں احاطہ مدرسہ میں مقیم اساتذہ و کارکنان کے چھوٹے بچوں کی ابتدائی تعلیم کے لئے ایک مدرس مقرر ہوئے، جو روزانہ (علاوہ جمعہ وغیرہ تعطیلات کے) صبح تین گھنٹہ تک ان بچے اور بچیوں کو تعلیم دیتے، جس میں حروف شناسی، ناظرہ خوانی، کتاب خوانی، اردو املاء، مذہبی بنیادی عقائد، اخلاق، رہن سہن کے طریقے، اسلامی تہذیب، طریقہ نماز، ضروری دعائیں اور ابتدائی مسائل وغیرہ سکھائے جاتے ہیں۔

اراکن شوری، منتظمین، مدرسین وہی خواہوں کی نیک تمناؤں و دعاؤں اور عوام الناس کے دینی جذبات، علمی قدردانی اور مدارس سے قلبی تعلق اور تعاون سے تمام شعبوں کے ساتھ ساتھ اس شعبہ میں بھی ترقی ہوئی، طلبہ میں اضافہ ہوا، احاطہ دارالعلوم سے قریب میں بسنے والوں نے بھی اپنی اولاد ناظرہ خوانی و ابتدائی دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیجی؛ البتہ بعد میں علاقوں میں مکاتب کا نظام قائم ہونے کے سبب اب قریب میں بسنے والے دینی بھائیوں کی اولاد یہاں آنے کے بجائے وہیں اپنی سوسائٹی میں تعلیم حاصل کر لیتی ہیں۔

نیز کچھ سالوں کے بعد اس شعبہ کی مزید افادیت اور فیض رسانی میں توسیع عمل میں آئی، لہذا اس میں مزید طلبہ کا داخلہ منظور کیا گیا، اور ۲۰۰۱ء میں کچھ میں زلزلہ آیا، جس نے لوگوں کو دینی اعتبار سے سوچ اور دینی علم میں رغبت پیدا کی، دیگر مدارس اور جامعات گجرات نے بھی کچھ بچوں کی تعلیم کی فکر کی، اس ادارہ نے بھی وہاں کے بچوں کی ہمہ جہتی کفالت

(دینی و ابتدائی دینی تعلیم، نان و نفقہ وغیرہ) منظور کرتے ہوئے تقریباً ۷۰ طلبہ کا داخلہ اس بنیادی شعبہ میں منظور فرمایا، اور اس کے لئے مزید کچھ اساتذہ کی تقرریاں عمل میں آئی۔

آج اس شعبہ میں تقریباً ۱۲۵ طلبہ زیر تعلیم ہے، ان کے لئے ۵ اساتذہ مقرر ہے، جو صبح و شام دو وقت اور مغرب تا عشاء ان کی دینی تعلیم کی فکر میں لگے ہوئے ہیں، اور احاطہ دارالعلوم میں جو اساتذہ مقیم ہیں ان کی اولاد کے لئے بھی صبح تین گھنٹے تعلیم کا نظم ہے، جو ایک استاذ محترم کی نگرانی میں تعلیم حاصل کرتے ہیں، ان طلبہ کے لئے ایک گھنٹی شعبہ تجوید میں جانا اور قرآن مجید کی صحت کے ساتھ خواندگی کی مشق کرنا ضروری ہے۔

ان طلبہ عزیز کے لئے ایک عبادت خانہ کا نظم کیا گیا ہے، جہاں انہیں نمازیں بھی سکھائی جاتی ہے، مسنون دعائیں، آسان کورس وغیرہ یاد کرواتے ہیں، ان کے لئے مستقل دارالاقامہ موجود ہے، ان کے طعام کا انتظام بھی دارالعلوم ہی کرتا ہے، چوں کہ یہ طلبہ ابھی کم عمر ہیں اور کام کاج سلیقہ مندی سے خود نہیں کر سکتے ہیں، اس لئے ان کے کپڑوں کی دھلائی اور صفائی کے لئے بھی مدرسہ کی طرف سے سہولت فراہم کی گئی ہے، یہ طلبہ ہفتہ کے مقررہ دنوں میں اپنے کپڑوں کی لین دین کر لیتے ہیں۔

شعبہ تحفیظ القرآن الکریم:

اس شعبہ میں طلبہ کو تجوید و صحت کے ساتھ قرآن مجید حفظ کرایا جاتا ہے، اس کے لئے کوئی مدت متعین نہیں ہے، طلبہ اپنی استعداد کے مطابق مدت صرف کر کے حفظ کرتے ہیں، عموماً اوسطاً تین سال میں ایک طالب علم حفظ مکمل کر لیتا ہے، اس شعبہ کے طلبہ بالعموم فجر کی اذان سے ایک گھنٹہ پیشتر بیدار ہوتے ہیں اور حفظ میں منہمک ہو جاتے ہیں، اور اوسطاً ۱۸ طلبہ ایک استاذ محترم سے متعلق ہوتے ہیں، اس شعبہ کی تاریخ ابتداء مدرسہ کی تاریخ قیام کے ساتھ ہی وابستہ ہے۔

ابتداء کے ۳ رسالوں کا ریکارڈ محفوظ نہیں ہے، پھر بھی باوثوق ذرائع کے مطابق اس کے اول مدرس حافظ آدم صاحب کنٹھاروی حفظہ اللہ ہیں، انہیں سے درجہ حفظ کی ابتداء ہوئی، چند سالوں میں ایک درجہ میں ۲۵ کے قریب طلبہ کی تعداد پہنچ چکی تھی، اُس وقت کی مجموعی تعداد کا علم نہ ہو سکا۔

شدہ شدہ طلبہ میں اضافہ ہوتا رہا، اس کے مطابق اساتذہ کی تقرریاں عمل میں آتی رہی، فی الحال درجات حفظ کی تعداد ۱۰۰ ہیں، اور ۱۰ مدرسین اس شعبہ سے وابستہ ہیں، طلبہ کی مجموعی تعداد ۲۲۳ ہیں، ان کے لئے مستقل دارالاقامہ ہے، اور ہر کمرے میں اوسطاً ۱۳ طلبہ کے آرام کرنے کا انتظام ہے۔

دن بھر میں ایک گھنٹی (۴۵ منٹ) ان کے قرآن کریم کی صحت کے لئے شعبہ تجوید و قراءت میں مشق کے لئے مختص ہے، نیز بعد العشاء قراءت حضرات کی نگرانی میں آدھا گھنٹہ اس کی مشق کرتے ہیں۔

درس حدیث شریف کا آغاز:

مسلسل تین صدیاں بھر وچ شہر اور ضلع پر ایسی گزریں کہ جن میں حدیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا باقاعدہ درس کسی ادارہ میں نہیں دیا گیا، علم دوست حضرات اس بات کے منتظر اور آرزو مند تھے کہ کب یہ عظیم دور رخصت ہو اور محدث کبیر مولانا محمد اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خزان رسیدہ باغ کی از سر نو چمن بندی کب ہوتی ہے؟ حق سبحانہ و تعالیٰ کا لاکھوں، کروڑوں شکر کہ ”دن گئے جاتے تھے جس دن کے لئے“، آخر وہ مبارک و مسعود دن آ ہی گیا، یہ وقت ہے ۱۳۹۳ھ الموافق ۱۹۷۳ء کا جس میں صحاح ستہ کے منتخبات پر مشتمل حدیث شریف کی عظیم و مستند کتاب مشکوٰۃ المصابیح شریف کے درس کا مدرسہ ہذا میں آغاز ہو گیا، فللہ

الحمد ولہ الشکر یہ سبق مدرسہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ابوالحسن علی صاحب بھگلپوری نور اللہ مقدمہ فاضل دارالعلوم دیوبند سے متعلق تھا اور یہ خوش قسمت طلبہ پالن پور کے تھے، جن کی تعداد ۱۲ تھی۔

دورہ حدیث شریف کا افتتاح:

اس کے اگلے تعلیمی سال میں دورہ حدیث شریف کا آغاز ہوا، اس درجہ کی بخاری، مسلم، ترمذی وغیرہ تمام کتابیں حضرت مولانا محمد ابوالحسن علی صاحب، حضرت مولانا عبد الحنان صاحب بالاساٹھوی اور حضرت مولانا محمد ابراہیم پٹنی صاحب دامت برکاتہم (فاضل دارالعلوم دیوبند) کے متعلق رہی۔

پہلی جماعت کی فراغت سن ۱۹۷۴ء موافق ۱۳۹۴ھ میں ہوئی، اس اعتبار سے ممکن ہے کہ ۶۷-۱۹۶۶ء ہی سے فارسی اول اور اردو جماعت کی ابتداء ہوئی ہوگی، مولانا عبدالغفور صاحب نقشبندی کے دور اہتمام میں یہ مبارک سلسلہ جاری تھا، اس وقت دو مدرس حضرات درجہ عالم و فاضل کے ابتدائی سال اردو و فارسی اول و دوم کی تعلیم و تدریسی خدمات میں مشغول تھے، (۱) حضرت مولانا یعقوب صاحب و لنوی جو بعد میں مہتمم بھی بنائے گئے، (۲) حضرت مولانا یعقوب ولی صاحب صوفی بھروچی، جو درمیان میں کچھ سالوں کے انقطاع کے ساتھ تاحال اس خدمت جلیلہ سے منسلک ہیں۔

شدہ شدہ یہ چھوٹا مدرسہ ترقی کرتا رہا اور طلبہ میں اضافہ ہوتا رہا، اس وقت درجات فاضل و عالم میں ۲۶۸ طلبہ زیر تعلیم ہیں، اور ۴۵ منٹ فی ساعت کے حساب سے ۸۱ ساعات میں یہ طلبہ مختلف اساتذہ کے پاس تعلیم و تدریس میں مشغول رہتے ہیں۔

ان درجات میں تقریباً ۱۷۱ اساتذہ کرام تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

شعبہ تجوید القرآن الکریم واختصاص فی القراءات السبع والعشر

ابتدائی درجات سے عربی چہارم تک کے تمام طلبہ کو ایک ساعت تجوید و قراءت بروایت حفص پڑھنا ضروری ہوتا ہے، جس میں اردو، عربی حفص کا نصاب ترتیل و تدویر اور حد درجہ کے ساتھ مکمل کرایا جاتا ہے اور درجہ عربی چہارم کے سالانہ امتحان میں کامیابی پر سند حفص کے مستحق قرار پاتے ہیں جو دورہ حدیث کی تکمیل پر ان کو فضیلت کی سند کے ساتھ دی جاتی ہے، اس شعبہ کی ابتداء مدرسہ کے شروع ایام سے ہی ہوئی۔

درجہ عربی چہارم کے بعد تین درجات میں قراءت سبعہ و عشرہ کی اختیاری تعلیم کا بھی مدرسہ میں نظم ہے، جس سے مدرسہ کے بعض باذوق طلبہ اور دیگر مدارس کے بعض فارغ التحصیل طلبہ استفادہ کرتے ہیں۔

اس شعبہ کی ابتداء شروع سے ہے، اُس وقت اس درجہ میں تدریس کے لئے ایک استاذ قاری محمد سلیمان صاحب ولنویؒ معروف بہ گھڈیاری کا تقرر عمل میں آیا، حفظ اور درجہ عالم و فاضل کے تمام طلبہ اس شعبہ میں ان سے متعلق رہے، تقسیم اوقات کے مطابق دن بھر میں سب کی مشق و صحت پر محنت کرتے، کچھ مدت کے بعد یہ قانون بنایا گیا کہ اس شعبہ میں روایت حفص کا نصاب مشق کے ساتھ مکمل کرایا جائے اور تکمیل پر سند دی جائے۔

اس کے بعد طلبہ کے اضافہ کے ساتھ ضرورت کے مطابق اساتذہ کی تقرریاں ہوتی رہی؛ چوں کہ ضلع بھروچ میں حفص کے علاوہ دیگر قراءات متواترہ سے عوام الناس ناواقف تھے، اور یہاں ادارہ میں بھی اس کی تعلیم کا انتظام نہ ہو سکا تھا، اس لئے ۱۴۰۲ھ موافق ۱۹۸۲ء میں قاری یعقوب نانچی ولنوی مدظلہ العالی کا تقرر عمل میں آیا، اور ”سبعہ“ کی بسم اللہ ہوئی اور اس وقت کے دونو جوان مدرسین قاری عبدالرشید صاحب بھروچی اور قاری اقبال

صاحب نندیواری مدظلہما کی اوقات تدریس میں سے ۳ گھنٹی فارغ کردی؛ تاکہ دواستاذہ بھی اس فن سے مکمل وابستہ ہو جائے۔

سالانہ امتحان پر قاری یعقوب صاحب نانچی مدظلہ کے استاذ محترم حضرت مولانا قاری ابوالحسن علی صاحب اعظمی مدظلہ (سابق صدر القراء، دارالعلوم دیوبند) کو دعوت دی گئی، انہوں نے امتحان لیا، طریقہ تعلیم اور طلبہ کی محنت پر اطمینان کا اظہار کیا، اور اپنے قیمتی تاثرات اور مشورہ سے بھی نوازا، اور اولین مذکور دو طالب علموں کو ۵ شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ موافق ۶ مئی ۱۹۸۴ء میں قراءات سبعہ کی تکمیل پر سالانہ اجلاس میں سند دی گئی۔

اس کے بعد ۱۴۰۶ء مطابق ۱۹۸۶ء میں ”قراءات عشرہ“ کا آغاز ہوا اور اسی سال قراءات ثلاثہ کا بھی آغاز ہوا۔

آج تک اس شعبہ میں قراءات حفص کے ۳۱۳، قراءات سبعہ سے ۹۱، قراءات عشرہ سے ۴۶ اور قراءات ثلاثہ سے ۷۱ طلبہ مستفیض ہو چکے ہیں۔

شعبہ تدریس الافاء:

اعلیٰ استعداد کے حامل طلبہ کی ایک مختصر سی جماعت (جن کی تعداد ۸ سے متجاوز نہیں ہونے دی گئی) کو اس شعبہ میں مذہب حنفی کے مطابق فتاویٰ نویسی کی مشق کرائی جاتی ہے، اور مراجع فقہیہ اور مجموعات فتاویٰ متداولہ کا گہرائی و عرق ریزی سے مطالعہ کرایا جاتا ہے، اس کا کورس ایک سال کا ہے، ان طلبہ کو معقول وظائف بھی دیئے جاتے ہیں، اس شعبہ کا باقاعدہ آغاز ۱۳۹۹ھ موافق ۱۹۸۹ء سے ہوا۔

اس شعبہ میں کسی بھی ادارہ کے فارغ التحصیل طالب علم کو داخلہ کاروائی کی تکمیل اور امتحان میں کامیابی کے بعد داخلہ دیا جاتا ہے، اس شعبہ میں داخلہ سے پہلے سراجی و حسامی

باب القیاس کا تحریری امتحان اور ہدایہ کا تقریری امتحان لازمی ہے، اگر طالب علم ان کتابوں میں کامیاب ہو جائے تو اس کا داخلہ منظور کر لیا جاتا ہے، داخلہ کے وقت جس ادارہ سے فراغت ہوئی ہو وہاں کی سند اور تصدیق نامہ کی فوٹو کاپی داخلہ فارم میں ملحق کرنا ضروری ہوتا ہے۔

اس شعبہ میں داخل ہونے والے طلبہ کے لئے شرائط کی پاسداری ضروری ہے، جیسے وہ عالم فاضل ہے اس لئے دیگر طلبہ کے ساتھ اختلاط سے گریز کرے؛ تاکہ اس کا وقار باقی رہے، اور اختلاط کی وجہ سے اختصاصی تعلیم کے حصول میں خلل واقع نہ ہو جو اس کا مقصد اصلی ہے، عمدہ اخلاق و خوش گفتار رہے، اپنی وضع قطع اور تہذیب میں شرعی اصولوں پر گامزن رہے، عشاء بعد درس گاہ میں حاضر رہ کر اپنے مقصد کے حصول کے لئے محنت میں لگا رہے، اس کے لئے عربی کتب کا مطالعہ اور حوالہ لکھنا ضروری ہے؛ کیوں کہ فقہ کا وسیع سمندر عربی کتابوں میں مخفی ہے، اور اخیر میں اردو کتابوں کے حوالجات کی اجازت ملنے پر ان کا مطالعہ کرنا اور حوالہ درج کرنا استجابی ہے، اس کو سال بھر میں ۱۲۵ سوالات کے تمزینی جوابات تحریر کرنا ضروری ہے، تاکہ سند کا مستحق ہو سکے۔

دارالافتاء:

اس شعبہ سے ملک اور بیرون ملک سے آنے والے سوالات پر فتوے دیئے جاتے ہیں اور مجامع فقہیہ اسلامک فقہ اکیڈمی آف انڈیا اور ادارۃ المباحث الفقہیہ جمعیت علمائے ہند وغیرہ سے آئے ہوئے سوالناموں پر مقالات مرتب کئے جاتے ہیں، گویا یہ دارالعلوم خواص (طلبہ کی تعلیم کے ساتھ ہی ساتھ) عوام کو گھر بیٹھے ان کے پرسنل، ذاتی اور اجتماعی معاملات میں رہنمائی کا فریضہ بھی انجام دیتا ہے۔

انہی کاوشوں کا نتیجہ آج مطبوع شکل میں نفع عام کے لئے پیش کیا گیا ہے، آج تک جمع شدہ فقہی مقالات میں سے ۴۵ مقالات کا مجموعہ ”دارالعلوم ماٹلی والا کی فقہی خدمات“ سے موسوم کرتے ہوئے ۲ جلدوں میں قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے، اس پر گجرات کے مشہور عالم و مفکر حضرت مولانا عبداللہ صاحب کا پودروی دامت برکاتہم کی تقریظ بھی نظر قارئین کی گئی ہے؛ تاکہ اس فقہی مجموعہ کے فوائد کی نشاندہی ہو جائے۔

ادارہ کے قیام کے بعد لوگوں کا بھی ادارہ سے تعلق قائم ہوا، اس وقت حضرت مولانا ابوالحسن علی صاحب، حضرت مولانا عبدالحنان صاحب جیسے کچھ اساتذہ کرام و عظمیٰ وغیرہ کے لئے بھی تشریف لے جاتے تھے، اس لئے لوگوں کی ان سے پہچان زیادہ تھی، اور ادارہ میں کسی مفتی کا تقرر عمل میں نہیں آیا تھا، اس لئے لوگ ان حضرات سے سوالات پوچھتے رہتے، اور یہ حضرات جواب دے دیتے، لیکن علاقائی گجراتی زبان میں جوابات تحریر کرنے کے لئے مفتی کی ضرورت کا احساس ہو چکا تھا، اس لئے مارچ ۱۹۷۷ء میں مفتی غلام اللہ کاوی صاحب کا تقرر عمل میں آیا، آپ نے یہ فرائض جولائی ۱۹۸۱ء تک انجام دیئے، اس زمانہ میں مفتی صاحب نے جو فتاویٰ لکھے تھے وہ یہاں محفوظ نہیں ہے، مفتی صاحب سے تحقیق کی تو ان کے پاس بھی یہاں تحریر کئے گئے فتاویٰ نہ مل سکے۔

ان کے مستعفی ہونے کے بعد اگست ۱۹۸۱ء میں مفتی احمد یعقوب دیولوی صاحب کو دفتر اہتمام کی جانب سے فتویٰ نویسی کی ذمہ داری سپرد کی گئی، آپ نے یہ ذمہ داری نومبر ۱۹۹۹ء تک نبھائی، اس کے بعد آپ مستعفی ہو گئے، آپ کے اس طویل مدت زمانہ میں لکھے گئے فتاویٰ میں سے ۱۵-۲۰ فتاویٰ ہی مل سکے، ان سے بھی اس سلسلہ میں تحقیق کی گئی؛ لیکن رجسٹر نقل فتاویٰ محفوظ نہیں ہے۔

حضرت مولانا یعقوب صاحب ولنویؒ اور مفتی احمد صاحب مدظلہ کے مشورہ کے بعد حضرت مفتی اقبال صاحب ٹیکاروی مدظلہ آپ کے معین مفتی بنائے گئے، جو تائیں دم فتویٰ نویسی کی ذمہ داری نبھاتے ہیں، آپ کے فتاویٰ کی تعداد تو زیادہ ہے، البتہ مجھے ان میں سے ۱۳۷ دستیاب ہو سکے ہیں، چونکہ آپ کے فتاویٰ بھی مفتی احمد صاحب کے رجسٹروں میں نقل ہوئے تھے، ان رجسٹروں میں ہی آپ کے فتاویٰ بھی ضائع ہو گئے، البتہ جو فوٹو کافی کئے گئے ان میں سے جو دستیاب ہو سکے ان ہی کو شمار کیا ہے۔

۱۹۸۹ء میں تدریب الافقاء کا بھی آغاز ہوا، اس وقت بھی دارالافتاء (فتاویٰ نویسی) کی ذمہ داری مفتی احمد صاحب و مفتی اقبال صاحب مدظلہما کی رہی، جب کہ تدریب الافقاء (مشق و تمرین فتاویٰ نویسی برائے طلبہ) کی ذمہ داری مفتی محمد صاحب آچھودی مدظلہ کے حوالہ کی گئی، اس وقت بھی کوئی آدمی مفتی محمد صاحب کے یہاں پہنچتا یا آپ کے متعلقین و شناساؤں میں سے کوئی آپ سے سوال پوچھتا تو آپ جوابات مرحمت فرماتے تھے، البتہ مفتی احمد صاحب کے مستغنی ہونے کے بعد دسمبر ۱۹۹۹ء سے تدریب الافقاء کے ساتھ دارالافتاء کی مستقل ذمہ داری آپ برابر نبھاتے رہے، جس وقت حضرت شیخ الحدیث مولانا ابوالحسن علی صاحبؒ جوار رحمت میں پہنچے اور آں محترم نے مسند مشیخت کو رونق بخشی، اور دو ساعیات میں اس کی تدریس کے علاوہ تدریب الافقاء کی ذمہ داری کی بناء پر دارالافتاء کی ذمہ داری سے آپ نے معذرت کردی، چنانچہ آپ فتویٰ نویسی کی ذمہ داری سے اگست ۲۰۱۳ء میں علیحدہ ہوئے، آپ کے تمام فتاویٰ رجسٹروں میں محفوظ ہے، اس کی کل تعداد کا علم نہ ہو سکا، ان فتاویٰ پر حضرت نے ترتیب وغیرہ کا اول مرحلہ کا کام اپنے معتمد شاگردوں کے واسطے سے جاری کر دیا ہے، امید ہے کہ جلد تمام مراحل سے گذر کر منصفہ شہود پر آ کر عوام و خواص کے لئے مفید ہوں گے۔

نیز دفتر اہتمام کی طرف سے ستمبر ۲۰۰۸ء میں مولوی عبدالرشید ابراہیم منوبری معین مفتی بنائے گئے، اور حضرت مفتی محمد صاحب آچھودی مدظلہ کی معذرت کے بعد اگست ۲۰۱۳ء سے یہ ذمہ داری مکمل ان کے حوالے کی گئی، جو تاحال اس ذمہ داری کو نبھا رہے ہیں، آج تک جن حضرات مفتیان نے یہاں فتویٰ نویسی کی ذمہ داری سنبھالی ہے اس کا جدول اس طرح ہے:

حضرات مفتیین کے اسمائے گرامی

نمبر شمار	اسمائے مفتیین	ابتداء	انتهاء
۱	ریکارڈ محفوظ نہیں ہے	...	فروری ۱۹۷۷ء
۲	مفتی غلام اللہ ابراہیم صاحب کاوی	مارچ ۱۹۷۷ء	جولائی ۱۹۸۱ء
۳	مفتی احمد یعقوب صاحب دیولوی	اگست ۱۹۸۱ء	نومبر ۱۹۹۹ء
۴	مفتی اقبال محمد صاحب ٹیکاروی	جون ۱۹۸۶ء	فی الحال جاری ہے
۵	مفتی محمد ابراہیم صاحب آچھودی	دسمبر ۱۹۹۹ء	اگست ۲۰۱۳ء
۶	مفتی عبدالرشید ابراہیم منوبری	ستمبر ۲۰۰۸ء	فی الحال جاری ہے

آج تک تحریری شکل میں جو فتاویٰ عوام الناس کو دیئے گئے ہیں، اس کے ۲ حصے ہیں، ایک حصہ وہ ہے جس میں حضرت مولانا مفتی محمد آچھودی مدظلہ (صدر مفتی و شیخ الحدیث) کے فتاویٰ ہیں، اس کو ابھی تک طباعت کی شکل نہیں دی گئی ہے؛ کیوں کہ رجسٹر اندراج نامہ میں اس سوال و جواب کی پوری نقل موجود ہے؛ نیز اس کی ترتیب، تہویب وغیرہ ذمہ داری خود مفتی صاحب نے کچھ حضرات کے حوالہ کی ہے، جیسا کہ اوپر وضاحت کی گئی، اس لئے اس کے ضائع ہونے کا خطرہ درپیش نہیں ہے، البتہ ان کے علاوہ دوسرے جن حضرات کی طرف سے استفتاء کے جوابات دیئے گئے ان کے فتاویٰ رجسٹروں میں نقل نہیں ہوئے ہیں، اور

فوٹو کاپی بوسیدہ اور شدہ شدہ ضائع ہونے کا خطرہ تھا؛ بلکہ کئی ایک فتاویٰ ضائع بھی ہوئے، لہذا باقی ماندہ فتاویٰ کی جو نقلیں موصول ہوئی، اس کو ضائع ہونے سے بچانا تھا، لہذا اس کو تمام ضروری مراحل سے گزار کر آج افادہ خاص و عام کے لئے شائع کیا جا رہا ہے، اس میں حضرت مولانا مفتی احمد دیوبولی اور حضرت مولانا مفتی اقبال بن محمد نیکاروی صاحب بطور خاص قابل ذکر ہیں، ان کے فتاویٰ کی جو نقلیں موصول ہوئی اس کو محفوظ شکل طباعت کی راہ سے دی گئی۔

ان دونوں کتابوں کی مزید تفصیلات آپ شعبہ نشر و اشاعت میں آئندہ اوراق میں پڑھو گے۔

شعبہ انگریزی:

بین الاقوامی زبانوں میں عربی اور فرانسیسی کے علاوہ چوں کہ انگریزی زبان کا بھی شمار ہوتا ہے اور ہمارے ملک ہندوستان پر اپنے سو سالہ دور حکومت میں انگریزوں نے اپنی زبان کی ایک گہری چھاپ چھوڑی ہے، جس کے اثرات بالعموم تمام ہندوستان میں اور بالخصوص جنوبی ہند میں واضح طور پر دیکھے جاسکتے ہیں اور نیز چوں کہ صوبہ گجرات کے باشندوں کے دوسرے صوبوں کے بالمقابل انگریزی اور یورپی ممالک کے ساتھ دعوتی، تجارتی اور پیشہ ورانہ گہرے تعلقات ہیں، اس لئے انگریزی زبان کی اس ضرورت اور افادیت کو مدرسہ ہذا نے بھی شدت کے ساتھ محسوس کیا اور ابتدائی درجات سے درجہ عربی سوم تک کے تمام طلبہ کو ایک گھنٹہ انگریزی پڑھنا لازمی بنایا گیا ہے، جس میں انہیں ایس، ایس سی، (میٹرک) تک کی تعلیم دی جاتی ہے۔

شعبہ خوش نویسی:

ابتداءً اس شعبہ میں فارسی کے دونوں درجوں اور عربی کے ابتدائی دو درجوں کے تمام

طلبہ کو ایک ساعت لازمی طور پر مدرسہ کے تعلیمی اوقات میں خوش نویسی اور املاء کی مشق کرائی جاتی تھی؛ تاکہ طلبہ کا خط اور املاء صاف اور صحیح ہو اور بد خطی کے بدترین عیب سے محفوظ رہیں؛ نیز ان چار سالوں میں جن طلبہ کو فن کتابت سے کچھ مناسبت اور دلچسپی ہو جاتی ایسے با ذوق اور محنتی طلبہ کو اگلے سالوں میں خارجی اوقات میں فن کتابت کی فنی تکمیل بھی کرائی جاتی؛ تاکہ باعزت روزگار کے حصول میں بھی یہ فن مدد و معاون ثابت ہو سکے۔ اس شعبہ کا آغاز ۱۴۱۰ھ موافق ۱۹۹۰ء میں ہوا۔

چوں کہ گرد و پیش کے بدلتے ہوئے حالات، صوبائی و علاقائی حالات، تقاضے، ضرورتیں اور ہر ایک کام کے طریقے میں روز افزوں تغیر پذیری نے اس شعبہ پر بھی اثر کیا، کیوں کہ اب املاء اور خط و کتابت کا پورا کام کمپیوٹر سے ہوتا ہے، اب ہر جگہ دفتری اور حسابی کام بھی اس ٹیکنالوجی پر موقوف ہو گیا ہے، لہذا سن ۲۰۰۸ء سے املاء کی گھنٹی فارسی اول اور فارسی دوم کے طلبہ کے لئے لازم کر دی گئی ہے اور عربی چہارم سے ششم میں زیر تعلیم جو طالب علم کمپیوٹر سیکھنا چاہے اس کو امتحان داخلہ میں کامیاب ہونے پر ظہرانہ تناول کرنے کے بعد ایک گھنٹہ لازمی طور پر کمپیوٹر سکھایا جاتا ہے، اس میں انگریزی، اردو ان تیج میں سال بھر محنت ضروری ہے، سال کے ختم پر اس کا تقریری، تحریری اور پریکٹکی امتحان لیا جاتا ہے، کامیابی کی صورت میں فراغت کے وقت اس کی سند بھی دی جاتی ہے۔

اس سے دوسرا فائدہ حلال و باعزت کسب معاش کا حصول بھی ہے، نیز بدلتے حالات سے واقفیت کے ساتھ ساتھ اس سے صحیح فائدہ اٹھانے کا اہل بنانا بھی، اس لئے کہ اس ٹیکنالوجی سے چشم پوشی کر کے گذر جانا کوئی عقل مندی بھی نہیں ہے، لہذا سن ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۰۰۱ء میں اس شعبہ کا نیک مقاصد کے حصول کی غرض سے حضرت پیر ذوالفقار

نقشبندی صاحب مدظلہ کے دست اقدس سے آغاز ہوا اور ہر سال کم و بیش (۱۵) طلبہ اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

اس شعبہ میں ان بیچ ۲۰۰۰، ڈی ٹی پی، جوہ ورک، ان بیچ اردو، اور جدید انفرمیشن ٹیکنالوجی سے جائز فائدہ حاصل کرنے کے لئے ای میل، ویب سائٹ کی ضروری معلومات سکھائی جاتی ہے، اور سن ۲۰۰۴ء میں جو رپورٹ پیش کی گئی، اس میں اس خیال کا اظہار کیا گیا ہے کہ آئندہ سال سے کمپیوٹر ہارڈ ویئر کا نصاب بھی داخل کیا جائے گا، اور کچھ سالوں بعد اس کی بنیادی تعلیم داخل نصاب کی گئی۔

شعبہ تخصص فی الحدیث الشریف

ناظرہ، حفظ، درجات عالم و فاضل اور شعبہ تخصص فی الافتاء اپنے مقاصد و اہداف میں کامیابی کے ساتھ کئی سال سے جاری ہیں، الحمد للہ علی ذلک، یہاں قرب و جوار میں حدیثوں کے مروج روایتی طریقہ پر تدریس جاری ہے؛ جب کہ حدیث شریف کے متعلقات کی تدریس و تعلیم کا نظم نہیں ہے، لہذا احادیث مبارکہ کی اس نوع کی خدمت کی غرض سے ۱۴۲۷ھ الموافق ۲۰۰۶-۰۷ء میں اس شعبہ کا افتتاح ہوا۔

ابتداء سال میں جامعہ ہذا کے تین فاضل کا داخلہ منظور کیا گیا اور اس فن جلیل کی خدمت کا مبارک سلسلہ جاری ہوا، جس میں روایات کے حالات، ان کے بارے میں جرح و تعدیل، ان کے ضعف و ثقاہت سے قبول حدیث اور عمل بالحدیث پر ہونے والے اثرات، اس باب کی باریک کمزوریاں، حدیث شریف پر ہونے والے قدیم و جدید اعتراضات کے جوابات، اصول الحدیث، مصطلحات الحدیث وغیرہ کا بغور مطالعہ کرتے ہوئے احادیث پر حکم لگانا، ان جیسے دیگر حدیث سے متعلق علوم پڑھائے جاتے ہیں۔

اس کے ساتھ کوئی آدمی استفتاء کی صورت میں کسی حدیث کی وضاحت چاہتا ہے،

تو اس کی تحقیق بھی اس شعبہ سے کی جاتی ہے، اس شعبہ میں ابتداءً حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ”نشر الطیب“ پر تحقیقی کام شروع ہوا جس کی ۴۴ فصلوں میں سے ۲۰ فصلوں پر تحقیقی کام پورا ہو چکا ہے، اور اس کا کام مکمل ہونے کے بعد ابوالحسنات سید عبداللہ بن مولانا سید مظفر حسین حیدر آبادیؒ کی تالیف ”زجاجۃ المصائب“ معروف بہ مشکوٰۃ الحنفی پر تحقیقی کام شروع ہوا، جو کچھ سالوں کی محنت کے بعد گذشتہ سال پورا ہوا، اس کتاب کا تحقیق کے لئے انتخاب مفکر ملت حضرت مولانا عبداللہ صاحب کا پودروی دامت برکاتہم نے کیا، اب اس شعبہ میں تفسیر مظہری میں مذکور احادیث کی تحقیق کا کام اکابر علمائے کرام کے مشورہ کے بعد امسال شروع ہو چکا ہے۔

پہلی کتاب نشر الطیب کی ۲۰ فصلوں کا تحقیقی کام طباعت کے مراحل سے گزار کر خواص کی خدمت میں پیش کیا جا چکا ہے۔

اس شعبہ کے اجراء و افتتاح سے متعلق تفصیلی حالات ”فرحۃ اللیب بتخریج احادیث نشر الطیب“ پر لکھی گئی تقریظات میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

اس کے علاوہ متخصصین فی الحدیث کی ایک کاوش زجاجۃ المصائب کے کتاب العلم تک کی احادیث مبارکہ کی تحقیق مطبوعہ شکل میں خراج تحسین حاصل کر چکی ہے۔

نیز ”فہم مشکلات الحدیث“ میں بھی ان متخصصین کی عرق ریزی اور جہد مسلسل کی جھلک پیش کی گئی ہے۔

آپ ان کتابوں کا تعارف آئندہ اوراق میں پڑھو گے۔
شعبہ تکمیل علوم و فنون:

دارالعلوم میں مختلف تعلیمی شعبہ ذات اور اختصاصی شعبہ ذات جیسے ثلاثہ، سبعہ، عشرہ، افتاء اور حدیث میں اختصاص کامیابی سے اپنے فرائض ادا کر رہے ہیں؛ لیکن تجوید و قراءت

اور فقہ و حدیث کے علاوہ نحو و صرف، منطق اور فلسفہ جیسے دیگر فنون میں طلبہ میں کمی رہ جاتی ہے اور اس کے اختصاصی شعبے یہاں قرب و جوار میں نہیں ہے اور ان فنون میں کمی کی بنا پر تدریسی ذمہ داریوں کے وقت نو فارغ علماء کو وقتیں پیش آتی ہے، اس نقص کی تلافی کے لئے دیوبند، سہارن پور اور ندوۃ العلماء لکھنؤ میں کئی سالوں سے یہ شعبہ قائم ہے، یہاں بھی ان نو فارغ طلبہ کی صلاحیتوں میں نکھار پیدا کرنے کے لئے ۱۳۳۴ھ مطابق ۲۰۱۳ء میں یہ شعبہ قائم کیا گیا، اللہ پاک ان فنون میں بھی طلبہٴ عزیز کو اخلاص و تندہی سے محنت کی توفیق بخش، اس شعبہ کو مقرر اور بار آور بنائے اور مستقبل کی پود کو اس سے خوب فائدہ پہنچائے، اس شعبہ میں داخل ہونے والے کو ۵۰۰ روپیہ وظیفہ دیا جاتا ہے۔

نصاب تعلیم

کسی بھی تعلیمی ادارے میں سب سے زیادہ بنیادی اور اساسی عنصر اس کا نصاب تعلیم ہوتا ہے، جس سے وہاں کے فضلاء کا دینی رخ متعین ہوتا ہے، اور ان کے اسلامی رجحان و مزاج کا اندازہ کیا جاسکتا ہے، دارالعلوم ہذا کے نصاب تعلیم میں تفسیر، اصول تفسیر، حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، افتاء، تجوید، فرائض، کلام، ادب، بلاغت، نحو، صرف، منطق، سیرت، تاریخ و جغرافیہ، فارسی مع ملکھات، اردو مع ملکھات، انگریزی، خوشخطی وغیرہ کے تقریباً ۲۱ علوم و فنون شامل ہیں، جن میں کی اکثر کتابیں منج نظامی یا اس کے مزاج کی ہیں اور بہت کم دوسرے مناج سے لی گئی ہیں۔

یہ ملحوظ خاطر رہنا چاہئے کہ ہر چیز میں تغیر پذیری ایک فطرت ہے، پھر لوگوں کے حالات، پس و پیش کے تقاضے، نئے علوم و انکشافات اور نئی تحقیقات، نئے نئے طریقہ اخذ و حصول دنیا میں چل رہے ہیں، جس سے چشم پوشی ممکن نہیں ہے، نیز صوبائی اور ملکی حالات اور

عوام الناس کے حالات کے اعتبار سے مستقبل کو مد نظر رکھتے ہوئے، ہر ادارہ میں وقتاً فوقتاً نصاب تعلیم میں نظر ثانی کی ضرورتیں محسوس کی جاتی ہے، اور تمام بدلتے حالات، پس و پیش تقاضے، طلبہ کا معیار اور مستقبل کا میدان مد نظر رکھتے ہوئے ہر ادارہ کی طرح یہاں بھی تبدیلیاں عمل میں آنے کے بعد فی الحال درج ذیل نصاب رائج ہے۔

۲۰۰۷ء میں دارالعلوم مرکز اسلامی انگلیشور میں ”مجلس مشاورت برائے تسہیل نصاب“ قائم کی گئی تھی، اس موقع پر مدارس گجرات کے مہتممین و ناظم تعلیمات حضرات کو یہ دعوت دی گئی تھی کہ اوپر ذکر کردہ احساسات اور تقاضہ وقت کے مطابق نصاب میں تبدیلی کب، کیسے اور کیوں کی جائے؟ ان کا حل تحریری مقالہ کی شکل میں پیش کریں۔ دارالعلوم دیوبند سے بھی کچھ اکابرین کو دعوت دی گئی تھی، مدیر جامعہ حضرت مولانا اقبال صاحب دامت برکاتہم نے وہاں نصاب تعلیم کی تسہیل پر درج ذیل مقالہ اور احساسات پیش کئے تھے جس کو مفکر گجرات حضرت مولانا عبداللہ صاحب کا پودروی دامت برکاتہم اور حضرت مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری دامت برکاتہم (صدر المدرسین و شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند) نے بھی بغور سنا اور سراہا تھا، میں بعینہ اسی مقالہ کو قارئین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں تاکہ اس کے بعد پیش کئے گئے ”نصاب تعلیم“ کو سمجھنے میں بھی آسانی رہے۔

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين وعلى

آله واصحابه اجمعين.

اعوذ بالله من الشيطان الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين ولينذروا قومهم

اذا رجعوا اليهم لعلهم يحذرون.

محترم سامعین کرام! تفقہ فی الدین کے لئے عربی بولنے لکھنے کی نہیں بلکہ سمجھنے کی ضرورت ہے اور لیسنڈرو اسے قوم کی زبان، عقائد، روایات اور استعداد سے واقف ہونا ضروری ہے۔

(۱) نصاب تعلیم کا مسئلہ محض نظری نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق ہماری رواں دواں عملی زندگی سے ہے۔

(۲) نصاب تعلیم پر غور کرتے وقت ہمیں ہندوستان کے حالات و ضرورت کا جائزہ لینا ہے، ہمارا مسئلہ آزاد اسلامی ملکوں جیسا نہیں ہے، اس میں مقصد اور ضرورت دیکھنا ہے کہ پڑھنے والے کی عملی زندگی کے مستقبل کا میدان کیا ہوگا۔

(۳) آزادی کے بعد ہمارا بڑا مسئلہ دین اور علم دین کا تحفظ رہا ہے، ہمیں ہندوستان میں ہر سطح کی ضرورت کے آدمی ان درس گاہوں سے ملنے چاہئے، مدرّس، مفتی، محدث اور فنون پڑھانے والے، عربی اردو میں تقریر و تحریر کی صلاحیت والے خطباء، صحافی، امام و مؤذن اور مکتب کی چٹائی پر بیٹھ کر پڑھانے والے کی بھی ضرورت ہے۔

ان ضرورتوں کیلئے ہمیں درس نظامی کے مطابق چلنے والے مدارس ہی زیادہ کامیاب نظر آئے۔ ملت کی زیادہ تر ضرورت (انہی مدارس کی بہت سی خرابیوں کے باوجود) اب تک پوری ہو رہی ہے۔

(۴) قدیم و جدید دونوں کے حاملین پیدا کرنے کی کوشش اب تک ناکام ثابت ہوئی ہے، مولانا یوسف بنوریؒ نے اس کی بہت ساری مثالیں پیش کی ہے اور مولانا مجیب اللہ ندویؒ نے بھی اس قسم کی کوششوں کو سطحی فرما کر لکھا ہے کہ اس سے دینی علوم کی ٹھوس صلاحیت پیدا کرنے سے طلبہ کی توجہ قدرے ہٹ جاتی ہے۔

(۵) فن میں کمال پیدا کرنے والی کتابیں رکھنی چاہیے۔

(۶) تربیت یافتہ مدرس رکھنے چاہئے، معلمین کی تدریب و تربیت ہونی چاہئے۔

(۷) کثرت مضامین سے پرہیز کیا جاوے۔

(۸) افسوس یہ ہیکہ ہمارے مدارس کے علماء کرام انہی کتابوں کا درس پسند کرتے ہیں جن کی اردو شروحات موجود ہوتی ہیں اور اس میں بھی وہی مباحث زیر درس ہوں گے جو شروحات میں ہیں، اس فن کی امہات کتب کو بھول سے بھی ہاتھ نہیں لگائیں گے، انہیں اس فن کی اہم کتب یا جدید عربی شروحات کا پتہ بھی نہیں چلتا یا اس سے دل چسپی ہی نہیں ہوتی۔ رسماً کتاب پڑھادی، فن سے کوئی مناسبت نہیں ہوتی۔

(۹) علامہ یوسف قرضاوی فرماتے ہیں کہ مدارس اور جامعات میں آپ بہتر نصاب تو ضرور پائیں گے لیکن اچھا استاذ آپ کو نہیں ملے گا، اگر کوئی علمی نقطہ نظر سے بہتر بھی ہو؛ تاہم ایمانی قوت و رہنمائی کے لحاظ سے مردہ دل ہوگا، یہاں قطر میں ہمارا اپنا مشاہدہ ہے کہ ہم نے اسلامی علوم میں موضوع کے لحاظ سے بڑی عمدہ کتابیں لکھی تاہم ان کتابوں کو ایسا استاذ میسر نہیں آیا جو انہیں تروتازگی کے ساتھ زندہ جاوید طلبہ تک منتقل کر سکے بلکہ زندہ موضوع کو مردہ بنادیا اور ان کے اپنے جمود سے نصاب کی حرارت کو بھی خاکستر کر دیا۔ (دینی مدارس: ص ۱۱۲)

(۱۰) نصاب پر گفتگو کرتے ہوئے حضرت قاری طیب صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اصل طریقہ تعلیم بدل گیا ہے، قدیم زمانہ کے حضرات اساتذہ ایجاز و اختصار کے ساتھ نفس مطلب عبارت پر منطبق کر کے ذہن نشین کر دیتے تھے، لمبی لمبی تقریروں سے استعداد خراب ہوتی ہے۔ (دینی مدارس: ص ۱۱۱)

نصاب کی تبدیلی کے ساتھ جب تک طلبہ، اساتذہ اور منتظمین میں اپنے مقصد کی دھن نہیں ہوگی یہ تبدیلی کوئی مسئلہ حل نہیں کرے گی، سادگی اور دین کا کام کرنے کی طلب کی وجہ

سے ہی ہمارے بزرگوں نے چھوٹے چھوٹے دیہات میں قلت وسائل کے باوجود زندگیاں وقف کر دی، وہ چیز اب مفقود نظر آتی ہے؛ بلکہ ہر سال فارغین کی اتنی کثیر مقدار کے باوجود مکاتب کوائمہ اور صدر مدرس نہیں مل رہے ہیں، لہذا نصاب کے ساتھ ہم اپنے کو بھی بدلنے کی کوشش کریں، اگر ہمارے اندر اسوۂ نبوی ﷺ اور اصحاب صفہؓ کی زندگی کا ہلکا سا اثر بھی آجائے تو مدرسوں کی دنیا بدل جائے، مطالعہ و تحقیق کا ذوق پیدا ہو، خدمت دین کا جذبہ ہو۔

ان تمہیدی کلمات کے بعد اصل مقصود یعنی نصاب تعلیم کے سلسلہ میں چند معروضات پیش خدمت ہیں۔

﴿ ۱ ﴾ اردو فارسی کے نصاب کی سفارشات

(۱) اردو کے پیچھے محنت کی جائے، مکاتب سے بچے کچے آتے ہیں، اردو کو لازمی قرار دیا جائے، اردو ائمہ اور تحریک کی طرف بھی توجہ دی جائے۔

(۲) فارسی اول، دوم میں مسائل کی آسان کتابیں تعلیم الاسلام، بہشتی شمر، بہشتی زیور وغیرہ بھی رکھی جاوے تاکہ طلبہ عزیز کی نماز وغیرہ صحیح ہو، خاص کر کے تراویح کے موقع پر اس کی ضرورت ہوتی ہے یا جبکہ طالب علم فارسی پڑھ کر تعلیم منقطع کر دے۔ اسی طرح بنیادی عقائد اور سیرت وغیرہ کے مضامین بھی آجائیں۔

(۳) اردو اچھی طرح پڑھے بغیر حفظ کے فوراً بعد عربی اول کا درجہ نہ دیا جائے۔

(۴) فارسی قواعد میں حضرت مولانا مفتی سعید صاحب دامت برکاتہم کی آسان قواعد فارسی حصہ اول و دوم رکھی جائے۔

(۵) گلستاں، بوستاں کے اخلاقیات والے چند ابواب پڑھائے جائیں، اس میں تکرار کے بجائے تدارک کا لحاظ کیا جائے۔

(۶) فارسی اول دوم میں فارسی کتابوں کا نصاب کم کر کے اردو اور عربی کی آسان

کتابیں رکھی جائیں، جناب افضل حسین صاحب کی کتاب اردو زبان کی تعلیم، اسلام کیا ہے؟ اور حیات المسلمین، اردو زبان کی پہلی، دوسری، تیسری ڈابھیل کی مطبوعہ کتابیں زیادہ مناسب ہے۔

﴿۲﴾ عربی نصاب کی سفارشات

نحو و صرف اور ادب و انشاء:-

(۱) ہر فن کی ابتدائی کتاب اردو زبان میں ہو؛ تاکہ بیک وقت حل زبان، حل عبارت اور حل موضوع کا بوجھ سر پر نہ پڑے۔

(۲) عربی کی ابتدائی کتابوں کی زبان فارسی کے بجائے اردو ہو، اس کے بعد عربی میں ہو۔

(۳) عربی نحو کی کتابوں کے انتخاب میں ان کتابوں کو ترجیح دی جاوے جن میں قواعد آسان انداز میں ہوں اور مثالیں زیادہ ہوں، دنیا کی تمام زبانوں کے قواعد (صرف و نحو) مشق اور مثالوں سے پڑھائے جاتے ہیں، تحریر و تقریر کی مشق، عربی میں ترجمانی اور اظہار مافی الضمیر میں جو چیز مفید ہے اس کا لحاظ کیا جاوے۔ نحو قاسمی، آسان نحو، تسہیل النحو، تدریب النحو، مذکرات فی النحو والصرف، تمرین النحو، معجم القواعد العربیہ، النحو الواضح ابتدائی۔ قرآن کریم کی مثالیں بھی دی جاوے، اس کے لئے مفتاح القرآن، محفوظات اور ارشاد الطالبین، النحو القرآنی وغیرہ کتب معاون ثابت ہوں گی۔

(۴) ابتدائی کتب پڑھانے والے اساتذہ کا ذی استعداد ہونا۔

(۵) نحو و صرف اور ادب کی ابتدائی کتب میں لسانیات کو ترجیح دی جاوے اور علوم و فنون کو ثانوی درجہ دیا جائے۔

(۶) عربی زبان و ادب کی تدریس میں عرب ممالک کے ماہرین تعلیم کی جدید تیار

کردہ کتابوں سے مدد لی جائے۔

(۷) انشاء کی مشق کا پی میں لکھوانے کے بجائے درس گاہ میں ہی تختہ سیاہ پر لکھوائی جائے یا زبانی یاد کروائی جاوے، اس میں سبق کم ہوگا لیکن مقصد حاصل ہوگا، ورنہ طلبہ دوسرے کی کاپی میں سے نقل کریں گے۔

(۸) سوال و جواب، تمرینات اور محاورے کے انداز کی کتابوں کو ادب و انشاء میں ترجیح دی جاوے۔

(۹) انشاء اور تمرینات کی کتابیں زمانے کے ذوق اور اسلوب کے مطابق ہوں، تاکہ عرب ممالک کی زبان، محاورات اور اسلوب و طرزِ تکلم و تحریر سے ربط باقی رہے، خلا پیدا نہ ہو۔

(۱۰) بقول حضرت مولانا رابع صاحب دامت برکاتہم ”ادب کی درس و تدریس میں کوئی چچے تلے طریقہ کی پابندی کرنا مشکل ہے، اس میں اصل پڑھانے والے کی کڑھن اور فکر کو بڑا دخل ہے۔“

(۱۱) طلبہ عزیز کو عربی کے بہترین اسلوب والے اصلاحی و ادبی مجلات اور رسائل حل کروانے کی مشق بھی کروائی جائے، حضرت مولانا علی میاں صاحب فرماتے ہیں کہ بقول امیر شکیب ارسلان کے عہد عباسی کا ایک ادیب برسوں میں جتنا لکھتا تھا وہ عصر حاضر کا ادیب و صحافی چند دنوں میں لکھ لیتا ہے، بھائی صاحب کی مدد سے میں نے اخبار پڑھنا شروع کیا اور اس سے جتنا فائدہ، تعبیر اور اظہار خیال میں جتنی قدرت حاصل ہوئی ادب و زبان کی کسی کتاب یا کتابوں سے نہیں ہوئی۔

(۱۲) بلاغت و معانی:- علم بیان میں دروس البلاغۃ کو تلخیص کے بجائے رکھا جائے، مختصر المعانی سے عملی فائدہ کم ہوتا ہے، اس کے بجائے اسرار البلاغۃ علم بیان میں اور دلائل

الاعجاز علم معانی میں جو مختصر المعانی سے بھی قدیم کتابیں ہیں، ان میں فن بلاغت مستقلاً مدوّن کیا گیا ہے اور قواعد کلیہ بیان کئے ہیں، یہ پڑھائی جائیں، بطور مشق کے البلاغۃ الواضحة اور المنہاج الواضح للبلاغۃ اور اردو میں تسہیل البلاغۃ بھی مفید ہے، ابن قیم کی المشوق الی علوم القرآن اور علامہ باقلانی کی اعجاز القرآن بھی بہت اچھی کتابیں ہیں، جن میں قرآنی آیات کو بطور مثالوں کے پیش کیا گیا ہے۔

منطق: منطق میں آسان منطق، مرقات اور شرح تہذیب کافی ہے، اس میں بھی طلبہ کو کتاب کی مثالوں کے علاوہ خارجی مثالوں سے فن کو زندہ رواں دواں شکل میں رائج بتایا جاوے۔

حکمت: قدیم فلسفہ میں معین الفلاسفہ اور ہدایت الحکمت کافی ہے، اس کے ساتھ فلکیات جدیدہ فہم الفلکیات، علم جدید کا چیلنج، عقلیات اسلام، مذہب اور سائنس اور جنرل نالج کے عنوان سے چھپی ہوئی کتابیں مفید ہوں گی۔

عقائد: عقائد میں عقیدۃ الطحاوی، شرح عقائد کے علاوہ دارالعلوم دیوبند سے چھپے ہوئے محاضرات جس میں یہودیت، عیسائیت، ہندو ازم، قادیانیت، شیعیت، رضا خانیت، مودودیت اور غیر مقلدیت کا تعارف کرایا گیا ہے وہ بھی بہت مفید ہے، اسی طرح عرب ممالک سے الادیان والفرق اور الغزو الفکری کے عنوان پر بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں اور الانتباہات المفیدۃ اور عقلیات اسلام کے نام سے اس کی تشریح کی گئی ہے وہ بھی مفید ہوگی۔ مولانا یوسف خان جامعہ اشرفیہ لاہور کی کتاب تقابل ادیان جو دہلی سے شائع ہوئی ہے اس میں اسلام کے علاوہ تیرہ ۱۳ مذاہب کا تقابلی مطالعہ جدید اسلوب میں کیا گیا ہے۔

حضرات اساتذہ کرام کو جدید مغربی فلسفہ، معاشیات، سیاسیات، اصول قانون وغیرہ

سے خود بھی واقفیت رکھنی چاہئے اور طلبہ کو بھی اس سلسلہ کے مضامین پڑھاتے وقت جدید نظریات، ان کے اسلام مخالف ہونے کی صورت میں ان کی تردید، کمزوری، نقصانات وغیرہ بتا کر اسلام کی ہمہ گیری و ہمہ جہتی فوقیت، احکام اسلام کی پختگی وغیرہ سے طلبہ کے ایمان اور علم میں رسوخ پیدا کیا جاوے۔

اب اردو عربی میں بہت سی کتابیں ان مضامین کی آچکی ہیں، جن میں مغربی مفکرین، مستشرقین کے اعتراضات کے جوابات وغیرہ مذکور ہیں، مدارس کے کتب خانہ نیز طلبہ کے دارالمطالعہ میں یہ کتابیں رکھی جائیں۔

فقہ:- فقہ کی کتابوں میں نور الایضاح، قدوری اور ہدایہ میں تبدیلی کی کوئی ضرورت نہیں ہے، علم الفرائض میں مواریت کے عنوان سے شائع ہونے والی کتابوں کے انداز اور مثالوں کو بھی دیکھنا چاہئے، فقہ کی کتابوں کے نصاب کو ترتیب دینے کی بہت ضرورت ہے، ہر کتاب کتاب الطہارت سے شروع ہوتی ہے اور ابتدائی کتابوں میں بھی وہ اختلافات بیان کئے جاتے ہیں جو ہدایہ وغیرہ میں پڑھانے ہوتے ہیں، تکرار سے بچ کر تمام مباحث کے احاطہ کی کوشش کرنی چاہئے، غیر ضروری مباحث سے پرہیز کیا جاوے، اس میں مقدار خواندگی کی تکمیل نہیں ہوتی ہے، حضرت نانوتویؒ کی خصوصی وصیات میں مقدار خواندگی کی تکمیل پر خاص توجہ دی گئی اور حضرت نے تکمیل پر ظاہری و معنوی برکات کی اطلاع دی ہے۔

عربی دوم میں نور الایضاح کے بعد قدوری کے ابواب الزکاح والطلاق پڑھائے جاوے تاکہ عربی سوم میں اصول الشاشی میں خاص و عام کی بحث کی تفریعات و مثالیں آسانی سے سمجھ میں آسکے۔

قدوری میں باب البیوع سے لے کر اخیر تک کے تمام مضامین نفس مسئلہ بیان کرتے ہوئے طلبہ کو پڑھائے جاوے اور مشق کے لئے حضرت مولانا عاشق الہی صاحبؒ کی

کتاب التسهيل الضرورى لمسائل القدورى رکھی جاوے جس میں عربی میں ہی سوال و جواب بہت اچھے انداز میں پیش کئے ہیں۔

ہدایہ کا حق کما حقہ ادا نہیں ہوتا ہے، لہذا عربی چہارم میں شرح وقایہ پڑھانے کے بجائے ہدایہ کو ہی ۶ حصوں میں تقسیم کیا جاوے اور دو حصے عربی چہارم میں، دو عربی پنجم میں اور دو عربی ششم میں رکھے جاوے۔ یہ کتاب کسی ایسے مفتی کو ہی پڑھانے کے لئے دی جاوے جن کو افتاء کی اچھی مشق ہو۔ ساتھ میں ان کو مکلف کیا جاوے کہ نصاب کا اختصار اس لئے کیا گیا ہے کہ آپ کتاب کا حق صحیح ادا کرتے ہوئے طلبہ عزیز کو جدید مسائل سے واقف کرائیں۔ اس کے لئے جواہر الفقہ، فقہی مقالات اور فقہ اکیڈمیوں کے تمام مجلات و فیصلے اور ہدیۃ کبار العلماء (سعودی عربیہ) کے فیصلے اور دیگر کتب فتاویٰ کی مراجعت کرتے ہوئے ہدایہ کے ابواب کے متعلق جدید مسائل سے طلبہ عزیز کو واقف کریں۔ حوالے اور امہات الکتاب نیز جدید فقہ و اصول فقہ سے بھی طلبہ کو روشناس کرائیں۔

عبادات کے مسائل کے علاوہ معاملات، معاشرت، معیشت، بینکنگ، وقف، خطر و اباحت وغیرہ مسائل جن کی کثرت سے ضرورت پڑتی ہے وہ ابواب پڑھائے ہی نہیں جاتے ہیں یا سرسری طور پر ان سے گزر جاتے ہیں، جبکہ دارالافتاء میں اور روزمرہ کی ضرورت میں مفتی حضرات کو ان سے ہی زیادہ سابقہ پڑتا ہے، اسی طرح ہدایہ اول سے پہلے رسم المفتی کو درس میں رکھا جاوے تاکہ طالب علم حنفی مذہب کے طبقات کتب اور فتویٰ کے مدارج کو بھی سمجھ سکے۔ ہدایہ کے درس میں جدید فقہی مباحث پر بھی گفتگو ہو، جس باب کے مناسب جدید مسائل ہوں ان کو وہاں ذکر کیا جاوے، اس کے لئے جواہر الفقہ، فقہی مقالات اور مختلف فقہی اکیڈمیوں کے فیصلے اساتذہ کے پیش نظر ہوں۔

اصول فقہ:- اصول فقہ میں اصول شاشی سے پہلے آسان اصول فقہ یا تسہیل اصول

الفقہ پڑھائی جاوے اور بعد میں اصول شاشی، نور الانوار اور حسامی رکھی جاوے۔ اصول فقہ میں ان کتابوں کے علاوہ قیاس، استحسان، اجتہاد، مصالح، مسئلہ، عرف و عادات، استصلاح، استصحاب، سد ذرائع، تقلید، تلفیق وغیرہ موضوعات کو شامل کرنے کی ضرورت ہے جو فقہ کی تشکیل جدید اور نئے مسائل کے حل کیلئے بنیاد اور ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس کے لئے حضرت مولانا عبید اللہ اسعدی صاحب کی الموجز اور شیخ ابوزہرہ، شیخ خلاف اور شیخ خضریٰ بک کی اصول فقہ اور دیگر بہت سے رسائل مستقل عناوین کے ساتھ عرب ممالک سے شائع ہوئے ہیں۔

فقہ میں اختلافات کی کتابیں:- اصول المسائل الخلافیة، تأسیس النظر (ابوزید بوتی کی) رفع الملام عن الائمة الاعلام (علامہ ابن تیمہ کی) یا حضرت شیخ زکریا کی اختلاف ائمہ ہفتہ میں ایک دن مناسب ہوگی۔

اصول فقہ میں حضرت مولانا عبید اللہ اسعدی صاحب کی الموجز عربی سوم میں اصول الشاشی کی جگہ بہت مناسب ہے، اس میں آسان انداز اور صحیح اسلوب سے اصول فقہ کو ترتیب دیا گیا ہے؛ گویا کتب احناف کا خلاصہ ذکر کیا ہے، تب ہی تو محدث وقت، فقیہ زماں، وکیل احناف حضرت شیخ عبدالفتاح ابوعده اس کے متعلق تحریر فرماتے ہیں: فقد نظرت فی کتاب ”الموجز فی أصول الفقه“ تألیف الأخ الفاضل العالم الثبت المتقن فضيلة الشيخ مولانا محمد عبید الله الأسعدی، أحد نابغی إخواننا علماء الدیار الهندیة، زان الله بهم البلاد، وهدی بهم العباد، فوجدته مختصرًا نافعًا، وميسرًا جامعًا، قد استخلص من كتب أصول الحنفية لبابها، وقربه إلى المستفيدين بأوجز عبارة وأوضحها، مع التوثيق لكل نص والتحقيق لكل بحث ومسألة، بما يفی بالمرام ويتسع له المقام.

فحمِدْتُ له هذا الجهد العلمی المشكور، وهذا السعی المبرور، والله المسئول أن ینفع به وبآثاره، ویقبل منه صالح القول والعمل، ویقیم به الدین، وینفع به المسلمین. (الموجز فی اصل الفقه مقدمة الشیخ عبد الفتاح أبو غدة)

عربی چہارم و پنجم میں نور الانوار اور حسامی کے بجائے اصول بزدوی یا اصول سرخسی (جو دارالکتب العلمیہ بیروت سے تخریج احادیث و تعلیقات کے ساتھ شائع ہوئی ہے) رکھی جاوے تو نہایت ہی مناسب ہے کیوں کہ اس میں بہترین اسلوب میں کتاب و سنت کے دلائل کے ساتھ اصول فقہ کو واضح کیا گیا ہے اور شمس الائمہ سرخسی نے اپنی کتاب المحرر فی اصول الفقہ کو مبسوط (جو پندرہ جلدوں میں ہے اس کے تحریر کرنے) کے بعد لکھی ہے؛ چنانچہ مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں ”فذلك الذی دعانی إلى إملاء شرح فی الکتب الثنی صنفها محمد بن الحسن رحمه الله، باكد إشارة وأسهل عبارة. ولما انتهى المقصود من ذلك رأیت من الصواب أن أبین للمقتبسين أصول ما بنیت علیها شرح الکتب، لیكون الوقوف علی الأصول معیناً لهم علی فهم ما هو الحقیقیة فی الفروع، ومرشداً لهم إلى ما وقع الإخلال به فی بیان الفروع“. (المحرر فی اصول الفقه: ص: ۵)

اسی طرح فقہ اور افتاء میں جزئیات کے ساتھ ساتھ قواعد شرعیہ اور مقاصد شریعت کی بھی کتابیں رکھی جاوے، ہر عالم تو مفتی نہیں ہوگا لیکن وہ کچھ قواعد شرعیہ و مقاصد شریعت سے واقف ہوگا تو اس کی روشنی میں قانون و احکام شرعیہ پر ہونے والے اعتراضات کا تشفی بخش جواب دے سکتا ہے۔

قواعد کے لئے شرح القواعد الفقہیہ، قواعد الفقہ، اسلامی شریعت کا عمومی نظریہ اور شیخ مصطفیٰ زرقاء کی المدخل الفقہی العام اور مقاصد شریعت کے لئے المقاصد العامہ، نظریۃ المقاصد عند الامام الشاطبی وعند الامام ابن عاشور اور مقاصد شریعت وغیرہ

کتابیں ہیں۔ اور اسرار شریعت کے لئے حضرت مولانا مفتی سعید صاحب دامت برکاتہم کی کتاب رحمۃ اللہ الواسعۃ کا پہلا حصہ خاص مفید ہوگا۔

افتاء :- افتاء میں اسلام اور جدید معیشت، اسلامی معاشیات (مولانا سید مناظر حسن گیلانی) اسلام کا اقتصادی نظام (مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی) اور بینکنگ کے نظام وغیرہ کی بنیادی معلوماتی کتابیں پڑھانی چاہئے، ہندوستانی قانون سے بھی افتاء کے طلبہ کو واقف کرایا جاوے، اس کے کچھ اسباق پڑھائے جاوے۔ اسی طرح افتاء میں شیخ ابوزہرہ مصری کی اصول الفقہ یا الشیخ مصطفیٰ الزرقاء کی المدخل الفقہی العام کے منتخبات اور اگر دو سالہ نصاب ہو تو اصول قانون میں مصادر الحق کے منتخبات (جو یورپی اور اسلامی اصول قانون کا موازنہ کرتے ہوئے دونوں اصول سے طلبہ کو واقف کراتی ہے) اس کو بھی داخل نصاب کیا جاوے۔ معاشیات کے لئے حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب کی اسلام اور جدید معیشت و تجارت اور علی گڑھ سے معاشیات، سیاست اور اصول قانون وغیرہ موضوعات پر لکھی ہوئی اردو کی کتابیں بھی بہت مفید ہوں گی۔ افتاء کے طلبہ واساتذہ اس کو مطالعہ میں رکھتے تو بہت فائدہ ہوگا اور جدید مسائل کی تفہیم میں بہت معین ثابت ہوں گے۔

حدیث :- حدیث کی کتابوں میں تبدیلی کا سوال ہی نہیں ہے؛ لیکن ان کے ابواب کی ترتیب قائم کرنا ضروری ہے، تاکہ طالب علم کو تمام اہم ابواب کی روایات کا علم ہو، دورہ حدیث کی کتابوں کے ابواب کی تقسیم کی باتیں کئی سالوں سے چل رہی ہے لیکن اس پر اب تک عمل نہیں ہوا ہے، اکابرین سے گزارش ہے کہ وہ کتاب کے انداز کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کی تقسیم فرمائیں تاکہ ہر استاذ اتنے حصے کو درائیہ پڑھاوے، باقی حصہ روایتی ہو تاکہ کتاب بھی مکمل ہو اور طلبہ تکرار مباحث سے اکتانہ جاوے۔ احادیث میں فقہی مباحث کی رفتار کم کر کے اخلاقیات، عقائد، معاملات، معاشرت اور رفاق کے مباحث کی طرف توجہ

دی جائے۔ حدیث شریف کے طریقہ درس کے سلسلہ میں اعتدال سے کام لیا جاوے
فقہیات کی مقدار اور طریقہ استدلال کے متعلق بھی سوچا جاوے۔

مہاجر مدنی حضرت مولانا بدر عالم میٹھیؒ نے اس سلسلہ میں جو بصیرت افروز کلام
ترجمان السنۃ کے مقدمہ میں لکھا ہے وہ ہم لوگوں کو سوچنے کی دعوت دیتا ہے، حضرت فرماتے
ہیں ”بدستی سے مسلمانوں کا ایک طبقہ جو فقہاء و محدثین کے ساتھ مرتبط تھا اپنے ضیق ماحول،
قصور فہم اور کوتاہی نظر کی وجہ سے ان تصانیف میں وہی کچھ دیکھتا رہا جو اس کے آئینہ قلب میں
نظر آ رہا تھا، اس لئے جب عبادات کا باب شروع ہوتا اس میں بھی خصوصیت سے وہ حصہ جو
مختلف فیہ مسائل سے متعلق ہے تو اس طبقے کے علوم و معارف اور تدقیق و تحقیق کے سمندر میں
متلاطم برپا ہو جاتا، تقریروں میں طول، طبیعت میں روانی اور مزاج میں جولانی پیدا ہو جاتی؛
لیکن جب ان ہی کتب میں اجتماعیات و اخلاقیات، سیاست مدنیہ اور تدبیر منزل وغیرہ کے
باب آتے تو اس بحر متلاطم میں یک قلم جمود طاری ہو جاتا، لبوں پر مہر سکوت لگ جاتی، زبان
پر خاموشی کے قفل چڑھ جاتے اور طبیعت کا وہ تمام جوش و خروش ایسا ٹھنڈا پڑ جاتا گویا اس میں
حرارت کا نام و نشان ہی نہیں تھا۔

ادھر مسلمانوں کا دوسرا طبقہ جو مذہب کو روزِ ازل ہی سے سامانِ درد سہری یا زیادہ
سے زیادہ ایک آئین تہذیب خیال کئے ہوئے تھا اس کو خود تو مطالعہ کی توفیق نہ ہوئی، ہماری
اس غلط روش سے وہ ایک اور غلط فہمی میں مبتلا ہو گیا یعنی ان کتابوں میں عبادات و رسوم یا چند
مسائل کلامیہ و فقہیہ کے علاوہ اجتماعیات و معاشیات کا کوئی باب ہی نہیں ہے اور ہے تو بہت
سطحی بلکہ غیر ضروری اور ان چند در چند وجوہ کی بناء پر وہ اپنی معاشیات و اقتصادیات کے لئے
کوئی دوسری راہ تلاش کرنے پر مجبور ہو گیا۔

ہمیں اس کا بھی اعتراف کرنا چاہئے کہ ان کتب میں جو ابواب و تراجم ایک خاص فضا

اور خاص ماحول میں اہم سمجھ لئے گئے تھے آج بھی ان کو اسی نظر سے دیکھے چلے جانا، وہی جہمیت کی تردید، معتزلہ و خوارج کے ساتھ وہی جھگڑے، صفات کے عین و غیر ہونے کے متعلق وہی فلسفیانہ کاوشیں، پھر قرآن کریم کے مخلوق اور غیر مخلوق ہونے کی وہی قدیم بحثیں زیر تحقیق لائے چلے جانا اور ایک ایسی زمین پر مالکیت و شافعییت کے لئے صف آرائی کرنا جہاں نہ کوئی شافعی ہے نہ مالکی، علم و فکر کے ان مظاہروں کو ہرگز اقتضاء علم نہیں کہا جاسکتا، نہ تو اس کا نام احساس ضرورت ہے اور نہ اس کو صحیح معنی میں اتباع سلف کا نام دیا جاسکتا ہے، اتباع سلف یہ ہے کہ جس طرح امام بخاریؒ نے اپنے وقت کے فنون کے مقابلہ کے لئے کتاب الرد علی الجہمیۃ، حجیت اخبار آحاد، صفات باری اور شئون باری پر مناسب مناسب عنوانات قائم کئے تھے، ان کے قدم بقدم چل کر ہم بھی وقتی مسائل کے لئے مناسب عنوانات قائم کریں، ہمیں اس میں ایک لمحہ کے لئے بھی شبہ نہیں ہو سیکے اگر امام بخاریؒ اس زمانے میں موجود ہوتے تو اپنی مجتہدانہ شان، دقت رسی، دقیقہ سنجی اور امت کی ضرورتوں کے متعلق صحیح نبض شناسی اور دردمندی کی وجہ سے اپنے بابوں، ترجموں اور عنوانوں کا رخ جہمیت و اعتزال کی تردید کے بجائے یقیناً ان ہی مسائل کی طرف پھر دیتے جو ہمارے وقت کے الجھے ہوئے مسائل کہلاتے ہیں۔ (ترجمان السنۃ: ص: ۱۰-۱۱)

حدیث شریف کے درس میں رجال کی جرح و تعدیل، احادیث کی اقسام، ان کے احکام، علوم الحدیث، علل حدیث، قواعد الحدیث اور احادیث پر مستشرقین کی طرف سے ہونے والے اعتراضات کے جوابات، تاریخ حدیث و محدثین کے مختلف ادوار اور حدیثی خدمات کا تنوع وغیرہ مباحث سے طلبہ کو واقف کرایا جاوے۔

اصول حدیث:- اصول حدیث کے سلسلہ میں عرب ممالک میں سب سے زیادہ کام ہوا ہے، اس سے فائدہ اٹھا کر نخبۃ الفکر کے علاوہ اور کوئی کتاب بھی رکھی جاوے تاکہ

مصطلحات، تخریج حدیث، قواعد حدیث اور رجال کے سلسلہ کی بنیادی معلومات یا کم از کم ان کے مراجع کا بھی علم ہو سکے۔

اصول حدیث میں شیخ الطحان کی تیسیر مصطلح الحدیث اور مولانا ظفر احمد عثمانی صاحب کی قواعد فی علوم الحدیث علمائے احناف پر وارد ہونے والے اعتراضات کے جواب کے لئے بہت مفید ہے۔

تفسیر:- تفسیر میں جلالین کے علاوہ مختصر تفسیر ابن کثیر یا احناف کی تفاسیر میں سے مدارک التنزیل رکھی جاوے۔

اصول تفسیر میں صرف الفوز الکبیر کافی نہیں ہے، قواعد التفسیر، علوم القرآن اور دراستہ القرآن کے عنوان سے بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں، ان میں سے کسی کا بھی اضافہ کیا جاسکتا ہے، یا کم از کم حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب کی علوم القرآن اور جزيرة العرب کے منتخبات یا خلاصہ ہی پڑھایا جاوے۔ تفسیر میں صرف جلالین کافی نہیں ہے۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ ہمارے مدارس میں ترجمہ کلام پاک کے گھنٹوں میں لغوی، نحوی، صرفی و بلاغی تحقیقات کے بجائے صرف تفسیری کلام ہوتا ہے، جبکہ اس موضوع پر بھی مستقل کتابیں شائع ہو چکی ہیں، جن کی روشنی میں طلبہ عزیز کو یہ فنی معلومات فراہم کی جاسکتی ہے، ہمارے ترجمہ و تفسیر کے اسباق میں کوئی فرق نہیں ہوتا اور عوامی درس قرآن کی مجلس کی طرح سادہ مضامین بیان کئے جاتے ہیں، اس کے بجائے ترجمہ کے اسباق میں فنی بحث اور صحیح ترجمہ و نشان نزول بتا دیا جاوے اور تفسیر میں سلف کے اقوال تفسیر ماثر سے نقل کئے جاوے، اور جدید اعتراضات کے جوابات دیئے جاوے یہ بہتر ہوگا، معقولات اور فنون آلیہ کو تو معقولات کی روشنی میں سمجھایا جاوے لیکن معقولات کو تو معقولات سے ہی سمجھانا مناسب ہوگا، اس میں منطقی و فلسفی انداز کی تفسیریں مناسب نہیں ہوں گی۔

نصاب کے علاوہ خارج میں کچھ کتابیں اساتذہ کی نگرانی میں رکھی جاوے یا ابتدائی درجات میں ان کو رکھا جاوے، اس میں جغرافیہ کی مختصر کتابیں ہندوستان اور مسلمان، مسلم ممالک، اور جزیرۃ العرب وغیرہ شامل ہیں۔ اسی طرح سیرت و تاریخ کی کتابیں بھی خارج میں رکھی جاوے۔

انگلش کے گھنٹے میں ایک دو دن جنرل نانج سرمایہ معلومات (رفیق محترم مولانا احمد ٹیکاروی صاحب کی کتاب بڑی جامع اور پر مغز ہے) کو رکھا جاوے۔ انگلش کا دارالعلوم ندوۃ العلماء والا کورس رکھا جاوے۔ یا اقراء پبلی کیشنز شکاگو والا کورس جو ممبئی میں ملتا ہے وہ بہت شاندار اور مناسب ہے۔

ہمیں تاریخ، جغرافیہ، معاشیات، اصول قانون، سیاست، انگلش اور معلومات عامہ وغیرہ کی بنیادی کتابیں ہمارے طلبہ عزیز کو پڑھانی ہیں، لیکن اس کو ہمارے درس نظامی کے تابع رکھ کر پڑھائی جاوے، کسی بورڈ سے منسلک ہونا یا تعلیم کی وحدت کے عنوان سے ہمارے طلبہ عزیز کو سرکاری بورڈ کے امتحانات میں شریک کرنا یہ مناسب نہیں ہے، اس کو طلبہ عزیز اپنی دینی ضرورت محسوس کریں، دنیوی ترقی کا زینہ نہ قرار دیں۔

اسکے لئے دعوت و تبلیغ سے منسلک انگلش کے اساتذہ ہمیں میسر آ سکتے ہیں، جو یہ کام دینی ماحول میں حسن و خوبی کے ساتھ انجام دے سکتے ہیں۔ اور رفتہ رفتہ پھر حضرات اساتذہ کرام کی جماعت بھی اس کام کو انجام دے سکتی ہے۔

نوٹ:- حضرت مدیر محترم کا تسہیل نصاب پر مجلس مشاورت میں پیش کردہ مقالہ

ختم ہوا۔

جدول نصاب تعلیم

شعبہ تکمیل العلوم والفنون:

دلائل الاعجاز معہ تلخیص المفتاح، شافیہ، شرح جامی، المقاصد العامہ للشریعة الاسلامیہ معہ اسلام اور جدید معیشت و تجارت و اصول الفقہ، الباعث الحثیث، قواعد الفقہ، سلم العلوم، مشق فتاویٰ نویسی۔

شعبہ تخصص فی الحدیث:

شرح مشکل الآثار معہ مشق قضاء، تخریج الحدیث نشأتہ و منہجیتہ، الباعث الحثیث معہ قفوة علوم الاثر، مشق تخریج الحدیث، شرح علل الترمذی معہ السنۃ و مکاتبتہا فی التشریع الاسلامی، قواعد فی علوم الحدیث۔

شعبہ تدریس الافقاء:

اصول فقہ، اسلام اور جدید معیشت و تجارت، فقہی فیصلے، مقاصد شریعت، قواعد الفقہ، الاشباہ والنظائر، شرح القواعد الفقہیہ، شرح عقود رسم المفتی، سراجی، مشق فتاویٰ نویسی (کم از کم تعداد: ۱۲۵)۔

دورہ حدیث شریف:

مختصر تفسیر ابن کثیر: ۴، بخاری شریف، مسلم شریف، ترمذی شریف، ابوداؤد شریف، ابن ماجہ شریف، نسائی شریف، طحاوی شریف۔

مذکورہ بالا کتابوں میں سے تفسیر میں تفسیر ابن کثیر، حدیث میں صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ترمذی مع شمائل و علل ترمذی اور ابوداؤد بالاستیعاب ختم کرنے کا اہتمام ہے، اور ان کے مضامین، کتب اور ابواب پر پوری بحثیں ہوتی ہیں، جب کہ نسائی میں بیوعات کے ابواب

بالتفصیل پڑھائے جاتے ہیں، جدید بیوعات کی شکلیں بھی سمجھائی جاتی ہے، ابن ماجہ میں اخلاقیات کے ابواب پر زیادہ توجہ مرکوز کی جاتی ہے، تاکہ طلبہ یہ دونوں مضامین بھی اچھی طرح سمجھ سکے، جب کہ عبادت کا تفصیلی بیان اوپر ذکر کردہ کتابیں صحیحین اور سنن ابوداؤد و ترمذی میں آہی جاتا ہے۔

درجہ عربی ششم:

مختصر تفسیر ابن کثیر: ۳، ۲، ۱، مشکوٰۃ المصابیح: ۳، ۲، ۱، ہدایہ: ۵، ۶، نجات العیبر فی مہمات التفسیر۔

درجہ عربی پنجم:

ہدایہ: ۳، مع اصول المسائل الخلافیہ، ہدایہ: ۴، مع اسلام اور جدید معیشت و تجارت، صفوۃ البیان: ترجمہ قرآن کریم (از سورۃ رعد تا سورۃ احقاف) مع عقیدۃ الطحاوی، سراجی مع معین الفرائض و تاریخ المذہب الاسلامیہ، مشکوٰۃ المصابیح: ۱، مع تیسیر مصطلح الحدیث، جدید فلسفہ اور علم الکلام، تقابل ادیان، رد قادیانیت، اصول السرخسی: ۲۔

تفسیر کے اسباق میں مشکل الفاظ کی وضاحت، غرائب کی وضاحت، مشکل الفاظ کی نحوی و صرفی تحقیق اور اعراب کی تحقیق پیش کرتے ہوئے آیات میں ذکر کردہ مضامین سمجھائے جاتے ہیں، اس سلسلہ میں حدیث سے تفسیر مل جائے تو اس کو بھی ضرور ذکر کیا جاتا ہے، اس کے علاوہ تفسیر میں اصحاب خیر القرون کی تفسیر لینے کا اہتمام ہے، ساتھ ہی جدید حالات سے بھی انطباق کی کوشش کی جاتی ہے۔

حدیث کے اسباق میں روایت و درایت دونوں کا خیال رکھا جاتا ہے، روایت پر جرح و تعدیل کے اعتبار سے بقدر ضرورت بحث کی جاتی ہے، چون کہ یہاں تخصص فی الحدیث کا شعبہ بھی قائم ہے اور وہاں اس فن (اسمائے رجال) پر مستقل بحث ہوتی ہے، اس لئے بقدر

ضرورت بحث کے بعد درایت پر توجہ دی جاتی ہے؛ تاکہ نئے مسائل کا طریقہ استنباط، اس سلسلہ میں ائمہ فقہ اربعہ کے اصول استنباط و مذاہب، اسناد میں روایات کے حالات سے قبول و رد پر ہونے والے اثرات وغیرہ ضروری بحثوں سے طلبہ واقف ہوں۔

فقہ میں بھی حل عبارت و تنقیح مسئلہ کے بعد ائمہ ثلاثہ کے دلائل طلبہ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں، اور یہ دلائل حدیث کی کتابوں اور تفسیر میں بھی آجاتے ہیں، بعد میں احناف کے مسلک اور دلائل سمجھانے کی کوشش کی جاتی ہے، البتہ دلائل و مسلک احناف طلبہ کے سامنے اس طرح پیش کیا جاتا ہے کہ دیگر ائمہ کی فقہت، اجتہادی شان اور علمی جلالت، عظمت باقی رہے، نیز آج کل مسائل و حالات بدل چکے ہیں تو اس وقت اکیڈمیوں کے فیصلے اور مسئلہ کی صورت حال سے طلبہ کو واقف کرایا جاتا ہے۔

بلکہ مشکوٰۃ اور اس طرح دیگر کئی کتابیں غیر حنفی علماء کی ہیں، اس لئے دیگر ائمہ کے مسلک و دلائل پیش کرنا ہوتا ہے اور وہ اس طرح پیش کیا جاتا ہے جو اوپر گذرا۔
عام معمول یہ ہے کہ پہلے طالب علم سے عبارت پڑھائی جاتی ہے؛ تاکہ وہ تیاری کر کے آئے، اور اگر کتاب اردو زبان میں ہے تو از اول تا آخر تمام طلبہ کے لئے عبارت پڑھنا لازم ہوتا ہے، اس کے بعد استاذ محترم اس عبارت کے تمام پہلوؤں اور مسائل کو سمجھانے کی اور حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں؛ تاکہ موضوع تشنہ نہ رہے اور پھر اپنی تقریر سے عبارت حل کرتے ہیں۔

درجہ عربی چہارم:

صفوۃ البیان: ترجمہ قرآن کریم (از سورہ فاتحہ تا سورہ یوسف)، ہدایہ: ۱، معہ شرح عقود رسم المفتی، ہدایہ: ۲، موطا امام مالک، دروس البلاغہ معہ موطا امام محمد، اصول السرخسی: ۱، دیوان متنبی معہ جزیرۃ العرب، الادب العربی بین عرض و نقد، الفوائد المشوق الی علوم القرآن الکَریم، خلاصۃ البیان (تجوید)۔

درجہ عربی سوم:

صفوة البیان: ترجمہ قرآن کریم (از سورہ جاثیہ تا ختم قرآن کریم) شرح تہذیب معہ
جمہوریہ ہند کا دستور اساسی، الموجز فی اصول الفقہ، القراءة العربیہ: ۴، المختصر القدوری، شرح
قطر الندی، المقدمة الجزریہ (تجوید) انگریزی۔

درجہ عربی دوم:

ہدایۃ النحو، تدریب النحو، الفقہ المیسر، قدوری (باب النکاح والطلاق)، القراءة
العربیہ: ۳، تیسیر المنطق معہ مرقاۃ، علم الصیغہ (عربی) معہ دروس خاصیت، فوائد مکملہ ومعرفۃ
الرسوم (تجوید)، انگریزی۔

درجہ عربی اول:

الدروس النحویہ معہ شرح مائۃ عامل، تدریب الصرف، معلم الانشاء: ۱، معہ قصص النبیین
: ۲، الطریقۃ العصریہ: ۲، مقرر السیرۃ النبویہ، القراءة العربیہ: ۲، جامع الوقف (تجوید)
انگریزی۔

درجہ فارسی دوم:

گلستاں سعدی معہ الدروس التصریفیہ: ۱، بوستاں سعدی معہ قصص النبیین: ۱، بین
الاقوامی اسلامی جغرافیہ معہ الدروس التصریفیہ: ۲، تمرین الصرف معہ الطریقۃ العصریہ: ۱، جدید
عربی ایسے بولنے، کتابت والملاء، جمال القرآن (تجوید)، انگریزی۔

درجہ فارسی اول:

چہل سبق معہ اسلام کیا ہے؟ دین کی باتیں: ۱، ۲، آسان فارسی قواعد معہ اسلامی
جغرافیہ معہ تاریخ و شہریت، آمدن سی لفظی و کریمہ معہ ہماری بادشاہی، کتابت والملاء، مفتاح

التجويد (تجوید)، انگریزی۔

نوٹ:- سابق اوراق میں پیش کردہ مقالہ میں ہدایۃ الحکمت و معین الفلسفہ کی بحثوں کی طرف اشارہ کیا جا چکا ہے، اس کے علاوہ حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی صاحبؒ کی بصیرت افروز عبارت گزر چکی ہے، اسی کو مد نظر رکھتے ہوئے جدید فلسفہ اور علم الکلام کے بارے میں درج ذیل عبارت پیش خدمت ہے۔

مدارس کے نصاب میں یونانی فلسفہ کی دو کتابیں ہدایت الحکمت اور اس کی شرح میبذی یا ہدیہ سعیدیہ پڑھائی جاتی ہیں، اس میں بہت سی باتیں کافی مفید ہیں، لیکن کچھ اباحت جدید فلسفہ اور سائنسی تجربات و مشاہدات کی وجہ سے اپنی افادیت کھو چکی ہیں، اسی طرح کچھ افکار کا اب موجودہ دنیا میں کوئی قائل ہی نہیں رہا ہے، دوسری طرف یورپ کی نشاۃ ثانیہ نے جدید افکار و تمدن نظریات کی بھرمار لگا دی ہے، لہذا ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ جدید فلسفہ سے ہمارے طلبہ عزیز واقف ہوں کیونکہ لادینی نظام تعلیم میں نیوٹن اور ڈارون کے لحدانہ خیالات ہی پڑھائے جاتے ہیں، ہمارے طلبہ عزیز و علمائے کرام کو غیر مسلم یا مسلمان تعلیم یافتہ حضرات سے جب سابقہ پڑتا ہے تو اسی قسم کے اشکالات کا سامنا کرنا ہوتا ہے۔

ہمارے طلبہ یورپی و اسلامی فکر کا اعتقادی و تاریخی فرق نہیں جانتے ہیں، اسی طرح اس جدید فلسفہ کے افکار و نظریات کی بنیادی وجوہات سے بھی ناواقف ہوتے ہیں لہذا ان کے لئے تعلیم یافتہ حضرات کا جواب دینا مشکل ہو جاتا ہے۔

اس لئے جدید فلسفہ و فکر کی اعتقادی، تاریخی و سائنسی حقیقت کو ملحوظ رکھتے ہوئے مختلف جدید و قدیم کتابوں سے کچھ مضامین، ان کے اشکالات کے ساتھ ساتھ عصری زبان میں ان کے جوابات (جدید علم کلام) پر مشتمل مجموعہ ”جدید فلسفہ اور علم الکلام“ نصاب میں داخل کیا گیا، اس سے پہلے معین الفلسفہ اور ہدایۃ الحکمت داخل نصاب تھی۔ (جدید فلسفہ اور علم الکلام)

اسی طرح کے احساسات کو مد نظر رکھتے ہوئے مدارس میں نصاب میں تبدیلی کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے، یہاں بھی انہی احساسات کو مد نظر رکھا گیا ہے۔

اوقات تعلیم برائے طلبہ :

ابتداءً ایام تعلیم میں ۶۰ منٹ کے صبح میں ۴ گھنٹے اور شام میں دو گھنٹے پڑھائی کے لئے مخصوص تھے، اس کے بعد تقریباً ۲۰۰۲ء میں بعد الظہر کے ساعات میں تبدیلی ہوئی اور ۴۰ منٹ فی ساعت کے حساب سے ۳ گھنٹی تعلیم ہونے لگی، بعدہ ۱۴ شوال المکرم ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۵ اکتوبر ۲۰۰۷ء سے دن بھر میں ۴۵ منٹ فی ساعت کے حساب سے ۸ گھنٹی میں تعلیم ہونے لگی۔

جن میں طلبہ اساتذہ سے باقاعدہ باادب دریوں پر بیٹھ کر اپنی اپنی درس گاہوں میں تعلیم پاتے ہیں، صبح ۵ گھنٹوں میں سے پہلے تین گھنٹے کے اختتام پر چائے پانی اور استنجاء سے فراغت کے لئے ۱۵ منٹ کا وقفہ رہتا ہے، مغرب اور عشاء کے درمیانی وقت میں جمعہ کی اگلی رات کو چھوڑ کر ہفتہ کی بقیہ چھ راتوں میں تمام طلبہ بعض اساتذہ کی زیر نگرانی اپنی اپنی درس گاہوں میں بیٹھ کر دن بھر کے پڑھے ہوئے اسباق کا حفظ، تکرار اور مذاکرہ کرتے ہیں اور اگلے دن کے لئے مطالعہ وغیرہ تیاریوں میں مصروف رہتے ہیں اور عشاء کے بعد آدھ گھنٹہ تجوید و قراءت کی مشق کرتے ہیں، اس کے بعد اپنے طور پر محنت و مطالعہ میں مشغول ہوتے ہیں۔

اوقات تعلیم برائے اساتذہ:

اساتذہ کے لئے: صبح و شام کے کل آٹھ تدریسی گھنٹوں میں سوائے اساتذہ حفظ کے تقریباً تمام ہی اساتذہ کے لئے کم از کم دو گھنٹی اور زیادہ سے زیادہ ۳ گھنٹی فارغ رہتا ہے،

جس میں ان کے متعلق کوئی تدریسی یا انتظامی کام نہیں رہتا ہے، ان خالی گھنٹوں میں وہ درس گاہوں میں مطالعہ اور ذاتی علمی کام کر سکتے ہیں۔

ذریعہ تعلیم:

مدرسہ کی تدریسی زبان اردو ہے، جسے ہندوستان؛ بلکہ برصغیر کے تمام علاقوں اور صوبوں کے باشندے باسانی سمجھ لیتے ہیں۔

مادری زبان جیسی ہی حیثیت اردو زبان کو بھی حاصل ہے، چنانچہ گجرات میں جمعہ کے دن جو وعظ ہوتے ہیں، وہ اردو زبان میں ہوتے ہیں، ایسے ہی دیہاتوں میں واقع مدارس کے اجلاس میں پروگرام اور وعظ بھی اردو زبان میں ہوتے ہیں، دعوت و تبلیغ کے ذمہ داران و اصحاب گاؤں گاؤں مساجد میں جو بات پیش کرتے ہیں، وہ بھی اسی زبان میں ہوتی ہے۔

اس زبان سے مدارس میں آنے والے طلبہ کو پہلے ہی سے یک گونہ انسیت پیدا ہو چکی ہوتی ہے، اس لئے اس زبان کو گجرات میں بھی غیر معمولی اہمیت حاصل ہو چکی ہے، اپنی بات سمجھانے اور دوسروں کو سمجھنے کا فطری اور موثر ذریعہ یہی زبان ہو گئی ہے، نیز ہمارا بیشتر علمی و ادبی سرمایہ اور دینی لٹریچر اسی زبان میں ہے، اس لئے اساتذہ کی تقریر و تدریس اردو زبان میں ہوتی ہے، اور یہی زبان پورے ہندوستان کے اداروں میں رائج ہے، اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ہندوستان میں علمی مسائل جس آسانی سے مادری زبان یا اردو زبان میں سمجھ میں آ سکتے ہیں اور حافظہ میں محفوظ رہ سکتے ہیں، وہ دوسری زبان میں کم ہے یا ممکن ہی نہیں، اور اداروں میں اردو زبان کی تعلیم ہی سے اس زبان کو ترقی ملی ہے، اگرچہ مرکزی حکومت نے اردو زبان کی ترقی کے لئے بورڈ قائم کیا ہے، لیکن اسباب فراہم نہیں کئے، جب کہ ہندوستان بھر کے مدارس اس زبان کی تعلیم دیتے ہیں تو اس سے اردو زبان کو حیات نو اور ترقی مل رہی ہے۔

نظام الاوقات

بچوں کی تعلیم و تربیت کا بہت کچھ انحصار موزون نظام الاوقات پر ہے، کیوں کہ اس کی وجہ سے:

- ✽ تعلیم و تربیت کا کام نظم و ترتیب سے ہوتا ہے۔
- ✽ وقت ضائع نہیں ہوتا، محدود وقت میں کافی کام ہو جاتا ہے۔
- ✽ ہر ضروری مضمون اور مشغلہ کو ضروری وقت مل جاتا ہے اور کوئی بھی نظر انداز نہیں ہوتا۔
- ✽ کام متوازن ہوتا ہے۔
- ✽ وقت کی پابندی، اس کی قدر و قیمت کا احساس، محنت، انہماک اور ترتیب سے کام کرنے کا سلیقہ آتا ہے۔
- ✽ طلبہ ہمہ وقت مصروف رہتے ہیں، لہذا نظم و ضبط برقرار رہتا ہے، مصروفیت کے باعث شرارتوں اور مستی مذاق کا موقع نہیں ملتا۔
- ✽ طلبہ اور اساتذہ کرام کو علم رہتا ہے کہ فلاں گھنٹے میں کیا کرنا ہے، چنانچہ پہلے سے ہی ضروری تیاری کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔
- ✽ انتظامیہ اور دیگر ذمہ داران ادارہ کو ہر وقت اس بات کا علم ہو سکتا ہے کہ کس درجہ کے طلبہ کہاں اور کس کام میں ہوں گے۔

بہر حال ہر ادارہ میں نہ کوئی نظام الاوقات ہوتا ہے، جس کے مطابق اس ادارہ میں تعلیم و تربیت کا کام انجام دیا جاتا ہے، اس لئے جو امور قابل لحاظ ہو سکتے ہیں ان کو مد نظر رکھتے ہوئے ہر ادارہ میں جس حد تک ممکن ہو معیاری نظام الاوقات بنانے کی کوشش کی جاتی

ہے؛ تاکہ اس کے مطابق عمل ہو جس سے تعلیم و تربیت زیادہ سے زیادہ موثر ہو سکے۔

چنانچہ یہاں بھی ابتداء سال میں ایک چارٹ تیار ہوتا ہے، جس میں اساتذہ کرام کے نام اور ان سے متعلق کتابیں درج ہوتی ہے، جس ساعت میں جو کتاب ہوتی ہے وہ لکھ دی جاتی ہے، جو ساعت مطالعہ کے لئے خالی رکھا جاتا ہے، اس میں ”خ“ لکھ دیتے ہیں اور اسی سے ہر ایک استاد کے نام ایک کاغذ روانہ کر دیا جاتا ہے، جس میں ان سے متعلق کتب اور ساعت کی تفصیل درج ہوتی ہے اور بڑا چارٹ طلبہ کی سہولت کے لئے آویزاں کر دیا جاتا ہے۔

کتب خانہ و دارالمطالعہ

کسی بھی تعلیمی درس گاہ کی روح اور جان اس کا کتب خانہ ہوتا ہے، جو اس کی حیات و روحانی کا ذریعہ اور سبب ہوتا ہے، جو ایک جو یائے علم کو ایسی غذائے عقلی اور زاد روحانی کا کام دیتا ہے جس سے اس کے احساسات اور معلومات میں وسعت اور گہرائی آتی ہے اور جہالت کی ظلمتیں چھٹ کر علم و عرفان کی نورانیت پھیلتی ہے۔

اساتذہ کو اپنی تدریسی صلاحیت بڑھانے، معلومات میں وسعت پیدا کرنے، توضیح و تشریح میں مدد لینے اور حوالہ جات کے لئے بھی کتب کی ضرورت پڑتی ہے، اسی طرح طلبہ کو بھی معلومات میں وسعت پیدا کرنے، ذخیرہ علم میں اضافہ کرنے، مطالعہ کی قوت و فہم پیدا کرنے، غور و فکر اور خیالات میں بلندی پیدا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے؛ تاکہ اظہار خیال کی قوت پیدا ہو، دوسروں کے خیالات و نظریات کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہو۔

انبیاء، علماء، مشائخ اور دانشوروں کے اس ترکہ اور میراث کی اہمیت اور افادیت اس مدرسہ نے پہلی ہی سے محسوس کی ہے؛ اگرچہ ابتداء میں اس کی حیثیت معمولی رہی؛ مگر بعد میں اس پر کافی توجہ اور زور رکھ کر صرف کیا گیا۔

اس لئے رسائل و مجلات بھی منگوائے جاتے ہیں، جو گجراتی، اردو، عربی تینوں زبانوں سے متعلق ہوتے ہیں، اور ملک و بیرون ملک سے معیاری کتب کی خریداری بھی ہر سال ہوتی رہتی ہے، طباعت کی سہولتوں اور تعلیم کی توسیع کے باعث بری بھلی ہر طرح کی کتابیں طبع ہو کر مارکیٹ میں آرہی ہے، اس لئے کتب کے انتخاب میں احتیاط سے کام لیا جاتا ہے، پاکیزہ، معیاری اور مفید کتابیں خریدی جاتی ہیں۔

اور اب الحمد للہ! دن بدن کتابوں کی آمد اور افزائش کی وجہ سے اس کے نظام کو بہتر اور سہل و آسان بنانے کی غرض سے ۱۹۹۲ء سے دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے، ایک مکتبہ دراسیہ (درسی کتب خانہ) اور دوسرا مکتبہ عامہ (غیر درسی کتب خانہ)۔

مکتبہ عامہ (غیر درسی کتب خانہ):

۶۶×۱۸ فٹ کے رقبہ کے ہال میں عربی، اردو، فارسی، گجراتی اور انگریزی تقریباً بیس ہزار (۲۰۰۰۰) مطبوع و مخطوط کتابوں کا قیمتی ذخیرہ موجود ہے، اس مکتبہ کی زیادہ تر کتابیں نئی اور غیر ملکی مطبوعات ہیں، جس میں بطور خاص تفسیر و حدیث، فقہ، اصول فقہ و ادب عربی کا سرمایہ قابل ذکر ہے، اس سے اساتذہ و طلبہ اور اسکالرمستفیع ہوتے ہیں۔

اس ہال میں مکتبہ عامہ کی تعمیر تک مکتبہ باقی رہا، لیکن ادارہ میں طلبہ کا اضافہ، نئے شعبوں کا قیام، اس کی وجہ سے بڑھتے ہوئے تقاضے، جدید جدید تحقیقات کے ساتھ عصری مسائل پر مشتمل کتابیں مارکیٹ میں آنا، ادارہ کی بڑھتی ضروریات وغیرہ امور کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک بڑا ہال تعمیر کیا گیا۔ (اس کا رقبہ اور دیگر ضروری تفصیلات تعمیرات میں پڑھو گے)

اب کتابیں مستقل عمارت میں رکھی گئی ہے، اس میں ۳ حصے کئے گئے ہیں، ایک طرف ۱۰×۱۰ فٹ کے رقبہ میں شیشہ کی الماریاں بنوا کر مخطوطات رکھے گئے ہیں؛ تاکہ

زائرین و مستفیدین کے لئے تلاش آسان ہو۔

دوسرا ایک ٹکٹ حصہ انعامات کی کتابوں کے لئے مختص کیا گیا، اور باقی دو ٹکٹ حصہ کتب عامہ کے لئے خاص ہے، اس میں تقریباً ۲۵۰۰۰ کتابیں ہیں، تلاش اور مطالعہ میں سہولت کے لئے درج ذیل ۲۴ رفون میں تقسیم کی گئی ہیں۔

(۱) تجوید و قراءت (۲) تفسیر (۳) حدیث (۴) اسمائے رجال (۵) اصول فقہ (۶) فقہ عربی و اردو (۷) ادب عربی و اردو (۸) عقائد و کلام (۹) سیرت (۱۰) حالات و سوانح (۱۱) تاریخ و جغرافیہ (۱۲) لغت (۱۳) نحو و صرف (۱۴) خطبات و مواعظ (۱۵) طب (۱۶) فلسفہ (۱۷) منطق (۱۸) تصوف و سلوک (۱۸) اسلامیات (۱۹) فہارس (۲۰) متفرقات (۲۱) گجراتی و ہندی (۲۲) انگلش (۲۳) رسائل و مجلات۔

چوں کہ ادارہ کا اصل مقصد دینی علوم کی اشاعت اور تبلیغ دین ہے، کتابوں کی ضرورت غیر منتہی کو مد نظر رکھتے ہوئے اب کئی سالوں سے ارکان شوری نے خطرہ رقم کتابوں کی خریداری کے لئے مختص کر دی ہے، اس وجہ اب خریداری میں مزید آسانی ہو گئی ہے، ہندو بیرون ہند سے کثیر تعداد میں کتابیں ہر سال خریدی جاتی ہے۔

مکتبہ دراسیہ:

اس مکتبہ میں جس کا رقبہ پہلے ۲۲ x ۱۸ فٹ تھا، کتابوں کی خریداری میں اضافہ اور طلبہ کی زیادتی کی وجہ سے یہ ہال تنگ محسوس ہو رہا تھا، لہذا تقریباً ۱۵ سال قبل اس کے لئے دوسرا بڑا ہال تجویز کیا گیا، جس کا رقبہ ۳۵ x ۱۸ ہے، اس مکتبہ میں مدرسہ میں رائج نصاب تعلیم کی ۱۰۰۰۰ کتابوں کا بیش قیمت ذخیرہ موجود ہے، یہاں سے مدرسہ میں داخل تمام ہی طلبہ کو داخلہ کے فوراً بعد ایک تعلیمی سال کی مدت تک کے لئے درسی کتابیں بوعہ واپسی مستعار دی جاتی

ہیں، اور سال کے اختتام پر یا کسی طالب علم کی مدرسہ سے تعلیم منقطع ہونے کی صورت میں واپس جمع کر لی جاتی ہیں۔

امتحانات:

جانچ اور جائزہ کے لئے مدتوں سے امتحانات کا طریقہ رائج ہے، جیسا کہ ہم سب اس سے واقف ہیں، امتحانات میں طلبہ کو دور دور بٹھا کر انہیں سوالات کا پرچہ دے دیا جاتا ہے، مقررہ وقت میں انہیں سوالات کے جوابات لکھنے کے پابند بنائے جاتے ہیں، اس دوران طلبہ کی کڑی نگرانی کی جاتی ہے، وقت ختم ہونے پر جوابات کی کاپیاں نگرانِ امتحان کے حوالے کر دی جاتی ہے، اس کے بعد جانچ کے مرحلہ میں اس پر نمبر درج ہوتے ہیں، جن سے طلبہ کی کامیابی و ناکامی کا فیصلہ ہوتا ہے۔

یہ امتحان داخلی اور اندرونی ہوتا ہے، یعنی سارا انتظام ادارہ خود کرتا ہے، ان میں پرچے بنانا، کاپیاں جانچنا، کامیابی و ناکامی کا فیصلہ کرنا وغیرہ سب اختیار اساتذہ و انتظامیہ کو ہوتا ہے، یہ امتحان ششماہی اور سالانہ ہوتے ہیں۔

ہاں، جو طلبہ حفظ قرآن مجید کی سعادت سے بہرہ ور ہو رہے ہیں، ان کا امتحان خارجی ہوتا ہے، یعنی تیاری تو ادارہ ہی کرتا ہے، البتہ دوسرے اداروں سے ممتحن حضرات کو دعوت دی جاتی ہے، جو طلبہ کو جانچتے ہیں اور وہی نمبرات دیتے ہیں، کامیابی اور ناکامی کا اختیار ان کو دیا جاتا ہے۔

مدرسہ میں سال بھر میں دو امتحان ہوتے ہیں، ربیع الاول کے آخری عشرہ میں امتحان پنج ماہی اور رجب المرجب کے اواخر اور شعبان کے اوائل میں امتحان سالانہ، امتحان پنج ماہی میں ناکام ہونے والے طلبہ کو مناسب تعزیر و تنبیہ کی جاتی ہے؛ تاکہ سالانہ امتحان کے نتیجہ میں

کچھ بہتری آئے، اور سالانہ میں دو سے زائد مضامین میں ناکام ہونے پر ترقی درجہ سے محروم کر دیا جاتا ہے، اور امتیازی نمبرات سے کامیابی پر گرانقدر کتابیں انعام میں دی جاتی ہیں، عام کامیابی پر عمومی انعامات بھی تقسیم کئے جاتے ہیں۔

ابتداء سے شعبہ تحفیز القرآن میں ششماہی و سنوی امتحانات میں دوسرے اداروں سے ممتحن حضرات تشریف لا رہے ہیں، اسی طرح درجات فاضلہ میں بھی فارسی اول تا عربی دوم کی کچھ معیاری کتابوں کا امتحان دوسرے اداروں کے ممتحن حضرات لیتے ہیں، اور عربی سوم تا عربی پنجم کی ایک معیاری کتاب کا امتحان آخری دن دوسرے اداروں کے ممتحن حضرات کے ذمہ رہتا ہے۔ چوں کہ جس وقت امتحانات ہوتے ہیں؛ اس وقت تمام ہی اداروں میں بھی امتحان کے ایام ہوتے ہیں، اور کتابیں پڑھانے والے اساتذہ کی ذمہ داریاں امتحان گاہ اور درس گاہوں میں امتحان کے ایام میں بڑھ جاتی ہے، اس لئے دوسرے اداروں سے ممتحن حضرات کو زحمت دینے اور ان کی مصروفیات میں خلل پہنچانے کو مناسب نہ سمجھتے ہوئے اب تقریباً سات سال سے یہ نظام ہے کہ عربی سوم تا عربی ہفتم تک تمام کتابوں کا تحریری امتحان لے لیا جاتا ہے، اور فارسی اول تا عربی دوم کے طلبہ کی معیاری کتابوں کے تحریری امتحانات ہوتے ہیں اور کچھ کتابوں کے تقریری امتحانات ادارہ کے اساتذہ ہی سے متعلق ہوتے ہیں، جس میں آسانی بھی ہو جاتی ہے، امتحان اور جانچ کے لئے وقت بھی زیادہ ملتا ہے، اور تقریری امتحان کے مقابلہ میں تحریری امتحان میں زیادہ محنت کرنی پڑتی ہے، اور تحریری صلاحیت بھی اجاگر ہوتی ہے، مافی الضمیر ادا کرنے کا سلیقہ بھی آتا ہے۔

مختلف رجسٹر اور ریکارڈ

ہر منظم ادارہ کو متعدد رجسٹر، فائلیں اور ریکارڈ رکھنے پڑتے ہیں، ان میں ادارہ سے

متعلق مختلف قسم کا ریکارڈ محفوظ ہوتا ہے، ان کا رکھنا متعدد وجوہ سے نہایت ضروری ہے۔

- ✽ چنانچہ ان کے ذریعہ ادارہ کی رفتار ترقی کا اندازہ ہوتا ہے۔
- ✽ رجسٹروں کی وجہ سے طلبہ کے بارے میں معلومات حاصل ہو سکتی ہے۔
- ✽ ذمہ داران ادارہ، اساتذہ اور طلبہ کے سرپرستوں، والدین وغیرہ کو طلبہ کی حاضری، نتائج امتحانات اور رفتار ترقی کا اندازہ ہوتا ہے۔
- ✽ ادارہ کے متعلق ذمہ داران، ضیوف علماء کے تاثرات، احکامات و ہدایات علم میں آسکتے ہیں۔
- ✽ ادارہ کی فلاح و بہبود کے لئے مستقبل کے منصوبے بنانے میں مدد مل سکتی ہے۔

✽ ادارہ کی ضروریات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

✽ ادارہ کی آمد و صرف کے متعلق معلومات ہو سکتی ہے۔

اس سلسلہ میں یہ بھی ملحوظ رہے کہ یہاں وہی ریکارڈ محفوظ رکھے جاتے ہیں، جو واقعی ناگزیر ہوں، یہ ریکارڈ احتیاط سے رکھے جاتے ہیں، اور آج کل کمپیوٹروں کی وجہ سے اس میں مزید سہولیات اور وقت میں بچت ہوگئی ہے، تمام تر تفصیلات درج کرنے کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے؛ تاکہ معلومات تشنہ نہ رہے۔

عموماً جو رجسٹر دور ریکارڈ ہمارے یہاں محفوظ رکھے جاتے ہیں، وہ درج ذیل ہے:

(۱) طالب علم کے داخلہ کار رجسٹر:

اس ریکارڈ میں پورا پتہ اور تاریخ پیدائش مذکور ہوتی ہے۔

(۲) رجسٹر حاضری برائے طلبہ:

یہ رجسٹر بھی اہم ہے، ہر درجہ اور ساعت میں حاضری ہوتی ہے، یہ ذمہ داری اس گھنٹی کے استاذ کی ہوتی ہے کہ وہ حاضری لے لیں۔

(۳) رجسٹر حاضری برائے اساتذہ:

یہ بھی ضروری رجسٹر ہے، آمدورفت کا وقت ان رجسٹروں میں اندراج ہوتا تھا، اور ۲۰۰۷ء سے کمپیوٹر سے حاضری کا اندراج ہوتا ہے، اس میں تعطیلات کی تفصیل اور رخصت درج ہوتی ہے، اور اساتذہ بھی اگر رخصت لینا چاہیں تو تحریری درخواست سے رخصت لیتے ہیں، جس کی منظوری دفتر اہتمام سے ہو جاتی ہے، مہینہ کے آخر میں رخصتوں کا میزانیہ ہوتا ہے، اور سالانہ میزانیہ بھی ہوتا ہے۔

(۴) رجسٹر برائے آمدورفت:

ادارہ میں روزانہ جو لین دین ہوتی ہے، اس کو پابندی سے درج کیا جاتا ہے، فیس، امداد، چندے آمد کی مد میں؛ اور تنخواہیں، وظائف، خریدی ہوئی اشیاء کی رسید وغیرہ صرف کی مد میں لکھے جاتے ہیں، آمد و صرف رسیدوں اور واؤچر سے ہوتے ہیں، یہ رجسٹر دفتر اکاؤنٹ میں رکھا جاتا ہے اور سرکاری حسابات کا سال ختم ہونے پر آڈٹ کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔

(۵) رجسٹر برائے معائنہ:

اس میں ادارہ میں آنے والے صاحب صلاحیت مہمان اور معزز علمائے کرام کے تاثرات، ہدایات اور مشورے درج ہوتے ہیں۔

(۶) رجسٹر برائے کتب خانہ:

کتب خانہ میں تقریباً ۲۴ فنون میں کتابیں تقسیم کی گئی ہے، ہر فن کا الگ رجسٹر مجلد شکل میں تیار کیا گیا ہے، جس میں نمبر شمار، کتاب کا نام، متعلقات، اسمائے مصنفین، اسمائے محققین، زبان اور مطبع درج ہوتا ہے، اس طرح فن وار رجسٹر میں اپنے ذوق اور ضرورت کی

کتاب بآسانی تلاش کی جاسکتی ہے۔

(۷) رجسٹر برائے احکامات و اعلانات:

اس رجسٹر میں دفتر اہتمام یا دفتر شوری کی طرف سے وقتاً فوقتاً جاری ہونے والی ہدایات، احکامات اور اعلانات وغیرہ درج ہوتے ہیں، اور اس پر متعلقہ اساتذہ یا ملازمین کی دستخطیں ہوتی ہیں، اگر طلبہ کے متعلق اعلان، احکام یا اطلاع ہو تو اس کو جداری پرچہ میں آویزاں کیا جاتا ہے۔

(۸) رجسٹر برائے ماہانہ مقدار خواندگی:

اس میں ہر استاذ کا نام اور ان سے متعلق کتابوں کا اندراج ہوتا ہے، اور ہر اسلامی ماہ کے ختم پر متعلقہ کتب میں جتنی مقدار کی تعلیم ہو چکی ہوتی ہے اس کا اندراج ہوتا ہے اور اخیر میں خلاصہ اور نوٹ ہوتی ہے، اگر استاذ محترم کسی کتاب کے متعلق کوئی خلاصہ یا نوٹ درج کرنا چاہیں تو کر لیتے ہیں۔

اسناد:

دارالعلوم میں مختلف کورس پورا کرنے والے طلبہ کو دارالعلوم کی طرف سے آخری سالانہ امتحان میں کامیابی پر کل گیارہ قسم کی سندیں دی جاتی ہیں، جو مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) شهادة تحفيظ القرآن الكريم (۲) شهادة التخصص في علوم

الحديث الشريف (۳) شهادة التخصص في الفقه والافتاء (۴) شهادة

التخصص في تكميل العلوم والفنون (۵) شهادة الفضيلة (۶) سند القراءة

والتجويد برواية حفص عن عاصم (۷) شهادة القراءة العشر بطريق طيبة

النشر (۸) شهادة القراءة السبع المتواترة بطريق الشاطبي (۹) شهادة القراءة الثلاث المتممة بطريق المضبية (۱۰) حفظ، عالم فاضل، افتاء، تجوید و قراءت کا انگریزی تصدیق نامہ (۱۱) شہادت کمپیوٹر۔

تعطیلات:

ہفتہ میں ایک دن جمعہ کو، عید الاضحیٰ کے موقع پر ۱۲ دن، ربیع الاول کے آخری عشرہ میں یعنی امتحان پنج ماہی کے موقع پر ۱۰ روز، یوم عاشورہ، یوم جمہوریہ ہند اور یوم حریت ہند کے موقع پر ایک ایک دن اور شعبان المعظم کے دوسرے عشرہ میں امتحان سالانہ کے بعد ۲ ماہ کی تعطیلات کلاں ہونے کا نظام ہے۔

شعبہ مکاتب:

قول و فکر کی آزادی، عملی بے راہ روی اور دین سے بے رغبتی و لادینی کے آج کے تاریک ماحول میں نئی مسلم نسل و پود کو اسلامی و دینی تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنا اور ان کے دل و دماغ کو صحیح اسلامی عقیدہ اور اسلامی تہذیب و تمدن کے سانچے میں ڈھالنا دارالعلوم ہذا کے اولین اغراض و مقاصد میں شامل ہے، ان مقاصد کو بروئے کار لانے کا کام مدرسہ ہذا تو الحمد للہ دے ہی رہا ہے، اسی کے ساتھ ساتھ دارالعلوم کے موقر رکن شوالی جناب حاجی ایوب ولی بخش صاحب نے ۱۳۰۷ھ الموافق ۱۹۸۷ء میں علاقہ کے خستہ حال اور پسماندہ گاؤں اور شہر کے پچھڑے ہوئے علاقوں اور محلوں میں نئے مکاتب شروع کرنے اور پہلے سے چلے آ رہے مکاتب کو امداد دینے نیز مستطیع مکاتب کا مدرسہ کے ساتھ الحاق کرنے کے لئے شعبہ مکاتب قائم کرنے کا مبارک فیصلہ کیا۔

اور چند سالوں سے اس کی افادیت کے دائرہ میں توسیع کا فیصلہ کرتے ہوئے صوبہ

گجرات کے پسماندہ علاقوں میں بھی اس کا نظم کیا ہے، اس طرح جہاں ایک طرف ان مکاتب میں تعلیم پانے والے بچوں میں دینی شعور، ان کے اولیاء میں دینی مزاج پیدا اور بیدار ہوگا وہیں دوسری طرف بڑے مدارس و جامعات کو بہتر بنیادی تعلیم والے طلبہ ملیں گے، جو ان بڑی فیکٹریوں کے لئے خام مال کی حیثیت رکھتے ہیں، جس سے خود ان جامعات کی تعلیم و تربیت کا اچھا نتیجہ جلد ظاہر ہوگا، ماٹلی والا پبلک اسکول کے قیام کے بعد جناب حاجی ایوب بخش صاحب نے مجلس شوریٰ سے مشورہ کر کے مدرسہ ہی کی جانب سے مکاتب قرآنیہ جاری کرنے کی تجویز طے کی، اور اب الحمد للہ مدرسہ کی جانب سے ۷۹ جگہوں پر ایک مدرس کی تنخواہ دی جا رہی ہے، اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہوا کہ اس شعبہ نے بھی اپنا کام شروع کر دیا ہے، اور متعدد مکاتب اس کے ساتھ امدادی و غیر امدادی طور پر وابستہ اور ملحق ہیں۔

جامعہ میں ملی، سماجی اور دیگر سرگرمیاں

بچوں کی تعلیم و تربیت کا منظم ادارہ مدرسہ ہے، مدرسہ میں باصلاحیت اساتذہ کی ایک جماعت اس فریضہ کو بخوبی انجام دینے پر مامور ہوتی ہے، دیہی علاقوں میں معاشرہ کی اصلاح کے مراکز بھی یہی مدرسے شمار ہوتے ہیں، اس لئے بجا طور پر ان سے بڑی توقعات وابستہ ہوتی ہیں، بچے کو مدرسہ میں داخل کرنے کے بعد والدین عموماً اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کی طرف سے غافل ہو جاتے ہیں، انہیں اطمینان ہو جاتا ہے کہ اب یہ کام خود مدرسہ انجام دے گا، اس طرح تعلیم و تربیت کا پورا بار۔ جو اساتذہ اور والدین کو مل جل کر اٹھانا چاہئے۔ اساتذہ پر آ جاتا ہے، جسے محدود وقت میں پورا کر کے والدین کی توقعات پوری کرنے کی بڑی ذمہ داری اٹھانی پڑتی ہے۔

چنانچہ ان مقاصد کے حصول کے لئے ادارے کبھی کبھی صوبائی سطح پر طلبہ کے درمیان مسابقتی اجتماعات قائم کرتے ہیں؛ تاکہ

✽ بچوں کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کی ہم آہنگ تربیت ہو۔

✽ کتابوں میں جو کچھ پڑھتے ہیں اس کو زندگی میں برتنے کے مواقع ملے۔

✽ احساس ذمہ داری، اصول و ضوابط کی پابندی، انہماک وغیرہ کے اجتماعی اوصاف اور تعمیری اخلاق پیدا ہو۔

✽ فرصت کے اوقات کو دلچسپ اور مفید مشاغل میں اور اجتماعی مفاد کے کاموں میں استعمال کرنے کی تربیت ہو۔

ان مقاصد کے حصول کے لئے پروگرام با مقصد، مفید اور ادارے کے بنیادی مقصد سے ہم آہنگ ہو اس کی کوشش کی جاتی ہے، نیز لوگوں کے درمیان کام کرنے کے لئے انہیں خطاب کر کے سمجھانے کی نوبت بھی پیش آتی ہے، تو مضمون کے مناسب مواد کیسا ہو، انداز خطابت کیا ہو، لب و لہجہ کیسا ہو؟ وغیرہ امور کی عملی مشق کے لئے اداروں میں صوبائی سطح پر پروگرام رکھے جاتے ہیں، ان مقاصد کے حصول کے لئے الگ پروگرام ہوتے ہیں، ذیل میں اس کی جھلک درج کی جاتی ہے۔

(۱) جمعیت علماء کا عظیم اجلاس (۱۹۷۵ء)

تمام لوگ اور بطور خاص معمر حضرات امیر جنسی کے دور اور اس وقت کے حالات سے واقف ہوں گے، سیاسی اکھاڑوں کے یہلو ان بھی کبھی کبھار سیاسی اہداف و مقاصد کے حصول کے لئے اس موضوع کو اٹھاتے ہیں، اور میدان صحافت میں یہ مضمون سرخیاں بطور تازہ، اس وقت کی وزیر اعظم اندرا گاندھی نے جبرائلس بندی کے ذریعہ مسلمانوں کو

ہر اسماں کیا تھا، یہ مسلمانوں کے لئے صبر آزما دور تھا اور اہل ہند کے لئے ایک آزمائش۔
دارالعلوم ماٹلی والا نے اُس دور میں اپنی حدود میں ایک بڑے کانفرنس کا انعقاد
کیا؛ تاکہ ان حالات اور بطور خاص نسبندی کے خلاف آواز اٹھائی جائے اور کوئی ٹھوس لائحہ
عمل طے کرتے ہوئے دفعات منظور کی جائے۔

اس وقت مدرسہ میں کوئی نئی تعمیر نہیں ہوئی تھی، خریدی ہوئی وہی ۳ رعمارتیں تھیں
جن ذکر ابتدائی صفحات میں آچکا، پورا میدان تھا، کئی دنوں پہلے سے اس کانفرنس کی تیاری
شروع کر دی گئی، میدان کی صفائی، بیٹھنے کا انتظام، چندہ کی وصولیابی وغیرہ۔

وقت مقررہ پر یہ کانفرنس ہوئی، صبح جمعیت علمائے ہند کے صدر فدائے ملت حضرت
مولانا اسعد مدنی تشریف لائے، تو ریلوے اسٹیشن پر ہی ان کا استقبال کیا گیا، اور وہاں سے
بڑے ہی احترام کے ساتھ ان کی تشریف آوری دارالعلوم میں ہوئی۔

اس وقت جن حضرات نے مجمعہ کو خطاب کیا وہ درج ذیل حضرات ہیں:

- | | |
|--|------------------------------------|
| (۱) مولانا عبدالغفور صاحب نقش بندیؒ | مہتمم دارالعلوم ماٹلی والا |
| (۲) مولانا ابوالحسن علی صاحب بھاگل پوریؒ | استاذ حدیث دارالعلوم ماٹلی والا |
| (۳) مولانا عبدالحمید صاحب بالاسا تھوئیؒ | // // // |
| (۴) مولانا اسعد صاحب مدنیؒ | صدر جمعیت علمائے ہند |
| (۵) مولانا عبدالصمد و انکابیری صاحبؒ | صدر جمعیت علمائے ہند صوبہ گجرات |
| (۶) نمادھو سینھ سولنکی (کانگریس) | گجرات اسمبلی میں حزب مخالف کے لیڈر |
| (۷) جنرل شاہ نواز حسین | وزیر مرکزی حکومت |
| (۸) بسمل شاعر | مشہور شاعر یکے از شعراء ہند |

تمام حضرات نے ملکی حالات (ایمر جنسی) اور نس بندی کی مخالفت کی اور لوگوں کی اس باب میں رہنمائی کی، آنجنمانی مادہ ہوسینہ سونکی نے بھی بہتر انداز میں جچی تلی بات پیش کی تھی، اور تمام حضرات نے متفقہ طور پر کچھ دفعات بھی منظور کی تھی۔

اس تمام پروگرام کو جمعیت علمائے بھروچ و گجرات کی طرف سے قید تحریر میں بھی لایا گیا تھا، البتہ جمعیت علمائے بھروچ کے صدر دفتر کی الگ الگ جگہوں پر منتقلی کے سبب یہ کاغذات محفوظ نہ رہ سکے اور ویسے بھی مروز زمانہ کی حوادثات سے وہ بوسیدہ بھی ہو گئے ہوں گے۔

(۲) ویلفر ہاسپٹل بھروچ کی بنیادی تعمیرات و شوری میں تعاون

اس سے پہلے ابتدائی تاریخ میں آپ پڑھ چکے ہو کہ اس ادارہ کے لئے جوزمین خریدی گئی، اس میں ایک طرف دارالعلوم قائم کرنے اور دوسری طرف ہسپتال تعمیر کرنے کا ارادہ ظاہر کیا گیا تھا، چوں کہ اس وقت یہ رائے پیش کی گئی تھی کہ طلب علم میں مصروفیت و انسہاک کے لئے یکسوئی درکار ہوتی ہے، شفاء خانہ کا قیام اس یکسوئی میں خلل پیدا کرے گا، چنانچہ قیام ہسپتال کا ارادہ ترک کر دیا گیا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے غیب سے وہ اسباب پیدا فرمائے کہ یہاں قریب میں بھروچ شہر ہی کی حدود میں ویلفر ہسپتال کی بنیاد دالی گئی، اور تعمیری کام کا آغاز ہوا تو یہاں کے مرحوم مؤقر رکن شوری (جو ویلفر کے بھی ممبر تھے) حاجی ابراہیم صاحب مرغا صبح وہاں پہنچتے اور تعمیری کام کی نگرانی کرتے اور شام یارات کو دارالعلوم میں واپس لوٹتے، اور کبھی اپنے ساتھ دیگر کچھ حضرات کو بھی یہاں آرام کے لئے لے آتے، اور ان کے کھانے پینے اور آرام

کی فکر فرماتے، اتنا ہی نہیں اس کی سنگ بنیاد کے وقت حضرت مولانا عبداللہ صاحب کا پودروی دامت برکاتہم، حضرت مولانا مفتی احمد صاحب بیہات اور دیگر ایک دو علمائے کرام کو دعوت دی گئی تھی، تو ہسپتال کی جگہ پر دعا کرنے کے بعد ان علمائے کرام کی دعوت و ضیافت کا شرف بھی اس ادارہ کو حاصل ہوا۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس ہسپتال کے قیام کے (مسلمانوں کے حق میں خصوصاً اور برادران وطن کے حق میں عموماً) فائدہ کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کی سنگ بنیاد کے دن سے لازمی تعمیرات کا کام مکمل ہونے تک یہ ادارہ شانہ بشانہ کھڑا رہا اور کئی ایک ذمہ داریاں بحسن و خوبی نبھائی۔

(۳) منشی منو بروالا میموریل چیریٹیبل ٹرسٹ اسکول کے قیام میں تعاون

یہاں سے قریب دو دھائی کیلومیٹر کے فاصلہ پر حدود بھروچ میں یہ اسکول واقع ہے، چوں کہ یہ بھی ایک مسلمان ٹرسٹ کی قائم کردہ ہے، اور اس میں حکومتی اسکولوں کی طرح نصاب کی راہ سے ملک کے سیکولرزم کو ختم کرنے کا خطرہ نہیں ہے، بنیاد کے وقت اس کے نصاب میں ”دینیات“ اور ”عربی“ کی کتابیں داخل کرنے کی بھی رائے رکھی گئی تھی، جس سے ایک مسلمان ضروری و لازمی دنیوی تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ایک مسلمان بھی بنارہے، اور اچھا شہری بھی۔

ان امور کو مد نظر رکھتے ہوئے یوم سنگ بنیاد ہی سے اس ادارہ نے اسکول ٹرسٹ کا تعاون کیا، چنانچہ اسکول کے قیام سے لیکر تعمیری مراحل تک کی تمام شورائی مجلسیں یہاں قائم ہوئی، وقتاً فوقتاً یہاں مشورہ ہوتا رہا، نقشے تیار ہوئے، تعمیر کے درمیان وہاں کے ذمہ داران

کے لئے یہاں رہنے اور کھانے پینے کا انتظام کیا گیا، ضرورت کے مطابق ہر اعتبار سے ذمہ داران کا تعاون کیا گیا۔

اسی لئے وہاں کے سابق جنرل سیکریٹری مرحوم بشیر بھائی چوکی والا نے ایک دن کہا ”ہمیں ماٹلی والا نے کھاٹ بھی دیا اور نان بھی۔“ یہ مثل گجراتی زبان میں مشہور ہے، انہوں نے اسی کو ان الفاظ میں بیان کیا:

માટલીવાલાએ રોટલો પણ આપ્યો અને ઓટલો પણ.

(۴) اسلامک فقہ اکیڈمی آف انڈیا کا ساتواں فقہی سمینار

اس سے پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ یہ ادارہ صرف طلبہ کی تعلیمی و تربیتی فکریں ہی نہیں کر رہا ہے؛ بلکہ یہاں دینی، ملی، سماجی اور اس نوعیت کی دیگر امور کی انجام دہی بھی ہوتی ہے، اسی میں سے ایک عالمی یا ملکی سطح پر جدید عصری پیدا شدہ مسائل کا غور و خوض کے بعد حل بھی ہے۔

قرآن مجید میں تفقہ فی الدین کی نہ صرف مدح سرائی؛ بلکہ اس کی ترغیب بھی دی گئی ہے، آیت کریمہ لیتفقہوا فی الدین ولینذروا قومہم سے مدارس اسلامیہ کی غرض و غایت کے ساتھ ان کے نصاب تعلیم کی بھی بڑی حد تک تعیین فرمائی گئی ہے، تفقہ فی الدین کے لئے جہد مسلسل اور عمق فی العلم ضروری ہوتا ہے اور کثرت مطالعہ بھی ضروری ہے۔

اس موقع پر دفتر اہتمام سے خطبہ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے جواں سال مفتیان کرام کو جو توجہ دلائی گئی ہے وہ انہیں کے الفاظ میں.....

اس سمینار میں خصوصی موضوع ضرورت و حاجت کا مصداق، مواقع استعمال و اعتبار،

محرمات شرعیہ میں ان کا دخل واثر اور رفع حرمت کا جواز و وجوب وغیرہ پیچیدہ مباحث پر غور و فکر کیا گیا۔

سمینار ۲۶-۲۹ رجب المرجب ۱۴۱۵ھ مطابق ۳۰ نومبر ۱۹۹۴ء تا ۲۲ جنوری ۱۹۹۵ء میں ہوا تھا، اس وقت حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام صاحب قاسمیؒ، مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمائی مدظلہ اور ملک و بیرون ملک کے اہل اجتہاد و فقہ اور علمائے کرام تشریف لائے تھے، جس کے نتیجہ میں علمی و تحقیقی فضا قائم رہی، اس بہانے اہالیان جامعہ اور اطراف کے لوگوں کو ہندوستان بھر کے فقہاء و علماء سے زیارت و ملاقات کا اور بطور خاص خدمت کا شرف حاصل ہوا، اور ان سے استفادہ کا موقع ملا۔

انہیں دنوں میں حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام صاحب کے ہاتھوں مکتبہ عامہ بلڈنگ کی تعمیر کے لئے دعاء کی گئی اور سنگ بنیاد رکھی گئی، اس وقت تمام فقہاء و علمائے کرام نے بھی شرکت کی اور دعاء میں شریک رہے۔

اس کے بعد دوسری ایک بلڈنگ جو اس وقت شعبہ تحفیظ القرآن کے لئے خاص ہے، اس کی دعاء و سنگ بنیاد کے لئے بھی غور کیا گیا، لیکن کچھ حالات اور اعذار کی بناء پر اس بلڈنگ کے لئے دعاء و سنگ بنیاد نہ ہو سکے، بعد میں پھر یہ کام فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ کے ہاتھوں ہوا۔

(۵) تحفظ مدارس صوبہ گجرات کے قیام کے سلسلہ میں

غور و خوض کے لئے تاسیسی اہم کردار

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جو اسکیمیں اور سازشیں بنائی جا رہی ہیں، وہ آج نئی

نہیں ہیں، بلکہ یہ تاجدارِ حرمِ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آج تک برابر جاری ہیں، اور آئندہ بھی جاری رہے گی، خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: **لَم يبق من الدنيا الا بلاء وفتنة**۔ (ابن ماجہ) کہ دنیا میں فتنے اور آزمائشیں باقی رہ گئیں ہیں، چنانچہ ہر زمانہ میں ہم اس بات کا مشاہدہ کرتے ہیں، خواہ وہ زمانہ زمانہ نبوت ہو یا خلافت راشدہ کا، خلافت امویہ کا ہو یا خلافت عباسیہ کا، خلافت عثمانیہ کا ہو یا خلافت مغلیہ کا، ہر دور میں نئے نئے فتنوں نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سراٹھایا اور مختلف قسم کی سازشیں کیں، تاہم یہ اسلام کی مردم خیز فطرت تھی کہ ہر دور میں ایک جماعت نے جو اس زمانہ میں مفکرین امت اور علماء و اکابر کی جماعت تھی، اس دور کی صورت حال پر غور فرمایا اور آٹے سے بال کی طرح اس فتنے کو نکال کر اسلام کے رخِ زیبا کو صاف شفاف کر دیا، اسلام کی عروج و زوال کی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی بے شمار کوششیں کی گئیں، سیکڑوں تحریکیں اور ہزاروں حملے اس کے قلب و جگر پر کئے گئے، کبھی کبھی تو حملہ اتنا مضبوط اور دشمن اتنا طاقت ور دکھائی دیتا تھا کہ بیچارہ یہ مسلم اس سے مقابلہ تو کیا کرتا؛ اس سے اپنے آپ کو بچا بھی نہیں سکتا تھا، مگر حق تعالیٰ نے ان تمام طاقتوروں کو مٹا کر اسلام کو لازوال کر دیا، اور کیوں نہ ہوتا جب کہ دنیا کی تقدیر کو کاتبِ تقدیر نے مسلمانوں کی تقدیر کے ساتھ جوڑ دیا ہے۔

ہندوستان کی ماضی قریب کی تاریخ پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو بظاہر تیرہویں صدی ہجری ایک ایسی صدی نظر آتی ہے، جس میں یہاں بھی ایک نئے اور تازہ دم فتنہ نے سراٹھایا، یہ دشمن خطرناک ہونے کے ساتھ ساتھ ہوشیار بھی تھا، اور جس نے ایک طویل زمانہ تک اپنا اثر اور اپنا نشان چھوڑا، چنانچہ یہود اور نصاریٰ کی جعل ساز یوں اور ریشہ دوانیوں سے بظاہر اسلام اور مسلمانوں کو راہِ زوال اختیار کرنی پڑی اور مغربی طاقتیں اپنی سازشوں اور مشن میں

کامیاب ہوئیں، مغل حکمران خانہ جنگیوں میں مبتلا ہوئے، شریعت مطہرہ کی قدر و قیمت ختم ہو گئی، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقہ سے جداگانہ طریقے اختیار کئے جانے لگے، فتنہ طویل بھی ہو گیا اور صبرِ آزمائشی، دولتِ مغلیہ چراغِ سحر گاہی کی طرح بجھ رہی تھی اور دور دور تک اسلام کی حفاظت کی شکل نظر نہیں آتی تھی، لگتا تھا کہ اس ملک میں اب ہمیشہ کے لئے اسلام کی قسمت پر قفل لگا دیا جائے گا اور اس ملک کا ایک طویل و تابناک اسلامی دور پر خاتمہ کی مہر لگ جائے گی، مگر حق تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا، چنانچہ آغازِ زوالِ مغلیہ کے ٹھیک پچاس سال قبل الامام الکبیر شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے ۱۱۴۳ھ میں سفرِ حجاز فرمایا اور وہاں دو سال مکمل قیام فرما کر عالم اسلام کی صورت حال کا عمیق جائزہ لیا اور سب سے بڑی حکومت ترکیہ کا بھی مطالعہ کیا، حجاز سے واپسی پر محدث دہلویؒ نے جو فکرِ فرامائی اور یہاں جو ہمہ گیر انقلاب برپا کیا اس کے نتیجے میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے زوالِ سلطنتِ مغلیہ کے فوراً بعد اعلانِ جنگ فرمادیا اور حضرت سید احمد رائے بریلیؒ اور مولانا سید اسماعیل شہیدؒ تیار ہوئے، جنہوں نے مشرق سے مغرب تک گاؤں گاؤں اور علاقہ علاقہ سفر کر کے انگریزوں کے خلاف ایک مخالفت کی روح پھونکی۔

علمی و فکری مجاہدِ حجۃ الاسلام حضرت نانوتویؒ اور فقیہ النفس حضرت گنگوہیؒ نے اپنی نگرانی میں علمی سرچشمہ اور تحریک آزادی کو تیز کرنے کے لئے فوجی چھاؤنی کا قیام فرمایا، اس چشمہ علمی سے فیض یاب اور اس فوجی چھاؤنی سے تربیت یافتہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ نے پچاس سال خاموش محنت کر کے اور سیکڑوں تلامذہ تیار فرما کر ایک اعتبار سے پورے عالم میں آزادی کی روح پھونک دی، چنانچہ نہ صرف ہندوستان سے برطانیہ کا سورج

غروب ہوا، بلکہ فرانس، روس اور برطانیہ کے غلام تقریباً چالیس ملکوں نے تمنغہ آزادی حاصل کر لی اور اس بوریہ نشین اللہ کے بندے نے وہ پروگرام دیا جس نے انگریزی سامراج کے خاتمہ کا اعلان کر دیا جو کام ایک حکومت اسلامیہ نہ کر سکی یا جس فتنہ کے سامنے سلطنت مغلیہ نے گھٹنے ٹیک دیئے اس فتنہ کو ایک خدا رسیدہ بندہ نے اپنی خداداد حکمت اور دانائی کے ذریعہ ختم کر دیا، اور ہمیشہ کے لئے اس پروگرام کے ذریعہ حکومت اسلامیہ کی سرپرستی حاصل نہ ہونے کے باوجود ہندوستان میں اسلام کو محفوظ فرما دیا، آج کے مدارس عربیہ اس کی زندہ جاوید دلیل اور شاہد ہیں۔

ماضی کی طرح حال میں بھی ان فتنوں نے سر اٹھایا ہے، گزشتہ چند سالوں کی اور خصوصاً آزادی کے بعد کی ہندوستان کی سیاست پر نظر ڈالتے ہیں تو یہاں مسلمانوں کے خلاف بے شمار فتنے نظر آتے ہیں، یہ فتنے کبھی خارجی ہوتے ہیں کبھی داخلی، کبھی ظاہری ہوتے ہیں کبھی باطنی، کبھی خوبصورت لباس میں ہوتے ہیں تو کبھی جاذب نظر عنوان میں، کبھی تیز تند ہوتے ہیں تو کبھی سرد، کبھی حکومتی سطح کے ہوتے ہیں تو کبھی عوامی سطح کے، کبھی فرقہ واریت کی شکل میں ہوتے ہیں تو کبھی معیشت کے، الغرض بے شمار فتنے ہیں۔

اس سلسلہ کی ایک کڑی بی. جے. پی. کی حکومت اس سے پیچھے نہ رہتی تو یہی کمال تھا، چنانچہ اس حکومت نے پے در پے سرکیولر جاری کر کے اپنی اسلام دشمنی اور مسلم مخالفت کا ثبوت دیا، مخالفت کے باوجود اپنے پروگرام کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے ایک اور سرکیولر جاری کر دیا، درحقیقت جس پارٹی کی بنیاد ہی فرقہ بندی ہو اور جس نے اپنی عمارت ہی مسلم مخالف پروگراموں پر بنائی ہو، اس سے کیا امید وابستہ کی جاسکتی ہے۔

۱۹۹۷ء میں گجراتی روزنامہ ”سندیش“ نے اپنی خصوصی کالم میں ایسے مضامین شائع

کئے جو مدارس عربیہ اسلامیہ کو گنڈہ گردی اور بد معاشوں کی قرار گاہ قرار دے رہے تھے، بالخصوص اعظم گڑھ یونیورسٹی کے مدارس عربیہ۔

چنانچہ بتاريخ ۲۳ جولائی ۱۹۹۷ء حکومت گجرات نے جب سرکیولر جاری کیا تو گجرات میں چاروں طرف پریشان کن سناٹا چھایا ہوا تھا، کوئی مؤثر اقدام نظر نہیں آ رہا تھا، ایسے وقت میں حضرت مولانا یعقوب صاحب ولنوی نے مفتی احمد یعقوب دیلوی، حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب، شیخ الحدیث حضرت مولانا ابوالحسن علی صاحب اور دیگر کچھ اساتذہ دارالعلوم کو طلب کر کے غور و فکر کیا کہ یہ مسئلہ وقت کی توجہ کا حامل ہے، لہذا جامعہ ماٹلی والا اس کے بارہ میں کوئی تحریک جاری کرے، چنانچہ مخلصین کے ایما و مشورے کے بعد اسی سال ہی ان تمام مسائل سے اور بالخصوص مدارس عربیہ اسلامیہ کے مسائل سے نمٹنے کے لئے اس دارالعلوم کے پلیٹ فارم سے ایک مجلس بنام ”مجلس تحفظ مدارس گجرات“ قائم کی گئی اور الحمد للہ اس کے ذریعہ عوام میں ایک بیداری کی لہر دوڑی۔

حسن اتفاق کہ اس کے قیام کی مختصر روئید ایک خطبہ استقبال سے دستیاب ہوئی، چنانچہ اسی کو بعینہ قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:

مؤرخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۹۷ء بروز منگل ”دارالعلوم ماٹلی والا“ میں

منعقد پہلے اجلاس عام کی مختصر روئید

آج بتاريخ ۳۰ ستمبر ۱۹۹۷ء بروز منگل صبح ساڑھے دس بجے زیر صدارت حضرت مولانا اسماعیل ملا صاحب زید مجدہم مہتمم جامعہ حسینیہ راندیر، سورت، بمقام دارالعلوم اسلامیہ عربیہ ماٹلی والا، بھروچ میں مکتبہ عامہ ہال میں گجرات کے دارالعلوم، مدارس عربیہ اور دیگر مکاتب کے مہتممین اور ذمہ دار حضرات علماء کرام کا ایک بہت بڑا اجتماع۔ حکومت گجرات کی

جانب سے جاری کردہ ایک سرکیولر جو مدارس عربیہ اور مکاتب کی انکوائری سے متعلق ہے۔ اس بارہ میں منعقد ہوا، اس میں مندرجہ ذیل تجویز متفقہ طور پر منظور کی گئی۔

تجویز نمبر: (۱)

آج کے مدارس عربیہ گجرات کے علماء اور ذمہ دار حضرات کے اجتماع کے سامنے حکومت گجرات کے بھروچ ضلع کے مجسٹریٹ کا وہ سرکیولر ہے جس میں مدارس و مکاتب کی انکوائری کا حکم دیا گیا ہے، اس میں غیر سماجی عناصر کی آمدورفت اور ریشہ دوانیاں تو نہیں ہو رہی ہیں؟

آج کا اجتماع حکومت گجرات کے اس سرکیولر کی سخت مذمت کرتا ہے اور اسے نہ صرف مدارس عربیہ سے متعلق حضرات کی توہین؛ بلکہ تمام مسلمانوں کی توہین سمجھتا ہے۔

ہندوستان ایک سیکولر اور جمہوری ملک ہے، اس کا دستور سیکولر ہے اور اس دستور ہند میں ہندوستان میں بسنے والی تمام قوموں اور مذہبی اقلیتوں کو اپنا مذہب، اپنی ثقافت و کلچر کے تحفظ کی پوری ضمانت اور گارنٹی دی گئی ہے، دستور ہند میں اس بات کا مکمل حق اقلیتوں کو دیا گیا ہے کہ وہ اپنی مذہبی تعلیم کا خود انتظام کریں، چنانچہ دستور ہند میں دیئے گئے ان حقوق ہی کے ماتحت پورے ملک میں مسلمانوں نے اپنی مذہبی تعلیم اور اپنے کلچر و ثقافت کے تحفظ کے لئے خالص اپنی حلال و پسینہ کی کمائی سے دارالعلوم اور مدارس و مکاتب قائم کئے ہیں اور مسلمانوں نے حکومت سے ان مدارس کو چلانے کے لئے کبھی کوئی فنڈ نہیں لیا ہے، اور ہندوستان میں اور خصوصاً پورے گجرات میں جتنے مدارس و مکاتب ہیں ان میں سے آج تک کسی مدرسہ یا دارالعلوم میں غیر سماجی ریشہ دوانی یا ملک کی سالمیت کے خلاف یا ملک سے غداری کا کوئی ایک نمونہ یا کوئی واقعہ سامنے نہیں آیا ہے؛ بلکہ ان مدارس و مکاتب میں جو مسلمان بچے تعلیم

حاصل کر رہے ہیں اور ان سے تعلیم پا کر جو طلبہ نکلے ہیں وہ قوم اور ملک کے لئے اخلاق و کردار اور ملک سے وفاداری کا ایک اعلیٰ نمونہ ہوتے ہیں، اس اعتبار سے ان مدارس و مکاتب نے ملک کو ایک اچھے شہری اور سپوت دیئے ہیں، اس لئے آج کا یہ عظیم الشان اجتماع حکومت گجرات کے ایک ذمہ دار افسر کی جانب سے جاری کئے گئے اس سرکیولر کی سخت مذمت کرتا ہے اور اسے پورے گجرات کے مسلمانوں کی ہتک اور توہین سمجھتا ہے، ہندوستان میں مسلمانوں کے علاوہ دوسری مذہبی قومیں بھی ہیں، وہ بھی اپنے طور پر بڑے بڑے رفاہی ادارے چلا رہی ہیں، کیا حکومت نے ان کی انکوائری کا بھی آرڈر جاری کیا ہے؟ اگر ایسا نہیں ہے تو صرف مسلمانوں کے اداروں اور مدارس کو انکوائری کے لئے کیوں نشانہ بنایا گیا؟ یہ حکومت کی فرقہ پرستی کی عکاسی کرتا ہے، اس لئے آج کا اجتماع حکومت سے سخت احتجاج کرتے ہوئے شدت کے ساتھ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس سرکیولر کو واپس لے اور مسلمانوں کی جودل آزاری ہوئی ہے اس کا تدارک کرے؛ ورنہ مجبوراً مسلمانوں کو عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑے گا۔

آج کا اجتماع یہ بھی طے کرتا ہے کہ حکومت سے اور گورنر آف گجرات سے ایک مؤثر وفد ملاقات کر کے مسلمانوں کی اس اضطراب و بے چینی پیش کرے اور حکومت سے مطالبہ کرے کہ اس سرکیولر کو فوراً واپس لے۔

تجویز نمبر: (۲)

آج کا اجتماع یہ طے کرتا ہے کہ گجرات کے مدارس عربیہ اور ادارے کی ایک تنظیم ہونی چاہئے، جس کا نام ”مجلس تحفظ مدارس گجرات“ ہوگا، اور اس میں مدارس عربیہ اور اداروں کے مہتممین حضرات بطور ممبر ہوں گے اور وہ اپنی صوابدید سے دوسرے حضرات

جو مفید ہوں، ممبر بناسکیں گے۔

تجویز نمبر: (۳) آج کے اجتماع میں ”مجلس تحفظ مدارس گجرات“ قائم کی گئی ہے، اس کے کنوینر کے طور پر دارالعلوم اسلامیہ عربیہ ماٹلی والا بھروچ کے استاذ حدیث وفقہ حضرت مولانا مفتی احمد دیولوی صاحب کو منتخب کیا جاتا ہے۔

تجویز نمبر: (۴) اس مجلس میں ایک عاملہ کی تشکیل دی جاتی ہے، جس کے اراکین حسب ذیل حضرات ہوں گے:

- (۱) حضرت مولانا اسماعیل صاحب ملا (۲) حضرت مولانا احمد بزرگ صاحب
- (۳) حضرت مولانا مفتی عبداللہ صاحب (۴) حضرت مولانا موسیٰ مانکروڈ صاحب (۵)
- حضرت مولانا ابراہیم مظاہری صاحب (۶) حضرت مولانا قمر الدین محمود صاحب (۷)
- حضرت مولانا علی بھائی کاوی صاحب (۸) حضرت مولانا علی خانپوری صاحب (۹)
- حضرت مولانا یعقوب صاحب ولنوی (۱۰) حضرت مولانا موسیٰ صاحب آچھودی
- (۱۱) حضرت مولانا مفتی احمد دیولوی صاحب -

مذکور اجلاس میں حسب ذیل حضرات نے شرکت کی:

- | | |
|------------------------------------|---------------------------------------|
| (۱) مولانا حسین صاحب، سریندر نگر | (۲) مولانا ولی اللہ کاوی صاحب، منوبر |
| (۳) مولانا اسماعیل صاحب، جوگواڈ | (۴) ماسٹر نذیر صاحب کھیڑا |
| (۵) مولانا قاسم صاحب، کٹھور | (۶) مولانا محمد ہاشم صاحب، رتن پور |
| (۷) مولانا محمد اسلم صاحب، جامنگر | (۸) مولانا انعام اللہ صاحب، پٹن |
| (۹) مولانا علی صاحب خانپوری، منوبر | (۱۰) مولانا عزیز احمد صاحب، احمد آباد |
| (۱۱) مولانا غلام رسول صاحب، چھاپنی | (۱۲) مولانا اسماعیل صاحب، ناپا |

- (۱۳) قاری قمر الدین صاحب، ویگا (۱۴) مولانا زکریا صاحب، عالی پور
- (۱۵) مولانا نور محمد صاحب، کاٹھیاواڑ (۱۶) قاری اسماعیل صاحب، کفلیہ
- (۱۷) مفتی محی الدین صاحب، بروڈہ (۱۸) مولانا خلیل صاحب، سورت
- (۱۹) مولانا ولی کاوی صاحب، انگلیشور (۲۰) مولانا عبدالغفور صاحب، پال
- (۲۱) مولانا محمد صاحب، انگلیشور (۲۲) مولانا مظہر صاحب، سورت
- (۲۳) مولانا ابراہیم صاحب، کھڑود (۲۴) حاجی ولی گورجی، تھام
- (۲۵) مولانا احمد بزرگ صاحب، ڈابھیل (۲۶) مولانا محمد ساچا صاحب، بکولی
- (۲۷) مولانا بشیر صاحب، ترکیسر (۲۸) مولانا اسماعیل صاحب، ملا، راندر
- (۲۹) مولانا یعقوب اشرف صاحب، راندر (۳۰) قاری عبدالحمید صاحب، پانولی
- (۳۱) مولانا عبدالقادر صاحب، جھرنا (۳۲) مولانا احمد صاحب، نانی نرولی
- (۳۳) مولانا مفتی احمد بیات صاحب، کر مالی (۳۴) حافظ یوسف رشید، لونواواڑا
- (۳۵) مولانا حفظ الرحمن صاحب، لونواواڑا (۳۶) مولانا عبدعلی، لونواواڑا
- (۳۷) مولانا اسحاق صاحب، لونواواڑا (۳۸) مفتی اسماعیل صاحب، کنتھاریہ
- (۳۹) مولانا ولی صاحب، سورتی، کنتھاریہ (۴۰) مولانا ولی صاحب، تاندلجا
- (۴۱) مولانا ولی صاحب، کاوی، تاندلجا (۴۲) محمد صدیق صاحب، پنجابی، گودھرا
- (۴۳) مولانا محمد نعمان صاحب، عالی پور (۴۴) مفتی عبداللہ صاحب، ہانسوٹ
- (۴۵) مولانا عبدالرحیم صاحب، آنند (۴۶) مولانا محمد صاحب، مانگرول
- (۴۷) مولانا فاروق صاحب، ستپون (۴۸) جناب عبدالرحمن صاحب، بوڈیلی
- (۴۹) مولانا موسیٰ صاحب، آمود (۵۰) مولانا ولی صاحب، فلاحی
- (۵۱) مولانا عبدالقادر صاحب، ڈبھوئی (۵۲) جناب مشتاق بھائی، دیادرا

(۶) آل گجرات تقریری مسابقتی اجلاس

اس ادارہ میں بھی ۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۰ اگست ۲۰۰۰ء بروز جمعرات آل گجرات تقریری مسابقتی اجلاس قائم کیا گیا، جس کا موضوع ”علماء گجرات کی خدمات حدیث شریف“ منتخب کیا گیا۔

اس اجلاس میں خصوصی مہمان اور حکم کے طور پر حضرت مولانا مفتی محمد سعید احمد صاحب دامت برکاتہم اور حضرت مولانا عبدالحق اعظمی صاحب دامت برکاتہم کو دعوت دی گئی تھی، اول الذکر بزرگ اپنی کچھ مصروفیات اور اعذار کی وجہ سے اس اجلاس میں شرکت نہ کر سکے، البتہ ثانی الذکر بزرگ نے شرکت کرتے ہوئے حکم، مہمان خصوصی کے ساتھ ساتھ دیگر تمام مفوضہ فرائض انجام دیئے۔

اس موقع پر دفتر اہتمام سے شائع شدہ خطبہ استقبالیہ کے آخر میں حضرت مہتمم صاحب نے دور دراز سے آئے ہوئے مسابقتی طلبہ کی ہمتوں کو اور صلاحیتوں کو جھنجھورتے ہوئے فرمایا: ”ہمارے اس موضوع کے سلسلہ میں گفتگو کرنا مناسب نہیں سمجھتا ہوں؛ کیوں کہ ہم نے یہ موضوع ہمارے گجرات کے موقر اداروں سے آئے ہوئے طلبہ کے لئے چھوڑا ہے، جو آئندہ کل کے گجرات کے ان محدثین عظام اور ماہرین فنون کے علمی و عملی وارث ہونے والے ہیں۔“

اس کے بعد مزید علمی ترقیات، مسلسل اخلاص، شوق اور جدوجہد کی طرف توجہ دلائی گئی؛ تاکہ کتب بینی میں مصروفیت اور علم میں عمق پیدا ہو، جس سے خود بھی فائدہ اٹھائیں اور علم متعدی ہو کر دوسروں کو بھی فائدہ پہنچے۔

اس مسابقتی اجلاس میں درج ذیل ”گزارش اور شرائط“ طے پائی۔

گزارشات و شرائط مسابقتہ

(۱) مسابقتہ کا مقصد طلبہ عزیز کو حدیث شریف کے جملہ علوم کی طرف شوق و رغبت

دلانا ہے۔

(۲) مسابقتہ کی پوری کارروائی میں کوئی ایسا پہلو اشارۃ و کنایۃ بھی اختیار نہ کیا جائے

جس میں دوسرے کسی ادارہ یا شخصیت کی تنقیص مترشح ہو۔

(۳) حکم حضرات کے سامنے مسابقتہ کے اسمائے گرامی، مدرسہ کا نام وغیرہ

کسی چیز کی تفصیل ذکر نہیں کی جائے گی؛ بلکہ صرف رموز و نمبرات ہی لکھے جائیں گے۔

(۴) شریک مسابقتہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی ادارہ کا دورہ حدیث شریف کا ہی

طالب علم ہو، مدرس نہ ہو۔

(۵) جس ادارہ میں زیر تعلیم ہو اس ادارہ کی تصدیق ادارہ کے لیٹر پیڈ و مہر کے ساتھ

ضروری ہے۔

(۶) مقام مسابقتہ پر وقت سے ایک روز پہلے پہنچ جائے؛ تاکہ مسابقتہ کے ماحول سے

واقف ہو جائے۔

(۷) طالب علم کے ساتھ کسی سرپرست استاذ کو روانہ کیا جائے جو پوری نگرانی

کر سکے۔

(۸) مقام مسابقتہ پر پہنچنے کے بعد کوئی عذر قابل قبول نہ ہوگا، الا یہ کہ شدید مجبوری

ہو۔

(۹) حکم حضرات کا فیصلہ آخری ہوگا۔

(۱۰) مسابقہ میں ممتاز آنے والے طلبہ کو معقول انعامات سے نوازا جائے گا۔

(۱۱) انتظامی سہولت اور مضمون کی اہمیت کے پیش نظر مسابقہ ان مدارس کے مابین رکھا گیا ہے، جہاں دورہ حدیث شریف کی مکمل تعلیم کا نظم ہے۔

(۱۲) تقریر کا وقت ۱۵ منٹ تک کا رکھا گیا ہے۔

(۱۳) اپنی تقریر کو تحریری شکل میں لے کر آئیں؛ تاکہ بعد میں اس کو کتابی شکل میں ترتیب دینے میں سہولت رہے۔

(۱۴) تقریر میں حدیث کے موضوع کے متعلق ہی گفتگو ہو، خارجی اباحت سے پرہیز کیا جائے۔

(۱۵) مسابقہ میں آغاز اسلام سے لے کر ۱۳۰۰ھ تک کے محدثین کا تذکرہ کیا جائے، ۱۳۰۱ھ سے حال تک کے محدثین کا تذکرہ ان شاء اللہ دوسری کسی مجلس میں ہوگا۔

(۱۶) مسابقہ کی دونشت ہوگی، صبح میں ۸ بجے سے ۱۲ بجے تک پہلی مجلس ہوگی اور شام کو ۳ بجے سے ۵ بجے تک دوسری مجلس ہوگی، رات کو مغرب بعد عمومی مجلس ہوگی اور نمبرات کا اعلان بھی رات کی مجلس میں ہوگا۔

ان شرائط کے مطابق طلبہ نے اپنے خطاب پیش کئے، بعدہ مہمان خصوصی و حکم محترم نے اس پہلو پر گفتگو کرتے ہوئے طلبہ کو رسوخ فی العلم، جہد فی العمل اور دیگر ضروری امور کی طرف رہنمائی کی اور تاثرات قلمند فرمائے، افسوس کہ یہ تاثرات دستیاب نہ ہو سکے کہ اس کو زینت کتاب بنایا جاتا۔

(۷) آئی کیپ

مدارس اور اہل مدارس کے مسلمانوں سے اور ارد گرد کے اہل قسبات و دیہات سے

تعلقات ہوتے ہیں، اور ہونے بھی چاہئے، اسی لئے ہر جمعرات کو طلبہ کی جماعتیں اطراف اور قرب و جوار کے دیہاتوں میں تبلیغی سلسلہ سے جڑتی ہیں، اور وہاں اپنی بساط کے مطابق کام کرتے ہیں، اس کے علاوہ دیہات اور قریہ جات میں معلمین و متعلمین کی جمعہ کے روز وعظ و نصیحت کے لئے آمد و رفت جس سے عوام الناس کے حالات سے باخبر رہ سکیں، ان کی خوشی و غمی میں شرکت کی کوششیں، اجلاس ختم بخاری و مسالانہ کے موقع پر ان کو دعوت بھی دی جاتی ہے؛ تاکہ وہ مدارس سے مربوط رہ کر اپنی دینی پیاس بجھا سکیں، اور دینی رشتہ میں استحکام پیدا ہو۔

اسی سلسلہ کی ایک کڑی عوام الناس کی طبی اعتبار سے خدمت کرنا بھی ہے، صحت یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے، اللہ تعالیٰ نے ہر عضو کے خاص خاص فائدے رکھے ہیں، اگر ایک آدھ عضو بھی معطل ہو جائے تو انسان کئی ایک پریشانیوں میں مبتلا ہوتا ہے، اسی میں سے ایک آنکھ ہے۔

اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ انسانی خدمت کے پہلو سے کسی کے علاج و معالجہ میں کام آنا بھی نہایت اہم خدمت ہے، خصوصاً انسان سب سے زیادہ خدمت کا محتاج اس وقت ہوتا ہے، جب کہ وہ مریض ہو اور واقعہ یہ ہے کہ مدارس اپنی ذمہ داریوں کے ساتھ عوام الناس کی اس نوعیت کی خدمات بھی کرتے ہی رہتے ہیں۔

چنانچہ اسی نسبت سے ۱۴ دسمبر ۲۰۰۳ء بروز اتوار اس جامعہ میں روڈ می چیری ٹیبیل ٹرسٹ یو کے کے تعاون سے ایک کیمپ قائم ہوا، اس کی اطلاع بذریعہ اشتہارات گاؤں گاؤں دی گئی، اور کئی سو حضرات نے اس کیمپ سے فائدہ بھی اٹھایا۔

اس میں سیو اُر و رل جھگڈیا کے معالجین اور ڈاکٹرس صاحبان نے اپنی خدمات

فراہم کی، جن کا علاج کیمپ میں ہو سکتا تھا، وہ کیمپ میں کیا گیا، اور جن کو عینک یہاں سے دیئے جاسکتے تھے، وہ دیئے گئے، البتہ کچھ حضرات کو ہسپتال بھیجنا ضروری معلوم ہوتا تو انہیں یہ اطلاع دی گئی تھی کہ آپریشن کے لئے ”سری کستور بہ ہاسپٹل جھگڈیا“ کے آمد و رفت کا سفر خرچ ذمہ داران برداشت کریں گے، اور طعام و قیام کا بھی نظم کیا جائے گا۔

یہ کیمپ بخوبی انجام پذیر ہوا، آئے ہوئے مریضوں کی دن بھر خدمت کی گئی اور اس بہانے جامعہ کو عوام الناس کی خدمت کا موقع فراہم ہوا۔

(۸) جلسے

سال میں کل ۵ اجلاس ہوتے ہیں، ۳ انجمنوں کے اختتامی مجلسوں پر ۳ اجلاس، بخاری کا آخری درس و اصلاحی وعظ کے لئے اجلاس کا انعقاد ہوتا ہے اور آخر میں سالانہ اجلاس ہوتا ہے۔

ان جلسوں کے انعقاد کی بڑی وجہ طلبہ کی عملی تربیت کے مواقع ملتے ہیں، وہ لوگوں کے درمیان وعظ و نصیحت اور گفتار کا طریقہ سیکھتے ہیں، چنانچہ بچوں کی طرف سے مختصر تقاریر، مکالمے، مؤثر حمد و نعت وغیرہ اردو اور عربی زبان میں پیش ہوتے ہیں، اس میں مقابلہ بھی ہوتا ہے، پروگرام سلیقے سے پیش کرنے کی صورت میں امتیازی پوزیشن لانے والے طلبہ کو تشجیع انعام دیا جاتا ہے۔

اور اخیر میں حالات و تقاضے اور دینی تعلیم کی اہمیت وغیرہ پر صاحب صلاحیت اور موضوع کے ماہرین حضرات کی تقاریر کا اہتمام کیا جاتا ہے، جو ایک مختصر نشست میں طلبہ کی اس موضوع کی طرف توجہ مرکوز کرتے ہیں، اس سے متعلق مواد فراہم کرتے ہیں، اور طلبہ کی رہنمائی کرتے ہیں۔



تعمیرات

مدرسہ کا جائے وقوع

بانی دارالعلوم کے اخلاص اور للہیت کی بدولت حق سبحانہ و تعالیٰ نے مدرسہ ہذا کو ایسا خوش منظر محل وقوع عطا فرمایا ہے، اس جیسا شاید ہی دوسرے کسی تعلیمی و تربیتی ادارے کے لئے ہو۔

مدرسہ شہر کی فیکٹریوں، کارخانوں، بازاروں اور ٹریفک وغیرہ کی ہماہمی، ہجوم اور شور و غوغا سے دور ایک طرف ہٹ کر مگر فنائے شہر کے اندر واقع ہے، اگر ایک طرف اسے شہر کی سہولیات دستیاب ہیں تو دوسری طرف وہ اس کے مضرات و کمزوریاں سے بھی بچدہ تعالیٰ محفوظ ہے، مدرسہ ریلوے اسٹیشن سے ۴ کلومیٹر کے فاصلے پر جانب مغرب میں واقع ہے، اس کی جانب مشرق میں عہد تغلقی میں بنی تاریخی عید گاہ ہے تو شمال میں قبرستان (جو مدرسہ ہی کے زیر انتظام ہے) اور ضلع پولس کا مرکزی دفتر ہے، مغرب میں کلکٹر، ڈی. ایس. پی. بج وغیرہ سرکاری، سول افسران کے بنگلے اور ان کی رہائش گاہیں ہیں، تو جنوب میں وہ تاریخی دریائے نربدا ہے، جس کے ذریعہ رشتہ ہندو عرب استوار تھا اور جو چار صدیوں تک اسلام کا دمساز و ہمراہ رہا، اس کی زمین بقول مولانا سید سلیمان ندوی یادگار عہد خیر القرون اور اس کی جبین مطلع انوار ذی النورین ہے۔

تو ہے دریائی پری یا شاہد عالم ہے تو
اس سمندر کے گلے کی شہ رگ اعظم ہے تو

مدرسہ کا کمپاؤنڈ ۲۸ رینگھ وسیع و عریض قطعہ زمین پر پھیلا ہوا ہے، اس کی آدھی کے

قریب زمین پر مضبوط و پروقار اور شان و شوکت والی کل ۱۷ عمارتیں آباد ہیں، اور باقی نصف حصہ میں با ترتیب، با تہذیب و منصوبہ بند طور پر لگائے گئے پارک و خوش نما باغات، ہرے بھرے کھیت، کشادہ سڑکیں اور وسیع و عریض کھیل کے میدان ہیں، ان تمام عمارتوں اور قدرتی مناظر کے حسن و جمال کو صفائی و ستھرائی اور نظافت و طہارت نے دوبالا کر دیا ہے، البتہ تقریباً ۱۷ سال سے کھیت نکال دیئے گئے، اب اس کی جگہ باغات بنادیئے گئے ہیں۔

غرض بقول حضرت مولانا نور عالم صاحب خلیل الامینی مدیر عربی ماہنامہ ”الداعی“ و استاذ ادب عربی دارالعلوم دیوبند ”اس خوش قسمت مدرسہ کا جائے وقوع ایسا شاعرانہ، ذہن کشا، استعداد کو شگفتہ کرنے والا، فکر آفرین، سحر افزا، دلربا اور طرب انگیز ہے کہ جس سے طالب علم، ایک معلم، ایک شاعر اور ایک ادیب کے لئے مضمون آفرینی کی فضا سازگار ہوتی ہے، فکر و نظر کو غذاملتی ہے، عقل و خرد کے سوتے جاگ اٹھتے ہیں، ذہن انسان کو نشاط و سرور اور پُرِ مُردہ و افسردہ اور تھکی ہاری طبیعت کو تازگی حاصل ہوتی ہے، القصہ اس ادارے کو وہ سارے عناصر تر کبیہ حاصل اور فراہم ہیں کہ جن سے ہر اس تعلیمی اور مذہبی ادارے کو مرکب ہونا چاہئے، جس کا مقصد اس ملک کی مسلم قوم کے جگر پاروں کو اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت کے لئے باصلاحیت سپاہی اور حقیقی معنی میں باتو فیق، بیدار مغز، باشعور، با حوصلہ، اور بلند ہمت داعی بنانا ہے؛ تاکہ وہ اپنی ذمہ داری سے حوصلہ و خود آگہی و خود اعتمادی اور قوت کے ساتھ عہدہ برآ ہو سکیں، خدائے علیم و بصیر سے یہی استدعا ہے کہ وہ بزرگ و برتر ذات اس ادارے سے ایسے ہی خصائل و اوصاف کے حامل افراد رجا ل کار پیدا فرمائے۔ آمین و ما ذلک علی اللہ بعزیز۔

پارسی ٹرسٹ سے خریدی ہوئی جائیداد کی تفصیل:

حاجی موسیٰ صاحب نے پارسی ٹرسٹ سے جو جائیداد خریدی تھی، اس کی تفصیل کچھ

اس طرح ہے:

فی الحال مدرسہ جس احاطہ میں واقع ہے؛ وہ ایک کھلا میدان تھا، اس میں ۳-۴ چھوٹی بڑی عمارتیں تھیں، اسی عمارتوں میں سے ایک ”تیسری منزل“ سے معروف ہوگئی تھی، دوسری عمارت بنگلہ دیش سے معروف تھی اور تیسری ایک تعمیر طول میں ایک گلی کی طرح پھیلی ہوئی تھی۔

ادارہ میں صدر گیٹ سے داخل ہوتے سیدھے راستہ پر چلتے ہوئے ایک کھلا میدان ہے، جس کے قریب شمالی سمت میں بیٹھنے کے لئے طول میں کرسی بنائی ہوئی ہے، اس کی مغربی سمت میں سابق مہتمم حضرت مولانا یعقوب صاحب کا قدیم مکان ہے، جہاں آج غیر متبادل اساتذہ اور بیرونی طلبہ کے رہنے کے کمرے اور ایک قدیم چھوٹا مہمان خانہ ہے، اور اس کی مغربی سمت میں قدیم دارالاقامہ اور ایک باغ ہے، اس کھلے میدان میں ”تیسری منزل“ واقع تھی، اس تیسری منزل کی تعمیر ۱۹۲۲ء میں ہوئی تھی۔

دوسری بلڈنگ اس جگہ پر واقع تھی، جہاں آج ”مکتبہ عامہ“ قائم ہے اور تیسری طولانی عمارت اس جگہ واقع تھی جہاں بیت الخلاء و غسل خانے تعمیر ہوئے ہیں، جو قدیم مدرسہ بلڈنگ کے پیچھے متصل واقع ہے، جس کا ذکر آئندہ اوراق میں بھی آئے گا، اس کے علاوہ باقی پورا خالی میدان تھا، یہ عمارتیں پارسی ٹرسٹ کی ملک تھی، اس کی خریداری کے بعد مختلف اوقات میں ضرورت کے مطابق جو تعمیرات ہوئی وہ درج ذیل ہے:

مسجد:

دارالعلوم کی مسجد جدید طرز تعمیر کی شاہ کار ہے، اس کی اندرونی تمام دیواریں سنگ مرمر سے جڑی ہوئی ہیں، جس میں بشمول گیلری کے بیک وقت کم از کم ۱۵۰۰ مصلیوں کی

گنجائش ہے، البتہ بالفعل عموماً ہر نماز کے وقت ۷۰۰ طلبہ و علماء سر بسجود ہوتے ہیں، ۱۳۹۲ھ موافق ۱۹۷۲ء میں اس کی تعمیر ہوئی اور ۱۴۰۷ھ موافق ۱۹۸۷ء میں توسیع ہوئی، اس کا رقبہ ۸۰×۱۱۰ فٹ ہے، اس کے ساتھ ۴۳ نشستوں والا حوض اور ۲۲ نشستوں والا وضو خانہ اور معتمدین کے لئے ایک غسل خانہ، بیت الخلا اور پانچ پیشاب خانوں پر مشتمل ایک چھوٹی عمارت اور مؤذن کے لئے ایک کمرہ وغیرہ تمام لوازمات شامل ہیں۔

چوں کہ اس علاقہ کا پانی بہت نمکین رہتا ہے، اس لئے حوض کا پانی دو تین دن میں خراب اور گندہ ہو جاتا ہے، ہر تین دن میں حوض کی صفائی کرنی پڑتی ہے، اس سے پانی کا بھی کافی بگاڑ ہوتا ہے، اور ملازمین کا وقت بھی بگڑتا ہے، اس لئے بھروچ ضلع کے کئی ایک گاؤں میں بھی حوض نکال دیئے یہاں بھی دو سال پہلے اس حوض کو نکالنا پڑا، اور اس کی جگہ ۱۲۶/ نشستوں والا طہارت خانہ بنادیا گیا۔

درس گاہ کی عمارت:

احاطہ مدرسہ کے بالکل قلب میں واقع یہ تین برجوں والی دو منزلہ حسین و جمیل عمارت دارالعلوم کی درس گاہ ہے، جو بتوفیق الہی صرف ایک سال کی اقل قلیل مدت میں تیار ہوئی تھی، ۱۴۰۱ھ موافق ۱۹۸۱ء سے اس میں برابر تعلیمی سرگرمیاں جاری ہیں، اس میں ۲۴ کمرے ایک دفتر اہتمام اور ایک دارالمطالعہ ہے۔

یہ عمارت تعمیر کرنے سے پہلے اصحاب خیر حضرات سے تعاون طلب کیا گیا تھا، نیز بیرون ملک (زambia، جنوبی افریقہ اور یو کے) حضرت مہتمم صاحب اور کچھ اساتذہ اس عمارت کی تعمیر میں تعاون زر حاصل کرنے کے لئے تشریف لے گئے تھے، چنانچہ کئی حضرات نے پوری ایک درس گاہ کی تعمیر کا خرچ اٹھایا، اور کئی ایک حضرات نے اپنی استطاعت کے

مطابق دیا، جن حضرات نے اس تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، وہ ضلع بھروچ اور اس کے ارد گرد کے باشندے ہیں، جو سالوں سے بیرون میں آباد ہیں، ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

نمبر شمار	اسمائے گرامی	آبائی وطن	اقامتی وطن
(۱)	حاجی ولی آدم باندی	ننپور	لنڈن
(۲)	حاجی یوسف بھائی ٹیلر	ہنگوٹ	لیسٹر
(۳)	عیسیٰ بھائی دیبر	کرماڈ	لیسٹر
(۴)	سلیمان بھائی دیبر	کرماڈ	//
(۵)	عبداللہ اسماعیل بوما	کرماڈ	//
(۶)	غلام ولی لاکن	ٹیکاریہ	//
(۷)	اسماعیل سلیمان	رہاڑ پور	//
(۸)	عیسیٰ آدم ٹیل	ہنگوٹ	//
(۹)	حاجی اسماعیل دکڑی	ولن	//
(۱۰)	عمر جی یوسف مکدم والا	ستپون	//
(۱۱)	حاجی احمد اسماعیل	کہان	//
(۱۲)	فیشن فیبرک سنٹر	-	//
(۱۳)	حاجی محمد موسیٰ وازا	وہالو	پریسٹن
(۱۴)	حاجی محمد نشی	منوبر	چورلی
(۱۵)	ولی بھائی باپو	دہیگام	بولٹن

زambia و جنوبی افریقہ کے معاونین

(۱) حاجی احمد آدم نبی پور والا زامبیا (۲) حاجی اسماعیل آدم نبی پور والا زامبیا (۳) یونس حاجی ولی نبی پور والا زامبیا (۴) اسماعیل یوسف دودھیاستون والا (۵) آدم بھائی دلال صاحب زامبیا (۶) یعقوب رستم صاحب چپٹا والا (۷) عبدالصمد صاحب ماڈرن پیرس (۸) چیکو اینڈ سٹریز (۹) لہما دابر دھرس (۱۰) دادا بھائی بردھرس (۱۱) محمد اسماعیل منشی (۱۲) آدم اینڈ بردھرس (۱۳) فاطمہ اسماعیل ولی بخش (۱۴) سلیمان اینڈ بردھرس (۱۵) دادا بھائی گانھو (۱۶) اے آئی قاضی چیریٹی ٹرسٹ۔

دارالقرآن بلڈنگ

یہ دو منزلہ عمارت ہے، جو مدرسہ بلڈنگ کی مغربی جانب واقع ہے، اس کی سنگ بنیاد فدائے ملت حضرت مولانا اسعد مدنیؒ کے مبارک ہاتھوں رکھی گئی، فقہی سمینار کے وقت یہ سوچا گیا کہ حضرت قاضی صاحبؒ کے ہاتھوں فقہائے ہند کی معیت میں اس کی سنگ بنیاد رکھ دی جائے؛ لیکن موقع نہ مل سکا۔

اس کے بعد اکتوبر ۱۹۹۵ء مطابق جمادی الاولیٰ ۱۴۱۶ھ میں عالم اسلام کے مشہور و معروف بزرگ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں صاحب ندویؒ کا گجرات کا دورہ ہو رہا تھا، اس مناسبت سے اس بلڈنگ کی سنگ بنیاد آپ ہی کے ہاتھوں رکھنے کی تجویز منظور ہوئی، لیکن حضرت کا پروگرام امروز و فردا ہوتا رہا، اور بالآخر حضرت یہاں اچانک تشریف لائے، البتہ وقت مختصر تھا، اس لئے آپ گاڑی میں تشریف فرما رہے اور ادارہ کے لئے دعائے خیر کر کے رخصت ہو گئے۔

اس کے بعد کسی وقت فدائے ملت حضرت مولانا اسعد صاحب مدنیؒ کا ورود ہوا اور اس کی سنگ بنیاد رکھی گئی، اس بلڈنگ کا کل رقبہ ۸۲×۷۰ فٹ ہے۔

اس میں ۱۶ کمرے ہیں، اس میں دس حفظ کلاس، ۴ ناظرہ کے لئے اور بقیہ کمروں میں درجہ حفظ کے طلبہ آرام کرتے ہیں۔

حاجی ایوب دلی ماٹلی والا نے اپنے والدین اور ماٹلی والا فیملی کے مرحومین کے ایصال ثواب کی نیت سے تعمیر کرائی، فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

مکتبہ عامہ بلڈنگ

یہ بھی وسط میں واقع مدرسہ بلڈنگ کی مشرقی جانب واقع ہے، اس میں نیچے چار بڑی درس گاہیں اور اوپر مکتبہ عامہ ہے، اس بلڈنگ کا کل رقبہ ۸۲×۷۰ فٹ ہے۔

انہیں درس گاہوں میں سال میں ۲ مرتبہ تحریری امتحانات بھی ہوتے ہیں، اس عمارت کی سنگ بنیاد حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ کے اور فقہ اکیڈمی کے رفقاء کے کار کے ہاتھوں رکھی گئی، اس سے پہلے آپ نے دعا فرمائی، اس وقت اساتذہ جامعہ بھی موجود تھے۔

دارالاقامہ

اسکولوں میں پڑھائے جانے والے جدید عصری علوم جن میں طلبہ حصول علم کے لئے آمدورفت رکھتے ہیں، اقامت بہت کم ہوتی ہے، جس کی وجہ سے اسکول کے طلبہ پر خارجی ماحول کا ایک اثر رہتا ہے، اور ٹھیک محنت نہیں کر پاتے۔

دوسری طرف مدارس کے طلبہ کا ایک گھریلو ماحول ہوتا ہے اور دوسری طرف والدین کی توجہ مشکل ہو چکی ہے، والدین اپنی عدیم الفرستی یا فن تربیت سے ناواقفیت کے باعث اپنے بچوں کی طرف پوری توجہ نہیں دے پاتے، پھر صنعتی انقلاب نے خاندانی نظاموں کو درہم برہم کر دیا ہے، سماج دن بدن بے دینی اور مادہ پرستی کا شکار ہو رہا ہے، مذہب و اخلاق کی گرفت ڈھیلی ہوتی جا رہی ہے، ماحول عموماً گندے اور نٹ نئی خرابیوں کی آماج گاہ بن گئے

ہیں، ایسی صورت میں ضروری ہوا کہ مدرسہ سے اقامتی ہوں، تاکہ بچے اپنا بیشتر وقت اساتذہ کی معیت اور نگرانی میں گزار سکیں، تاکہ ان کی مناسب دیکھ بھال اور تربیت ہو سکے، اور مطالعہ و محنت کے لئے بھی وقت صرف کر سکیں۔

اس طرح گھر سے دور مدرسہ کی اقامت گاہوں میں رہنے میں دوسرے بھی درج ذیل فائدے حاصل ہوتے ہیں:

✽ مختلف مزاج و طبائع اور معاشرتی معیار کے بچوں کے ساتھ زندگی گزارنے اور کسروا نکسار کے ساتھ نباہ کرنے کا طریقہ سیکھ لیتے ہیں۔

✽ زندگی میں نظم و ضبط پیدا ہوتا ہے، اور اصول و ضوابط کی پابندی کرنے کی عادت پڑتی ہے۔

✽ گروہ و جماعت بندی میں مل جل کر کام کرنے، دوسروں کے کام آنے، محبت، ہمدردی، ایثار اور قربانی کا مظاہرہ کرنے یا تیمارداری، میزبانی، خدمت، اطاعت اور قیادت کے کافی مواقع ملتے ہیں۔

مذکورہ بالا متوقع فوائد کے حصول کے لئے درج ذیل امور کی طرف توجہ دی جاتی ہے:

✽ دارالاقامہ احاطہ مدرسہ میں پرسکون اور کھلی فضا میں بنائے گئے ہیں۔

✽ کمرے ضروری سامان، قضاء حاجت اور غسل خانہ، بچوں کے نجی سامان کی حفاظت کے لئے لوکر وغیرہ سے آراستہ ہیں۔

✽ بورڈنگ کانگران ہمہ وقتی ہے، جس کی قیام گاہ بھی بورڈنگ سے ملحق ہے؛ تاکہ وہ مناسب دیکھ بھال و تربیت آسانی سے کر سکے۔

✽ صفائی ستھرائی، لباس، بستر، کمرے، صحن وغیرہ کی صفائی کی طرف پوری توجہ دی

جاتی ہے۔

✽ چھوٹے اور بڑے بچوں کو الگ رکھا جاتا ہے، ایک کمرے میں ایک ہی عمر اور ایک ہی جماعت کے طلبہ رکھے جاتے ہیں۔

دارالاقامہ قدیم وجدید

قدیم دارالاقامہ:

طلبہ کی رہائش کے لئے مدرسہ کی مغربی حصار سے متصل ۱۳۹۳ھ الموافق ۱۹۷۳ء میں ۸ چھوٹے کمروں اور ایک ہال پر مشتمل دو منزلہ ایک عمارت بنائی گئی تھی، اس کی تحتانی منزل میں ہال ہے جو دارالطعام کے طور پر مستعمل ہوتا رہا، اس کا رقبہ ۶۰x۳۰ فٹ ہے، اور بالائی منزل میں آٹھ کمرے تھے، ان چھوٹے کمروں کو پھر ۱۴۰۵ھ الموافق ۱۹۸۵ء میں آپس میں ملا کر ۴ بڑے کمرے تیار کئے گئے، جن میں درجات عربیہ عالیہ کے طلبہ رہتے ہیں۔

اس دارالاقامہ اور مسجد کے بیچ کی کھلی جگہ میں چھ کمروں اور ایک بڑے ہال پر مشتمل دو منزلہ دوسرا دارالاقامہ ۱۴۰۵ھ الموافق ۱۹۸۵ء میں تعمیر ہوا، اس کی فوقانی منزل کے چھ کمروں میں درجات علیا کے طلبہ مقیم ہیں اور زیرین منزل کا ہال جس کا رقبہ ۱۱۰x۳۰ فٹ ہے، طلبہ حفظ کے لئے مخصوص ہے، اور دونوں ہاسٹلوں کے کل ۱۰ کمروں میں سے ہر ایک کا رقبہ ۳۰x۱۵ فٹ ہے، اور نئے اور پرانے دونوں ہاسٹلوں کو ملا کر ایک کر دیا گیا ہے۔

اس دراز ترین عمارت میں ان ۱۰ کے علاوہ ۱۳ کمرے اور ہیں، جن میں سے ایک کمرہ میں طلبہ کی انجمن نصیحة الاخوان اور اس کی لائبریری ہے، جب کہ باقی کمرے مطبخ اور گودام وغیرہ کے لئے مخصوص ہیں، مدرسہ کی سہ منزلہ قدیم عمارت جسے ۱۳۸۵ھ تا ۱۴۰۰ھ درس گاہ کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا ہے، درس گاہ کی مستقل عمارت بن جانے کے بعد اس کی

بالائی دو منزلوں کو بھی فارسی اور عربی کے ابتدائی درجات کے طلبہ کے لئے اقامت گاہ بنادیا گیا ہے، اور اس عمارت کی زیرین منزل کا استعمال دفتر محاسبی، مہمان خانہ اور شفاء خانہ وغیرہ کے لئے ہوتا ہے، دارالاقامہ کے تمام کمروں اور ہالوں میں روشنی کے لئے ٹیوب لائٹ اور ہوا کے لئے برقی پنکھوں کا انتظام ہے، نیز ہر ایک طالب علم کو داخلہ کے فوراً بعد لوہے کی ایک چارپائی، ایک گدّ اور دو چادریں اور ایک تکیہ مستعار دی جاتی ہیں، جو سال کے اختتام پر واپس جمع کر لی جاتی ہیں۔

مذکورہ بالا تمام سہولتوں اور راحتوں کے فراہم کرنے سے مدرسہ کا مقصد صرف یہ ہے کہ طلبہ ہر طرح سے بے فکر ہو کر حصول علم اور زاد آخرت کی ایک ہی فکر میں ہمہ تن مصروف رہیں، البتہ بڑی اور وسیع ۳ منزلہ (دارالاقامہ و مطبخ پر مشتمل) عمارت تعمیر ہونے کے بعد اب درجات عالمیت کے طلبہ جدیدہ منزلہ عمارت میں رہتے ہیں، اور قدیم دارالاقامہ میں درجات حفظ کے طلبہ رہتے ہیں اور ۶۰×۳۰ فٹ کے ہال میں درجات ناظرہ کے طلبہ آباد ہیں، ۱۱۰×۳۰ فٹ کے ہال درجات حفظ اور درجات ناظرہ کے لئے عبادت گاہ بنادیا گیا ہے اور مطبخ بھی اس جگہ سے نئی تعمیر میں منتقل کر دیا گیا ہے۔

جدید دارالاقامہ:

آہستہ آہستہ طلبہ کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا، لہذا اس قدیم بلڈنگ کا فائدہ محدود ہو گیا، اس لئے پھر نئی تعمیر کی ضرورت پیش آئی، لہذا ۲۰۱۰ء میں حضرت اقدس شیخ الحدیث حضرت مولانا ابوالحسن علی صاحبؒ کے دست مبارک بعد الدعاء اس کی سنگ بنیاد رکھی گئی، آپ کے ساتھ اساتذہ جامعہ بھی موجود تھے، اور اس کی دعاء افتتاح حضرت اقدس شیخ المشائخ مولانا قمر الزماں صاحب الہ آبادی نے فرمائی، رمضان المبارک میں افطاری کے لئے دعوت دی گئی اور ان مبارک اوقات میں آپ کے ہمراہ آئے ہوئے علماء، ضیوف اور اساتذہ جامعہ بھی

موجود تھے۔

یہ عمارت سہ منزلہ ہے، تختانی میں مطبخ، ذخیرہ (اسٹور روم) کولڈ روم اور کچن ہے، یہ تعمیر ۲۹۶×۵۲ فٹ رقبہ میں ہوئی ہے، اور ہال کا رقبہ ۱۹۵×۴۰ فٹ ہے، اوپر کی دونوں منزلیں طلبہ کی اقامت گاہیں ہیں، اس میں ہر کمرہ میں بیت الخلاء اور غسل خانہ بھی بنادیا گیا ہے، کل ۳۰ کمرے ہیں۔

قدیم دارالاقامہ سے درجات علیا کے طلبہ کو اس نئے دارالاقامہ میں منتقل کر دیا گیا ہے، اور اس کے مطبخ کی جگہ میں عبادت گاہ بنائی گئی ہے، جہاں درجات حفظ و ناظرہ کے طلبہ نمازیں پڑھتے ہیں، اس کے علاوہ انہیں دعائیں سکھائی جاتی ہے، اور ضروری امور (نماز وغیرہ پریکٹیکل) بتلا کر اصلاح کی جاتی ہے۔

اور دوسرے ہال میں آج کل ناظرہ کے طلبہ رہائش پذیر ہیں، اور اوپر کے کمروں میں حفظ کے درجات کے طلبہ اقامت پذیر ہیں۔

اساتذہ کی رہائش گاہیں

ترقی اور بہتر نتائج کے خواہش مند کسی بھی ادارے کے لئے نہایت ضروری ہے کہ اس کے کارکنان خوش دل، مطمئن اور جمے ہوئے ہوں؛ تاکہ جمعیت خاطر اور یکسوئی سے اپنی ذمہ داریاں بحسن و خوبی انجام دے سکیں، اس پاکیزہ ہدف کے حصول کے لئے مدرسہ میں متاثر اساتذہ کے اپنے اہل و عیال کے ساتھ رہنے کے لئے ابتداءً تین عمارتیں بنائی گئی، جن میں ۲۲ مدرسین و کارکنان کا عملہ سکونت پذیر رہا ہے، اور یہ تمام مکانات پانی، بجلی اور گیس لائن کی سہولتیں سے لیس اور آراستہ ہیں، بجلی اور گیس کے میٹر ہر مکان کا جدا گانہ ہے، جن کا بل اساتذہ اپنے طور پر ادا کرتے ہیں، البتہ پانی کا کوئی معاوضہ نہیں لیا جاتا ہے، چوبیس گھنٹے

مدرسہ کی طرف سے مفت پانی پہنچانے کا خود کار (آٹومیٹک) انتظام ہے۔

ان تین میں دو عمارتیں دارالاقامہ کے بالکل محاذات میں مدرسہ کی شرعی حصار سے متصل ہیں، سب سے پہلے بنی عمارت کے زیرین منزل کے ۱۰ مسلسل مکانات کا بناء ۱۳۰۰ھ موافق ۱۹۷۹ء ہے، ان میں سے ہر مکان میں چھوٹے بڑے چار کمرے ہیں اور اس کی بالائی منزل کے ۵ رڈبل مکانات ۱۴۰۶ھ موافق ۱۹۸۶ء میں تعمیر ہوئے، ان میں سے ہر مکان چھوٹے بڑے چھ کمروں پر مشتمل ہے۔

یہ قدیم عمارت حوادث زمانہ کا کافی حد تک شکار ہو چکی تھی، چنانچہ یہ عمارت رفتہ رفتہ بوسیدہ ہو گئی، ماہرین تعمیرات اور Architect حضرات کی رائے یہ طے پائی کہ اس عمارت کو منہدم کرنا ضروری ہے؛ تاکہ مستقبل میں کسی بڑے حادثہ سے دوچار نہ ہونا پڑے، چنانچہ یہ عمارت مجبوراً منہدم کرنی پڑی۔

اب اس جگہ ۲/۲ بلڈنگ تعمیر ہو رہی ہے، یہ سہ منزلہ عمارت ہے، ہر منزل پر ۲ مکان ہے، اس طرح بلڈنگ میں چھ مکان ہوں گے، اس کی سنگ بنیاد جامعہ کے دونوں شیوخ حضرت مولانا اقبال صاحب ٹیکاروی اور حضرت مفتی محمد صاحب آچھودی مدظلہما کے دست اقدس سے رکھی گئی، دعاء و سنگ بنیاد میں اساتذہ جامعہ نے بھی شرکت فرمائی، اس کا رقبہ ۶۰ × ۴۰ فٹ ہے۔

مذکورہ بالا پہلی بلڈنگ (جواب منہدم ہو چکی ہے) سے ملحق دوسرے چار مکانات پر مشتمل دو منزلہ دوسرا دارالمدرسین ۱۴۰۹ھ موافق ۱۹۸۹ء میں تعمیر ہوا، ان چاروں میں سے ہر ایک مکان میں چھوٹے بڑے چار کمرے ہیں۔

(۱) بڑا اسٹاف کواٹرس: اس بلڈنگ میں ۷/۱ مکانات ہیں، اس بلڈنگ میں سب

سے زیادہ مکانات ہیں، اس لئے اس کو بڑا اسٹاف کو اٹرس بھی کہتے ہیں، اس کو اسکول بلڈنگ سے بھی یاد کرتے ہیں، اس بلڈنگ میں پہلے ماٹلی والا پبلک اسکول بھی قائم تھا، بعد میں جامعہ کے رکن شوری جناب حاجی ایوب صاحب نے یہ بلڈنگ جامعہ کو وقف کر دی - فجزاہ اللہ تعالیٰ خیرا - اور اسکول بلڈنگ جامعہ سے ایک دیرٹھ کلومیٹر کی دوری پر لے گئے۔

یہ عمارت بھی سہ منزلہ ہے، اس میں ہر ایک مکان کی سائز ضرورت اور تقاضے کے مطابق الگ الگ ہے، کچھ مکانات چھوٹے، کچھ درمیانی اور کچھ بڑے ہیں۔

(۲) ۳ عمارتیں اور ہیں، ہر ایک ۲ منزلہ ہے، تحتانی و فوقانی، ایک عمارت میں ۴ مکانات ہے، اس میں ہر مکان میں تین کمرے، کچن اور چھوٹا برآمدہ ہے، ہر ایک عمارت ۶۰×۴۰ فٹ میں پھیلی ہوئی ہے، ان میں ایک کی تعمیر ۱۴۰۹ھ موافق ۱۹۸۹ء میں ہوئی تھی، باقی دو عمارتوں کی تعمیر ۱۹۹۷ء میں ہوئی۔

رہائش گاہ برائے مہتمم صاحب:

اس مکان میں سابق مہتمم حضرت مولانا یعقوب صاحب اور پڑوس میں ۲ ملازمین رہائش پذیر تھے، چوں کہ بعد میں دارالمدرسین کی ایک اور تعمیر وجود میں آگئی، جو ۷۷ ارچھوٹے بڑے مکانات پر مشتمل ہے، اس لئے کافی وسعت ہوگئی، لہذا اب اس بلڈنگ میں ایک کمرہ میں مہمان ٹھہرتے ہیں، باقی کمروں میں بیرونی طلبہ اور غیر متاہل اساتذہ کا قیام رہتا ہے، اب یہ بلڈنگ مہتمم صاحب کی رہائش کے لئے نہیں ہے۔

اس بلڈنگ میں چھوٹے بڑے ۸ کمرے ہیں، اس کی تعمیر ۱۴۰۵ھ موافق ۱۹۸۵ء میں ہوئی ہے، اس کا رقبہ ۶×۵۳ فٹ ہے۔

طہارت خانہ:

ویسے تو مسجد دارالاقامہ، مطبخ وغیرہ مدرسہ کی تقریباً تمام ہی عمارتوں میں متعدد استنجاء خانے اور غسل خانے موجود ہیں؛ مگر اس کی مستقل طو پر بھی دو عمارتیں بنی ہوئی ہیں، ایک جدید درسگاہ کے پیچھے جس میں ۲۰ بیت الخلاء، ۱۰ غسل خانے اور وضو کے لئے ۱۷ نشستیں اور تین واش بیسن ہیں، اس میں سردیوں میں گرم پانی کا انتظام ہوتا ہے، یہ عمارت ۱۴۰۲ھ موافق ۱۹۸۴ء میں تیار ہوئی۔

چوں کہ اس کی تعمیر بھی بوسیدہ ہو چکی تھی، اس کی بار بار مرمت سے بھی فائدہ نہ ہوا، پانی بھی رستار ہتا تھا، اور اب یہ تعمیر اپنی افادیت کھور ہی تھی، نیز طلبہ کی تعداد بڑھنے کے بعد یہ تنگ بھی ہو رہا تھا، اس لئے ماہرین تعمیرات اور Architect حضرات کی رائے کے بعد اس تعمیر کو منہدم کرنی پڑی، اور ۲۰۰۷ء میں اس جگہ پر نئی تعمیر قائم کی گئی، اس کی دیواروں پر بہترین اور مضبوط ٹائلز جڑے گئے، اب اس میں ۲۸ بیت الخلاء، ۲۸ غسل خانے اور وضو کے لئے ۱۸ نشستیں ہیں، اس کا کل رقبہ ۵۵×۳۰ ہے۔

دوسری مستقل عمارت مسجد اور کینٹین کے درمیان ہے، جس میں ۲۰ بیت الخلاء، ایک غسل خانہ، ۳۳ پیشاب خانہ اور وضو کے لئے ۳۴ بیٹھکیں بنی ہوئی ہیں، یہ عمارت ۱۴۱۲ھ موافق ۱۹۹۲ء میں تعمیر ہوئی۔

اب سے تقریباً ۱۰ سال پہلے یہ پیشاب خانے نکال دیئے گئے، اور اس کی جگہ پر بیت الخلاء بنادئے گئے، اس وقت کل ۴۰ بیت الخلاء ہے۔

مطبخ:

مدرسہ کا ایک مطبخ ہے، جس میں تقریباً ۷۰ آدمیوں کے لئے دو وقت کا کھانا اور صبح

ناشتہ تیار ہوتا ہے، روزانہ دوپہر کو چاول اور ترکاری سبزی، دال اور کڑھی اور شام کو توے پر پکی ہوئی روٹی اور ہفتہ میں عموماً تین ایام گوشت اور باقی دنوں میں سبزی دال پکنے کا نظام ہے اور صبح میں طلبہ کو چائے کے ساتھ پہلے بسکٹ دیا جاتا تھا، اب تقریباً ۱۶-۱۷ سالوں سے روٹی دی جاتی ہے۔

نیز شروع ہی سے توے پر پکی ہوئی روٹی دیئے جانے کا نظم رہا ہے، البتہ سال گذشتہ سے اب روٹی پکانے کا خود کار مشین (Automatic Chapati & Puri Plants & Bakery Machine) یہ کام انجام دیتا ہے۔

شوال ۱۴۱۴ھ تک کھانا پکانے کے لئے سوختنی لکڑی کا استعمال ہوتا تھا، اب ذوالقعدة الحرام ۱۴۱۴ھ سے باورچی خانہ میں پکنے والا تمام کھانا پائپ لائن سے آنے والی قدرتی گیس پر تیار ہوتا ہے، گیس لائن کے اس جدید نظام میں جہاں مختلف قسم کی آسانیاں اور سہولیات پیدا ہو گئیں ہیں، وہیں وقت اور مصارف میں بھی کافی بچت ہو گئی ہے، گیس کی اس سہولت کے علاوہ مدرسہ کے مطبخ کو اور بھی کئی قسم کے برقی مشینوں کی سہولیات فراہم ہیں، اور اس طرح کھانا پکانے کا کام آسان سے آسان تر ہو گیا ہے۔ (فلله الحمد والمنة)

ان مشینوں میں آٹا پیسنے کی دو چکیاں، مرچ، مصالحہ (مسالا) پیسنے کی ایک چکی، آٹا گوندھنے، دودھ دہی بلونے، قیمہ بنانے کی مشین اور خام و پختہ غذائی اجناس کی حفاظت کے لئے دو ڈی فریج وغیرہ ہیں، البتہ تقریباً ۲۰ سالوں سے یہ فریج نکال کر کولڈ اسٹوریج روم تیار کر دیا گیا ہے، اور صبح میں چائے کے لئے ایک اصطلبل سے تازہ دودھ منگوایا جاتا ہے، مدرسہ میں ٹھنڈے پانی کے لئے ۴ رواٹر کولر بھی ہیں، جو ضرورت کے تمام اوقات میں پانی ٹھنڈا کرتے رہتے ہیں، ان میں سے ایک کولر سے مدرسہ سے باہر عید گاہ روڈ سے گزرنے

والے تمام راہ گیر سیراب ہوتے ہیں۔

قدیم دارالطعام:

پہلے مطبخ سے ملحق کھانے کا ایک ۶۰x۳۰ فٹ رقبہ کا ہال رہا ہے، جس میں تمام طلبہ فرش بچھے ہوئے دسترخوان پر ایک ساتھ مل بیٹھ کر مدرسہ کے برتنوں میں خورد و نوش کرتے ہیں، اگر یہ طریقہ مسنونہ کھانے کو ضائع ہونے سے بچانے کے لئے مفید ہے، تو ان طلبہ میں اسلامی اخوت و مودت اور جذبہ ایثار و قربانی بڑھانے کے لئے اکسیر بھی، یہ کھانا مدرسہ میں داخل تمام طلبہ کو مفت کھلایا جاتا ہے، البتہ مستطیع طلبہ سے ان کی رضا و رغبت سے صرف اصل لاگت کے مطابق ہی فیس لی جاتی ہے، جس سے کوئی نفع مقصود نہیں ہوتا۔

کار پارکینگ:

صدر گیٹ سے متصل بائیں طرف مدرسہ کا ایک اسٹینڈ ہے، جس میں مدرسہ کی کل چھ گاڑیاں پارک کی جاتی ہیں، ان میں سے اکثر گاڑیاں مدرسہ کے مختلف ہی خواہوں کی جانب سے وقف کی گئی ہیں، یہ اسٹینڈ ۱۴۱۳ھ الموافق ۱۹۹۳ء میں تیار ہوا، سال گذشتہ اس میں توسیع کی گئی، اب یہ پارکینگ ۲۱x۲۹ فٹ میں پھیلا ہوا ہے۔

تقریباً ۱۰/۱۱ سال پہلے اس پارکنگ اسٹینڈ میں توسیع ہوئی، اس میں مدرسہ کی دوگاری پارک ہوتی ہے، نیز مدرسہ کے ہی خواہ ارکان شوری کی ایک آدھ دوگاریاں بھی اس میں پارک ہوتی ہے، آنے والے مہمانوں کے لئے بھی اس کا استعمال ہے، اور تین بلوک میں اساتذہ کی Two whiler پارک ہوتی ہے، کچھ طلبہ شہر کے بھی زیر تعلیم ہیں تو ان کی Two whiler اور سائیکلیں بھی اسی میں پارک ہوتی ہے۔

دفتر محاسبی:

جامعہ کے صدر گیٹ کی مغربی سمت میں ۸ کمرے تعمیر کئے گئے، اس میں ایک دفتر محاسبی ہے، ضرورت کے مطابق کچھ سال پہلے اس کی توسیع و ترمیم ہوئی، اب یہ کمرہ ۲۲x۴۱ فٹ میں بہترین بناوٹ و کاریگری کا نمونہ ہے، اس میں تین چھوٹے ونڈو والے شیشہ کے کمرے ہیں، جن میں تین ملازمین اپنی مفوضہ ذمہ داریاں ادا کرتے ہیں۔

دوسرا کمرہ میٹینگ روم ہے، یہ کمرہ آڈٹ کرنے والے حضرات اور کسی سرکاری محکمہ سے آنے والے آفسر سے گفتگو کے لئے مختص ہے، سرکاری دفتر میں دیئے جانے والے ضروری کاغذات وغیرہ کی لین دین اسی کمرہ میں ہو جاتی ہے۔

تیسرا کمرہ مہمانوں کے لئے ہے، اس میں دو دروازے آنے والے مہمانوں کو ٹھہرایا جاتا ہے۔

چوتھا کمرہ خیاطی کے لئے اور پانچواں کمرہ ایمر وڈری کام سکھانے کے لئے ہے، باقی کمرے، الیکٹرک، پلمبنگ وغیرہ کے ضروری سامان حفاظت سے رہے، اس غرض سے اسٹور روم بنائے گئے ہیں، اور آخری کمرہ مطب ہے، جہاں طلبہ کا طبی علاج ہوتا ہے۔ اس ۸ کمروں کے سامنے پارکینگ اسٹینڈ بنایا گیا ہے، جو ۲۱x۱۲۹ فٹ میں پھیلا ہوا ہے۔

راستے:

ایک عمارت سے دوسری عمارت میں جانے کے لئے سمنٹ، کانکریٹ کی پختہ سڑکیں بنی ہوئی ہیں؛ تاکہ برسات کے موسم میں کچھڑ اور دوسرے موسموں میں گرد و غبار سے حفاظت ہو اور صفائی کے لئے معاون ثابت ہو، اور اب مزید سہولت کے لئے ان راستوں پر پیور

بلوک (Paver Block) بچھائے گئے ہیں، ان سڑکوں کے دونوں اطراف ناریل، شر اور مہندی وغیرہ کے پیڑ پودے رکھزروں کے استقبال میں قطار در قطار کھڑے ہیں۔

صدر گیٹ:

مدرسہ کا یہ مرکزی صدر دروازہ عید گاہ روڈ کے کنارے پر واقع ہے، اسکے ایک طرف کینیٹین ہے اور دوسری جانب پہلے کارپارکینگ اسٹینڈ تھا، اب دفتر محاسبی ہے اور کارپارکینگ اسی کے قریب میں تعمیر کیا گیا ہے، تعمیر کے وقت اس کی توسیع کو بھی مد نظر رکھا گیا ہے، یہ دروازہ ۱۴۱۰ھ الموافق ۱۹۹۰ء میں تعمیر ہوا۔



شعبہ صنعت و حرفت

انسان کو اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی بندگی کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور یہی اس کا اصل مقصود ہے؛ لیکن رب کائنات نے اس کو ادراک و احساس اور شعور و جذبات کی زبردست قوتوں سے سرفراز فرمایا ہے، اور نوع بہ نوع ضرورتیں اور تقاضے بھی اس کے ساتھ لگا دیئے ہیں۔

اس لئے اسلام میں کسب معاش کو بھی خاص اہمیت دی گئی ہے، دن کی روشنی میں تلاش معاش میں سہولت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: وجعلنا النهار معاشا. (نبا: ۱۱)

اس کے علاوہ متعدد آیات میں اس کی فضیلت و احکام کا بیان ہے، اور احادیث مبارکہ بھی کسب معاش کی فضیلت کے سلسلہ میں بھری پڑی ہیں، اسی کسب معاش کا مزاج بعد میں سلف صالحین کا بھی رہا ہے، اس کی ایک جھلک مہن الفقہاء فی صدر الاسلام لمحمد بن عبداللہ التمیم میں دیکھی جاسکتی ہے۔

چنانچہ دارالعلوم میں کسب حلال اور باعزت روزگار کے حصول (جو دیگر فرائض کے بعد ایک فریضہ ہے) کے لئے خیاطی، کڑھائی، ٹائپنگ، ڈرائیونگ، کمپیوٹر وغیرہ کی تعلیم کا بھی خارجی اوقات میں نظام ہے، جو درجات کے اعتبار سے تقسیم کر دیا گیا ہے، یعنی ڈرائیونگ دورہ حدیث کے طلبہ کے لئے اور کمپیوٹر ٹریننگ عربی ششم کے لئے، کڑھائی، ٹائپنگ عربی پنجم کے طلبہ کے لئے، اور خیاطی عربی چہارم کے طلبہ کے لئے مخصوص ہے؛ تاکہ ایک طالب علم ضرورت پڑنے پر کسب معاش کے ذریعہ خود کفیل ہو سکے، اور دین کا کام معاشی اعتبار سے فارغ البال ہو کر اخلاص اور استغناء کے ساتھ انجام دے سکے، ذیل میں ان صنعتوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

خیاطی: اس کی ابتداء تقریباً ۱۹۷۷ء میں ہوئی اس وقت ماسٹر علی بھائی موسیٰ کا تقرر عمل میں آیا، جو تاحال اس خدمت کو بحسن و خوبی انجام دے رہے ہیں، اور آج تک تقریباً ۵۰۰ طلبہ ان سے اس فن میں طبع آزمائی کر چکے ہیں۔

ایمر وڈری: اس کا آغاز تقریباً ۱۹۸۵ء میں ہوا، جو بحمد اللہ آج بھی اپنی خدمات فراہم کر رہا ہے، اس میں سب سے پہلے ”مانجرا کا کا“ سے معروف ماسٹر کا تقرر ہوا، اس کے بعد داود بھائی شیر پوری اور اس وقت ماسٹر بشیر صاحب جنیدی تقریباً ۱۵ سال سے اس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

ڈرائیونگ: اس کا آغاز تقریباً ۱۹۹۰ء میں ہوا، جو ۲۰۰۱ء تک جاری رہا، اس سے کئی ایک طلبہ نے فائدہ اٹھایا، البتہ ۲۰۰۱ء سے اس کو کچھ اعذار و موانع کی بناء پر بند کرنا پڑا۔

کمپیوٹر: یہ پہلے بھی سکھایا جاتا تھا، البتہ اس کا فائدہ محدود تھا پہلے صرف عربی ہفتم کے طلبہ کو داخلہ دیا جاتا تھا، بعد میں اس میں وسعت دیتے ہوئے عربی چہارم تا ششم کے طلبہ کو بھی اجازت دی گئی، نیز اس میں نئی ٹیکنالوجی سے بھی طلبہ کو فائدہ پہنچے اس لئے بہت سی چیزیں نصاب میں داخل کی گئی، جس کا مفصل ذکر سابق اوراق میں کیا جا چکا ہے۔

اس شعبہ کا باضابطہ آغاز عالم اسلام کی نامور شخصیت حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی مدظلہ العالی کی دعاء سے ہوا، وہ گجرات کے دورے پر تشریف لائے تھے، اس جامعہ میں بھی تشریف آوری اور خطاب ہوا، اس کے بعد درس گاہ میں تشریف لاکر دعاء فرمائی اور قیمتی نصائح سے بھی نوازا۔

اس کے علاوہ زمانہ ماضی میں شعبہ کهربائی (Electric)، کڑھائی، ٹائپنگ وغیرہ کا بھی نظم رہا ہے۔

شعبہ نشر و اشاعت و پرنٹنگ پریس

یلوح الخط فی القراطاس دھرا

و کاتبہ رمیم فی التراب

ترجمہ: تحریر کاغذ پر عرصہ دراز تک چمکتی ہے؛ جب کہ اسے لکھنے والا مٹی میں بوسیدہ ہو جاتا ہے۔

اس شعبہ سے مختلف دینی، علمی اور اصلاحی موضوعات پر گجراتی، اردو اور انگلش زبان میں کتابیں، رسائل، سحر و افطار کا نظام الاوقات، احکام و مسائل عیدین، مدرسہ کی ضروریات کے اظہار وغیرہ کے پوسٹر، پمفلٹ مدرسہ کے پریس میں چھپ کر شائع ہوتے ہیں، اور مفت تقسیم کئے جاتے ہیں، ان میں بیشتر نشریات اساتذہ مدرسہ کی علمی کاوشیں اور ان کی تالیفات مفیدہ ہیں۔

چوں کہ طویل زمانہ سے کمپیوٹروں کے وجود نے کئی چیزوں کی افادیت کو محدود، کم یا ختم کر دیا ہے، اس جامعہ کے پریس میں صرف دارالعلوم کی ضرورتیں وابستہ تھیں، اور کمپیوٹروں کے وجود اور نئی نئی ٹیکنالوجی سے کام میں نکھار اور وقت میں بچاؤ ہونے لگا، اس کی وجہ سے زیادہ سہولتیں بھی وجود میں آئی، تو اس پریس کی افادیت بھی محدود ہو کر ختم ہو گئی، اس لئے تقریباً ۱۹۹۸ء سے پرنٹنگ پریس کو مجبوراً بند کر دیا گیا ہے۔

البتہ اس شعبہ کو بحال رکھا گیا، ایک طویل مدت تک یہ ”شعبہ نشر و اشاعت“ سے موسوم رہا، پھر جس سال ”تخصّص فی الحدیث الشریف“ کا شعبہ قائم ہوا، تو چوں کہ یہاں سے قریب میں (۲۰ کلومیٹر کی دوری پر) دوسری صدی کے مشہور محدث حضرت ابو بکر ربیع بن

صبح بصری آسودہ خواب ہیں، نیک فالی لیتے ہوئے اس شعبہ کا نام بدل کر ”مکتبہ ابو بکر ربیع بن صبیح بصری“ کیا گیا۔ اس شعبہ سے متعدد کتابیں عوام و خواص کی خدمت میں وقت کے تقاضوں کے مطابق پیش کی جا چکی ہے؛ جو درج ذیل ہے:

(۱) احکام و مسائل عیدین

یہ حضرت مولانا محمد سعید مولانا علی بھڑکودروی صاحب دامت برکاتہم کی کاوش ہے، نام سے ہی کتاب کے مضامین کا اندازہ کرنا آسان ہے، اس میں فضائل و مسائل کے علاوہ قربانی کا فلسفہ اور غیر مسلمین کے اشکالات کا بہت اچھے سلجھے ہوئے انداز میں مدلل و محقق جواب دیا گیا ہے۔

(۲) بسم اللہ کے فضائل

مصنف: حضرت مولانا ابوالحسن علی صاحب بھگلپوریؒ

زبان: گجراتی، سائز: ۱۰×۱۲، صفحات: ۳۲، سن طباعت: جولائی ۱۹۷۷ء۔

مصنف کے الفاظ میں: آج کل مسلم معاشرہ میں دینی اعمال میں غفلت اور سستی پھیل رہی ہے، جس کا بڑا اثر انفرادی اور اجتماعی زندگی میں ہمیں برداشت کرنا پڑتا ہے، حالانکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہماری کمزوریوں کے پیش نظر بہت ہی سہل نسخے ہمیں عطا فرمائے ہیں، جس کو عمل میں لانے سے بہت سے مصائب سے ہم بچ سکتے ہیں، مثلاً بسم اللہ الرحمن الرحیم کا پڑھنا اور اس کو عمل میں لانا کتنا سہل ہے؟ لیکن ہم اس سے غافل ہیں، اس کے فضائل و برکات سے ہم ناواقف ہیں۔

اس لئے بعض احباب کے اصرار پر حدیث، تفسیر اور دیگر کتب سے فضائل بسم اللہ جمع کر کے لوگوں کی خدمت میں پیش کرنے کی سعی کی گئی ہے۔

(۳) ماہ شعبان کی فضیلت

مصنف: مولانا احمد یعقوب صاحب دیولوی

زبان: گجراتی، سائز: ۱۲۰×۷۰، صفحات: ۱۴۰۔

آج کل یورپ کی اندھی تقلید میں لوگ دین و آخرت سے غفلت و بے پرواہی میں مبتلا ہیں، حدیث میں مذکور ہے: جب کوئی بندہ گناہ کرتا ہے تو ایک سیاہ نقطہ اس کے دل پر لگ جاتا ہے، پھر توبہ کرے تو یہ نقطہ مٹ جاتا ہے اور یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا ہے، اگر گناہوں میں مبتلا رہے تو دل پر حق بات اثر نہیں کرتی، لہذا ہم تمام مسلمانوں کو کچھ وقت اس لئے بھی فارغ کرنا چاہئے کہ ہم توبہ و استغفار میں اس کو خرچ کریں، اور عبادات میں مشغول ہوں۔

شعبان کا مہینہ بھی بہت فضیلت و برکت کا مہینہ ہے، خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہونے کے باوجود اس مہینہ میں خوب عبادت، روزہ اور دعاؤں کا اہتمام فرماتے تھے، اس کتاب میں ماہ شعبان کے فضائل اور اس مہینہ کے اعمال پر روشنی ڈالی گئی ہے، اس میں قرآن و حدیث؛ بلکہ ضعیف احادیث بھی نقل کی گئی ہے، کیوں کہ فضائل اعمال میں ضعیف احادیث سے استدلال کی گنجائش ہے۔

(۴) حج مبرور

مصنف: مولانا عبدالحنان صاحب بالاسا تھوئی

زبان: گجراتی، سائز: ۱۲۰×۷۰، صفحات: ۴۳۔

اس کتاب میں حج سے متعلق خاص مقامات و اصطلاحات کی وضاحت، حج کے اختتام، گھر سے لے کر وہاں تک کی متعدد دعائیں، حج کے ارکان و اعمال کی ترتیب و تفصیل اور دعائیں، مدینۃ المنورہ کی حاضری و ادب، استوانہ سبک کی مختصر وضاحت، صلوٰۃ و سلام کے سیغے اور اخیر میں الوداعی ترانہ مذکور ہے۔

(۵) خطبات برطانیہ

(مع سفرنامہ برطانیہ و حجاز مقدس)

مؤلف: مولانا عبدالحکیم صاحب بالاساتھوئی

زبان: اردو، سائز: ۱۱۰×۱۷، صفحات: ۱۵۳، خط: اردو نستعلیق۔

اسلامی سوسائٹی پریسٹن یو کے کی دعوت پر ۸ جولائی ۱۹۷۸ء بروز سنیچر اس سفر برطانیہ کی ابتداء ہوئی، وہاں مدرسہ تعلیم الاسلام پریسٹن سوسائٹی کے سالانہ اجلاس میں شرکت اور وعظ کی نسبت سے یہ سفر ہوا، اور ۹ جولائی کو وہاں پہلی تقریر ہوئی، اس کے بعد اور جگہوں پر بھی متعدد تقاریر اور وعظ ہوئے، اس کتاب میں ان کا اختصار جمع کیا ہے، وہاں سے ۹ اکتوبر کو حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی، اس لئے اس کی تفصیلات بھی درج کی ہے، یہ مجموعہ پہلی بار ۱۹۷۹ء اور دوسری بار ۱۹۸۷ء میں شائع ہوا۔

اس کے علاوہ مؤلف کی دیگر کتابیں یہ ہیں:

(۶) قیام میلادی (۷) افضل الکلام (۸) والدین کی شان (۹) ہماری شادی (۱۰)

میراث المؤمنین (۱۱) نور الاسلام۔

یہ کتابیں دستیاب نہ ہو سکی، اس لئے اس کے بارے میں تفصیلات درج نہ ہو سکی۔

(۱۲) درس البلاغہ پر تحقیق و تعلیق

تحقیق: مولانا رشید احمد بن مولانا محمد موسیٰ صاحب سیلوڈی

زبان: عربی، سائز: ۱۳۰×۲۱۰، صفحات: ۱۲۶، خط: عربی ٹرید۔

اس کا پہلا ایڈیشن ۱۴۱۹ھ الموافق ۱۹۹۸ء میں طبع ہوا، یہ نسخہ قبل التحقیق استفادہ کے اعتبار سے مشکل بھی تھا، اور بہت کچھ تحقیقی امور کا متقاضی بھی، لہذا تحقیق کے لئے جو امور

مد نظر رکھے گئے۔ اس کتاب میں خط تحقیق درج ذیل ہے:

✽ املاء و کتابت کے اعتبار سے کتاب کی تصحیح کی گئی ہے۔

✽ کسی بھی کلمہ میں تردد کے وقت مصادر اصلیہ کی طرف مراجعت کر کے اس کلمہ کی صحت کا التزام کیا گیا ہے۔

✽ عناوین و عبارات کے درمیان میں تمیز کی گئی ہے، اور عناوین جلی قلم سے لکھے گئے ہیں۔

✽ فواصل، نقطہ، واوین اور دیگر علامات املاء و کتابت قائم کئے گئے ہیں، اس سے پہلے ہندوستانی نسخے ان علامات سے خالی تھے۔

✽ ضرورت کے مواقع پر حواشی قائم کئے گئے ہیں، اور عبارت و کلمہ میں آئے ہوئے غامض الفاظ کی تشریح کی گئی ہے۔

✽ مصادر و مراجع سے شارحین عرب کے الفاظ میں مشکل ابیات کے معانی کا التزام اور اقتضاء مقام کے مطابق ترجمہ میں معمولی تغیر اور بعض مواقع پر مصادر میں ترجمہ نہ ہونے کی صورت میں محقق نے اپنی طرف سے ترجمہ ذکر کر دیا ہے۔

✽ بعض مشکل الفاظ کی کتب لغت سے تشریح۔

✽ آیات قرآنیہ کی تخریج۔

✽ موضوعات و عناوین کی عام فہرست۔

(۱۳) فرحة اللیب بتخریج احادیث نشر الطیب

تحقیق: مولانا عبد الرشید بن ابراہیم منوبری

سن طباعت: ۱۴۳۱ھ موافق: ۲۰۱۰ء زبان: عربی، صفحات: ۶۰۲، خط: شمسیر، سائز:

۲۳۰×۱۷۰۔

۲۰۰۷ء میں شعبہ تخصص فی الحدیث کے قیام کے بعد یہ سوال درپیش تھا کہ طلبہ سے کس کتاب کی احادیث کی تحقیق کروائی جائے؟ اکابر کے فیصلے کے بعد حضرت تھانویؒ کی مشہور کتاب ”نشر الطیب فی ذکر النبی الحبيب“ کا انتخاب ہوا، اس کتاب میں ۴۱ فصلیں ہیں، ان میں سے ۲۰ فصلوں کی احادیث پر ۳۱ طلبہ نے اول مرحلہ کا تحقیقی کام کیا۔

اس کے بعد اس میں مزید اضافہ، تحقیق، درایہ، غرابت الحدیث کی وضاحت اور اس کے اسناد میں ضروری امور کی نشاندہی کر کے تہذیب کی گئی، اب یہ کتاب ۲۰ فصلوں کی احادیث کی تخریج کے ساتھ ایک جلد میں طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے، جو اس شعبہ کا پہلا پھل ہے۔ اس کتاب میں تحقیق کا کٹھن عمل درج ذیل ہے:

✽ حضرت تھانویؒ کا طریقہ ہے کہ آپؒ پہلے احادیث ذکر کرتے ہیں، اس کے بعد فوائد و حکم، نیز ضرورت کے مطابق اشعار بھی نقل کرتے ہیں، یہ تمام احادیث سمیٹ اردو زبان میں ہے۔

✽ اس کتاب میں صرف احادیث لی گئی ہیں، اور فوائد و حکم اور اشعار چھوڑ دیئے گئے ہیں، مؤلف نے جن الفاظ میں احادیث نقل کی ہیں، بعینہ اردو زبان میں اس کو باقی رکھی ہے، اس کے بعد تخریج کے وقت حدیث اول، حدیث ثانی عنوان قائم کر کے عربی زبان میں وہ روایت نقل کی گئی ہے۔

✽ احادیث کی تخریج تینوں قسم کے مصادر، یعنی مصادر اصلیہ، شبہ اصلیہ اور غیر اصلیہ سے کی گئی ہے، کیوں کہ ان احادیث کا تعلق سیرت طیبہ سے ہے، اس میں قبل النبوة، اور بعد

النبوة کے بھی احوال ذکر کئے جاتے ہیں، اور ان دونوں احوال کی حدیثیں تلاش کرنا صعوبت و دشواری سے خالی نہیں ہے، چنانچہ جس مصدر سے بھی ملے اس کو قید تحریر میں لیا ہے۔

✽ حوالہ میں کتاب، باب، رقم الحدیث، صفحہ نمبر ذکر کیا گیا ہے، تاکہ مراجعت میں آسانی رہے۔

✽ کوئی حدیث یا سند مکرر آجائے تو سابق میں آئی ہوئی حدیث کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔

✽ ابواللیث خیر آبادی صاحب کی کتاب ’تخریج الحدیث نشأته ومنہجہ‘ کے مطابق رجال اسناد کا شجرہ بھی قائم کیا گیا ہے۔

✽ اگر سند میں کسی راوی پر کلام ہو تو اسماء الرجال کی کتابوں سے رجوع کرتے ہوئے اس پر تنبیہ کی گئی ہے۔

✽ ضرورت کے مطابق اصول حدیث و اقسام حدیث پیش کی ہے۔

✽ ضرورت کے مطابق اسناد میں تقویت پیدا کرنے کی غرض سے متابعات و شواہد پیش کئے ہیں۔

✽ غرائب الحدیث کی معتبر کتابوں سے وضاحت کی ہے۔

✽ اماکن و بلدان کی وضاحت و اعراب کا ضبط۔

✽ جہاں بظاہر دو حدیثوں میں تعارض نظر آتا ہو وہاں تطبیق۔

✽ اخیر میں الفبائی ترتیب پر اطراف الحدیث، مصادر اور مشمولات کتاب کی

فہرست۔

تحقیق: مولانا ارشد بن عبدالرزاق پالن پوری، مولانا فرقان بن شکیل اورنگ آبادی،
مولانا عبداللہ بن محمد لاچپوری۔

سن طباعت: ۱۴۳۳ھ موافق: ۲۰۱۲ء، سائز: ۱۸۰×۲۴۰، صفحات: ۴۱۸، خط: عربک
ٹرید، زبان: عربی۔

سید ابوالحسنات شاہ ابن شیخ مظفر حسین معروف بہ محدث دکن حیدر آبادی کی تالیف
”زجاجۃ المصانح“ پر ابھی تک تحقیقی کام نہ ہوا تھا، مفکر گجرات حضرت مولانا عبداللہ صاحب
کا پودروی مدظلہ کے ایماء پر اس کتاب پر تحقیق و تخریج کا کام شروع ہوا، اس کی پہلی جلد
”کتاب الایمان“ تا ”کتاب العلم“ کی احادیث پر تخریج، تحقیق و تعلیق پر مشتمل ہے۔

یہ کتاب ۴۷۵ صفحات، ۲ کتاب (ایمان و علم) پر مشتمل ہے، اس کتاب کی ابتدائی
تخریج احادیث کا تمرینی کام شعبہ تخصص فی الحدیث کے طلبہ نے انجام دیا، اس کے بعد مزید
تنقیح، تحقیق اور تہذیب اوپر ذکر کردہ ۳ حضرات نے کی۔ اس کتاب میں تحقیق کا طے عمل
درج ذیل ہے:

✽ تخریج حدیث میں بہت ہی زیادہ اختصار کو ملحوظ رکھا ہے، اکثر و بیشتر صحاح ستہ
پر اکتفاء کیا ہے، اور ضرورت کے وقت مسند احمد، صحاح ثلاثہ: ابن خزیمہ، ابن حبان اور
مسند رک حاکم کی طرف مراجعت کی ہے۔

✽ صاحب زجاجۃ المصانح بعض مرتبہ کتب ستہ کے علاوہ کا حوالہ دیتے ہیں، جب کہ
حدیث کتب ستہ میں موجود ہے، اس کتاب میں سب سے پہلے کتب ستہ سے تخریج کی گئی
ہے، اس کے بعد مؤلف کے حوالہ کی۔

✽ حتی الوسع تخریج حدیث میں ملتفی الاسانید کی تعیین کا اہتمام کیا ہے۔

✽ نقل احکام کے سلسلہ میں علماء متقدمین اور حفاظ سابقین کے قول کو ترجیح دی ہے، مثلاً امام ترمذی، امام حاکم، اور ذہبی کی موافقت، نیز حافظ ابن حجر کا قول فتح الباری اور تلخیص الحجیر سے لیا گیا ہے۔

✽ جب اسناد میں کسی رجل مبہم یا راوی متکلم فیہ پایا ہے، تو مختصراً اس کا ترجمہ اور اقوال جرح و تعدیل ذکر کر دیا ہے۔

✽ حدیث میں کوئی لفظ ایسا ہو جس کی شرح و تفسیر کی ضرورت ہو تو اس وقت اقوال محدثین و شارحین سے اس کی وضاحت کی ہے۔

✽ غرائب الحديث کے لئے اکثر ”مجمع بحار الانوار“ سے استفادہ کیا گیا ہے اور کبھی ”لسان العرب“ ابن منظور الافریقی سے بھی استفادہ کیا ہے۔

✽ رقم الحديث کو دو قسموں میں منقسم کیا ہے، ایک رقم مسلسل، دوسرا رقم الحديث فی الباب، اس طرح آیات قرآنیہ کو بھی حوالہ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

✽ متن میں تحفۃ الاشراف اور مشکوٰۃ المصابیح کے رقم الحديث کو ذکر کرنے کا اہتمام کیا ہے، تاکہ مؤلف کی ذکر کردہ حدیث کی مراجعت آسان ہو۔

✽ مؤلف نے مذاہب فقہاء بیان کرنے کا اہتمام نہیں کیا ہے، اس کتاب میں حتیٰ الوسع کتب معتبرہ سے مذاہب فقہاء مختصراً ذکر کرنے کا اہتمام کیا ہے، تاکہ قاری کو اثنائے قراءت دوسری کتب کی مراجعت نہ کرنی پڑے۔

✽ نیز صاحب زجاجة المصابیح کی تعلیقات سے بھی استفادہ کیا ہے، ”قال المؤلف“ کہہ کر اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔

(۱۵) فہم مشکلات الحدیث کے قواعد

(تعارض ادلہ اور وجوہ ترجیحات کے ساتھ)

مؤلف: قاضی حسن صاحب مدھوبنی

سن طباعت: ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۰۱۴ء، زبان: اردو، صفحات: ۱۲۴، خط: عربک ٹرید،

سائز: ۲۱۰×۱۴۰۔

شعبہ تخصص فی الحدیث کے نصاب میں مشکل الحدیث پر کوئی کتاب داخل نصاب نہیں تھی، علامہ حازمی کی الاعتبار فی النسخ والمسنوخ کے شروع کے کچھ صفحات (اصول) پڑھائے جاتے تھے، کچھ مدت بعد امام طحاوی کی شرح مشکل الآثار، شیخ شعیب ارناؤوط کی تحقیق کے ساتھ ۱۵ جلدوں میں مل گئی، اور یہی کتاب داخل نصاب کی گئی۔

اس کے بعد اسی کتاب کی ایک ایک جلد شعبہ تخصص فی الحدیث کے طلبہ کے حوالے کرتے ہوئے ان سے اردو میں اس کا حاصل لکھوایا گیا، اس کے بعد اس کام پر نگران استاذ محترم مولانا قاضی حسن مدھوبنی صاحب نے مزید منقح کر کے مضمون کی اہمیت کو بڑھا دیا۔

امام طحاوی اور شیخ ارناؤوط نے مشکلات الحدیث کے ضمن میں جن اصول سے کام لیا تھا، اس کے ساتھ ساتھ پھر اصول فقہ اور علوم الحدیث کی کتابوں میں تعارض ادلہ اور مشکلات الحدیث کے ضمن میں جو وجوہ ترجیحات ذکر کی ہے اس کو بھی کھگال کر مثالوں کے ساتھ پیش کرنے کی سعی کی گئی ہے، تاکہ اس کا نفع عام اہل علم کو بھی پہنچے۔

(۱۶) وقت کی پکار

مؤلف: مولانا علی آدم ولنوی مظاہری

زبان: گجراتی، سائز: ۱۸۰×۱۲۰، صفحات: ۴۹، سن طباعت: ۱۴۱۴ھ مطابق ۱۹۹۴ء۔
 اس کتاب میں مسلمانوں کی زبانوں حالی کے اسباب، اس سے نکل کر خوش حالی حاصل کرنے کے طریقے بیان کئے گئے ہیں، قبل الاسلام و بعد الاسلام مذاہب و ادیان باطلہ میں صنف نازک پر ہونے والے ظلم و ستم کی دردناک حالت اور مذہب اسلام کے اس صنف نازک پر بے شمار احسانات کا تذکرہ ہے، مع ہذا تسلیمہ نسرین اور دیگر اسلام دشمن افراد کے اعتراضات و الزامات کا بہترین انداز میں جواب پیش کیا ہے۔

(۱۷) دارالعلوم ماٹلی والا ایک تعارف

مؤلف: مولانا رشید احمد سیلوڈی صاحب

زبان: گجراتی، اردو اور عربی تینوں زبانوں میں، سن طباعت: ۱۴۱۵ھ مطابق ۱۹۹۴ء، صفحات: ۶۵، سائز: ۲۱۰×۱۳۰۔

نام ہی سے کتاب کے مضامین کا پتہ معلوم ہو جاتا ہے، دارالعلوم میں اسلامک فقہ اکیڈمی کا ساتواں فقہی سمینار ہوا تھا، اس موقع کی مناسبت سے یہ کتاب تیار کی گئی تھی، اس کتاب میں تمام شعبہ جات کا مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے، مختصر ابتدائی تاریخ رقم کرتے ہوئے دارالعلوم کا مسلک، سلسلہ استناد، تعلیم کا آغاز، درس حدیث کا آغاز جیسے مضامین پر مختصر روشنی ڈالی گئی ہے، شعبہ صنعت و حرفت اور تعمیرات کی مختصر تاریخ بھی نقل کی گئی ہے، مدرسہ کی مختلف عمارتوں کی ۲۲ تصویریں دی گئی ہیں، بزرگان دین کے تاثرات، داخلہ فارم اور اصول و ضوابط، سرگرمیاں اور ارکان شوری کا ذکر کیا گیا ہے۔

(۱۸) البلاغ المبين

(۱۹) اين نحن من اخلاق السلف

اس ادارہ کی یہ خوش نصیبی وسعادت مندی ہے کہ سرپرست محترم حضرت مولانا محمد قمر الزماں صاحب الہ آبادی مدظلہ العالی نے کچھ اساتذہ کو خدمت علمی کا موقع فراہم کیا، اور اوپر مذکور ۲ کتابوں کا اردو زبان میں ترجمہ کرنے کی سعادت ملی۔

اول الذکر سیرت النبی پر مشتمل ہے، اور دوسری کتاب اپنے نام ہی سے مضمون کا پتہ دیتی ہے، یہ دونوں کتابیں شیخ طریقت حضرت مولانا قمر الزماں صاحب مدظلہ العالی نے حضرت مہتمم صاحب دامت برکاتہم کی معرفت یہاں کے اساتذہ کے نام روانہ کی؛ تاکہ دونوں کتابیں اردو جامہ میں ملبوس ہو جائے، اور عوام و خواص کے لئے افادہ واستفادہ کا سامان فراہم ہو، چنانچہ اس علمی خدمت کو یہاں کے چند اساتذہ: حضرت مہتمم مولانا اقبال صاحب، مولانا عبدالرشید منوبری صاحب، مولانا ابراہیم صاحب جھارکھنڈی اور مولانا امتیاز صاحب ولنوی نے اپنی نیک بختی وسعادت مندی سمجھتے ہوئے ہاتھوں ہاتھ لی اور مدت متعینہ میں اس کو اردو جامہ پہناتے ہوئے حضرت مولانا اقبال صاحب مدظلہ مہتمم جامعہ ہذا نے حضرت سرپرست محترم کی خدمت اقدس میں پیش کی، حضرت نے اس طرح خدمت کا موقع فراہم کرتے ہوئے احسان فرمایا، اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی شایان شان بدلہ عطا فرمائے اور آپ کے سایہ کو بخیر وعافیت ہم پر قائم ودائم رکھے۔

(۲۰) دارالعلوم ماٹلی والا کی فقہی خدمات

مقالہ نگار: حضرت مولانا ابوالحسن علی صاحب بھگلپوری، مولانا مفتی احمد دیولوی صاحب اور مولانا مفتی اقبال ٹیکاروی صاحب۔

زبان : اردو، سن طباعت : مئی ۲۰۱۵ء، مطابق شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ، سائز :

۲۱۰×۱۴۰، صفحات: ۱۱۰۰، خط: اردو نستعلیق۔

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے یوم تاسیس ہی سے اس ادارہ کا تعاون رہا ہے، اور ہر سال آنے والے سوال ناموں کے جوابات تحریر کئے گئے ہیں، ان مقالات میں سے ۳۸ مقالات کا یہ مجموعہ ہے، نیز جمعیت علمائے ہند کے ادارۃ المباحث الفقہیہ کی طرف سے آئے ہوئے سوالناموں کے جوابات بھی تحریر کئے گئے، ان ۸ مقالات کو بھی شامل کتاب کئے گئے ہیں، اس طرح کل ۴۵ فقہی مقالات اس کتاب میں شامل ہے۔

ضرورت کے مطابق ایجاز و اختصار یا تفصیل و طوالت کے ساتھ سوالات کے جوابات درج کئے گئے ہیں، پہلے سوالنامہ؛ پھر مقالات دیئے گئے ہیں، مقالات میں سوالات کا اعادہ نہ کرتے ہوئے صرف ”جواب نمبر“ لکھ کر سوالات کی طرف اشارہ کر دیا ہے، اور اخیر میں خلاصہ بحث کے میں مختصر جواب بھی پیش کر دیا ہے۔

(۲۱) تاریخ دارالعلوم ماٹلی والا

مؤلف: مولانا عبدالرشید منوبری صاحب

زبان: اردو، صفحات: ۲۱۰×۱۴۰، سائز: ۲۱۰×۱۴۰، خط: نستعلیق اردو، سن طباعت: ۲۰۵، مطابق شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ۔

کتاب کے مضامین کا مطالعہ کر رہے ہیں لہذا پوری کتاب کا خلاصہ آپ کے مطالعہ میں آچکا ہے، اس لئے یہاں خلاصہ کتاب ترک کیا جا رہا ہے۔

(۲۲) دوسرے مسلک پر فتویٰ دینے کے اصول و ضوابط

مؤلف: مفتی اقبال بن محمد ٹکڑکاروی صاحب

صفحات: ۱۵۷، سائز: ۲۱۰×۱۴۰، سن طباعت: ۱۴۳۱ھ، ۲۰۱۰ء، زبان: اردو

اسلامی فقہ اکیڈمی کے ۱۹ ویں فقہی سمینار (بمقام ہانسوٹ، بھروچ، گجرات) کے افتتاحی پروگرام میں محدث جلیل حضرت مولانا نعمت اللہ اعظمی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ نے اپنے صدارتی خطاب میں دیگر ائمہ کرام کے مسلک پر فتویٰ دینے کے ضابطوں کے متعین کرنے کی طرف اجمالی اشارے فرمائے تھے، اور اسی نشست میں مفکر ملت حضرت مولانا عبداللہ صاحب کا پودروی دامت برکاتہم نے اس سلسلہ میں آداب و شرائط بیان کرنے کی طرف توجہ دلائی تھی۔

یہ مسئلہ اپنی نزاکت اور حساسیت کی وجہ سے اہل افتاء کی توجہ کا محتاج بھی ہے، دوسری طرف امت کا ایک طبقہ اپنی سہولت پسندی کی وجہ سے بار بار اس نظریہ کو پھیلارہا ہے کہ ”دین میں یسر ہے عسر نہیں“ لہذا ائمہ مجتہدین اور فقہاء کے مختلف اقوال میں امت کے لئے جس میں سہولت ہو اس کو اختیار کیا جائے، کسی متعین مذہب کی پیروی ضروری نہیں، حالانکہ اس پر عمل میں خطرات زیادہ ہیں۔

اگر ایسے شخص کو اس کی خواہشات پر عمل کے مطابق بلا شرط اجازت دی جائے تو یہ دین کے ساتھ مذاق ہوگا، اور مذہب بازیچہ اطفال بنے گا، اسی لئے محققین نے ضرورت شدیدہ کے مواقع پر اپنے مذہب کے علاوہ دوسرے مذہب کے قول کو اختیار کرنے کے شرائط بیان کئے ہیں؛ تاکہ لوگ شریعت کے دائرہ میں رہ کر اپنے مسائل کو حل سکیں۔

اسی اہم مسئلہ پر راہ اعتدال پر رہتے ہوئے نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ مسئلہ کی تنقیح کے ساتھ اکابر کی آراء اور جماع کے فیصلے بھی تحریر فرمائے ہیں۔

(۲۳) مقدس قرآن کی مختصر تفسیر

مؤلف: مولانا اقبال بن محمد زکراوی صاحب

زبان: گجراتی، صفحات: ۶۴۹، سائز: ۲۱۰×۱۴۰، سن طباعت: ۱۴۳۵ھ/۲۰۱۴ء

قرآن مجید نے آج بھی اہل یورپ و امریکہ کے قلوب کو اپنی طرف مائل ہونے کے لئے مجبور کیا ہے، ان میں قرآن کا مطالعہ کرنے والوں کی تعداد روز افزوں ہے، کئی لوگ مشرف باسلام ہو رہے ہیں، کئی زبانوں میں قرآن مجید کے ترجمہ اور تشریحات شائع ہو چکی ہے۔

اس کتاب کی تالیف کا سبب بھی ایسی ہی ایک کڑی ہے، وٹھ بھائی وڈیا نگر آئند میں کتابوں کا میلہ (معرض) قائم ہوا تھا، اس اسکول کے ۲ طلبہ اس ادارہ میں تشریف لائے، اور یہاں سے چھپی ہوئی کچھ کتابوں کا بعوض مطالبہ کیا، جو انہیں بلاعوض دی گئی، انہوں نے وہ کتابیں اپنے اسٹول سے لوگوں کو تقسیم کی، لیکن اکثر حضرات گجرات جیسی فرقہ واریت کے ماحول میں بھی گجراتی قرآن کا مطالبہ کرتے رہے۔

اس کے علاوہ کیرالہ سے آئے ہوئے مبلغین علماء نے سورت میں اسلامی بک اسٹول لگایا تھا، تو وہاں بھی برادران وطن نے گجراتی یا ہندی قرآن ہی کا زیادہ مطالبہ کیا۔

ان علماء نے یہ رائے دی کہ پورے قرآن کے ترجمہ کے بجائے آیات توحید و دعوت پیش کی جائے تو یہ مفید تر ہوگا، اسٹول پر آنے والے برادران وطن کی بھی یہی طلب ہے؛ چنانچہ اس کتاب میں انہیں باتوں کو مد نظر رکھا گیا ہے، اور ہر سورت کے مضامین کا مختصر خلاصہ پیش کیا گیا ہے، اور بعض آیات کی مختصر ضروری وضاحت پیش کی گئی ہے۔

اس کتاب میں بنیادی عقائد: توحید، رسالت، انعامات خداوندی، مابعد الموت، آخرت، جنت و جہنم، نجات و خسارہ کی آیات ذکر کرتے ہوئے اس کا بھی خلاصہ پیش کیا ہے؛ تاکہ قرآن کریم کا بنیادی مقصد برادران وطن کی سمجھ میں آجائے اور اس کو یہ مطالعہ پورے

قرآن کریم کے سمجھنے پر مجبور کرے۔

(۲۴) امام بخاریؒ کا طریقہ استدلال و استنباط
(اصول فقہ، قواعد فقہیہ اور مقاصد شریعت کے تناظر میں)

مؤلف: مولانا اقبال بن محمد ٹیکاروی صاحب

زبان: اردو، صفحات، ۵۴۰، سائز: ۲۱۰×۱۵۰، سن طباعت: ۱۴۳۵ھ ۲۰۱۴ء، خط:

اردو نستعلیق۔

حضرت مولانا مفتی عبداللہ صاحب (مہتمم جامعہ ہانسوٹ) اس کتاب کی تقریباً
تحریر فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں: اس امر کی معرفت ضروری ہے کہ امام بخاریؒ نے احادیث
سے فقہی مسائل و احکام کا استنباط کیا ہے، تو کون سے اصول ان کے پیش نظر رہے؟ کیوں کہ
اصول اور مقاصد شریعت پر گہری نظر کے بغیر استنباط مسائل ناممکن ہے، تو حقیقتاً امام
بخاریؒ کے پیش نظر اصول و ضوابط ہیں، لیکن خود امام بخاریؒ نے کہیں ان کی وضاحت نہیں کی
ہے، جیسے کہ انہوں نے اپنی شرائط کی وضاحت نہیں کی ہے، لیکن بعد کے حضرات مثلاً ابن
مندہ، مقدسیؒ اور حازمیؒ وغیرہ نے امام بخاریؒ کی ذکر کردہ روایات کا تتبع کر کے شرائط کی تعیین
کی، اس طرح اصول و منہاج کے استخراج کی بھی ضرورت تھی۔

چنانچہ اس حوالے سے باضابطہ نہ سہی تاہم ضمناً اور تبعاً شروح بخاری کے بہ نظر غائر
مطالعہ سے بہت سے اصول کی طرف رہنمائی اور اشارے مل جاتے ہیں، بعد میں بعض عرب
علماء نے اس کو مستقل موضوع بنا کر کتابی شکل میں پیش کیا، تاہم اس کو مزید وسعت، سلیقے اور
تنقیح کے ساتھ اردو زبان میں پیش کرنے کی ضرورت تھی۔

مقام مسرت ہے کہ عزیز گرامی قدر جناب مولانا اقبال صاحب ٹیکاروی مدظلہ (شیخ

الحديث دارالعلوم ماٹلی والا بھروچ) نے اس ضرورت کو شدت سے محسوس کیا، اور انتہائی محنت، عرق ریزی اور دقت نظری سے زیر نظر کتاب تیار کر دی ہے، یہ اردو میں اپنی نوعیت کی منفرد کتاب ہے، جس سے علم و تحقیق کا نیا باب واہوا ہے، ظلمت کدہ ہند میں بخاری شریف کی اولین دو شرحیں اسی سر زمین گجرات پر لکھی گئی تھیں، حسن اتفاق بلکہ فضل ایزدی دیکھئے کہ بخاری شریف سے متعلق اس منفرد کام کا نقش اول بھی گجرات ہی کی ایک قابل فخر شخصیت کے ہاتھوں تیار ہو رہا ہے، کتاب میں جس طرح اصولی اصطلاحات کی وضاحت اور بخاری شریف کی احادیث سے انطباق کا کام سرانجام پایا ہے، اس سے یہ کتاب طالبین حدیث اور طالبین اصول دونوں کے لیے یکساں مفید ہوگئی ہے، اور ایک اہم خلا پُر ہوتا نظر آ رہا ہے۔

(۲۵) امن، سلامتی، دردِ دیگر اور انسانیت کے سچے محافظ

عظیم پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

مؤلف: مولانا اقبال بن محمد ٹکڑا رومی صاحب

زبان: گجراتی، صفحات، ۴۳۷، سائز: ۲۱۰x۱۳۵، سن طباعت: ۱۴۳۴ھ/۲۰۱۳ء۔

چین، سکون، حفاظت و سلامتی، لوگوں کے درد و غم کے بارے میں انسان ہمیشہ سوچتا رہا ہے، زمانہ قدیم میں بھی چین و سکون وغیرہ کو ایک سیاسی انتظامی معاملہ ہی سمجھا جاتا رہا، اور یہ سمجھتے رہے کہ ان چیزوں کا قیام حکومت کے قیام سے ہوتا ہے، اور لوگوں نے حکومتی سطح پر اس کی کوششیں کی، لیکن حاکم ان امور میں اپنے مذہب کا رنگ بھرتا ہے، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اپنے مذہب کے لوگوں پر ڈھیل سے کام لیتا ہے، دوسروں پر ظلم و تشدد کرتا ہے، یہ دیکھ کر عقلمند لوگوں کی اتفاقی رائے یہ ٹھہری کہ ان امور کا تعلق حکومت سے نہیں ہے۔

اس کے بعد بیسویں صدی سے اس کے متعلق خاص نظریہ عمل میں آیا، جسے

Pacifism کہا جانے لگا، اس عنوان پر متعدد کتابیں لکھی گئی، انہوں نے ان کتابوں میں سیاست دانوں پر بھی بہت کچھ لکھا اور کئی مثالیں پیش کی، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حاکم خود اپنے ذہن سے ایک تعریف چین سکون کی کرتا ہے اور پھر اس کے مطابق نہ ہونے والوں کو دشمن سمجھتا، اور اس طرح وہ ظلم کرتا۔

اس کے برخلاف نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ خطوط اور وہ فارمولہ اپنایا جو من جانب اللہ ہو، جس پر گامزن ہو کر انسان نے سکون بھی پایا، حفاظت و سلامتی کا احساس بھی ہوا اور ترقیاں بھی کی۔

وہ خطوط اور فارمولہ کیا ہے؟ آپ نے کیا طریقے اپنائے؟ یہ اور ایسے کئی سوالات کے جوابات پر مشتمل یہ کتاب برادران وطن کو بھی پیش کی گئی ہے، اور اپنوں نے بھی اس کتاب سے فائدہ اٹھایا ہے۔

(۲۶) عرب ممالک اور صوبہ گجرات کے تعلقات

مؤلف: مولانا اقبال بن محمد ٹنکا روی صاحب

معاون: مولانا عبدالرشید بن ابراہیم منوبری صاحب

زبان: اردو، صفحات: ۲۸۴، سائز: ۲۱۰x۱۴۰، سن طباعت: ۱۳۳۳ھ/۲۰۱۲ء۔

رابطہ ادب اسلامی گجرات شاخ نے اجلاس میں درج ذیل کچھ مضامین پر لکھنے کی دعوت دی تھی، (۱) عرب و گجرات کے تجارتی تعلقات (۲) عرب و گجرات کے سیاسی و دعوتی تعلقات (۳) عرب و گجرات کے ثقافتی تعلقات (۴) علمی تعلقات (۵) دعوتی و اصلاحی تعلقات (۶) جغرافیائی تعلقات۔

ان مضامین پر لکھنے کے بعد مضمون کی طوالت بڑھ گئی، لہذا اس کو کتابی شکل میں پیش

کر دیا گیا، اس میں عرب ممالک و گجرات کے تعلقات کو مختلف عنوانات سے واضح کیا ہے:

عرب و ہند کے مختصر تعلقات، گجرات کی مختصر سیاسی تاریخ، گجرات کی مختصر تجارتی حیثیت، گجرات کی مختصر جغرافیائی حیثیت، عرب کا جغرافیہ، عرب و گجرات کے تجارتی تعلقات، عرب و گجرات کے دعوتی و سیاسی تعلقات، حریم شریفین سے گجرات کے والہانہ تعلقات، گجرات عربوں کی نظر میں، گجرات اور عربوں کے دعوتی و اصلاحی تعلقات، سندھ اور گجرات میں شیعیت کی اشاعت میں یمنی داعیوں کا کردار، عرب و گجرات کے ثقافتی تعلقات، عرب و گجرات کے علمی روابط، قبائل عرب کی گجرات آمد، عرب و ہند کا باہمی علمی استفادہ اور قدیم مدارس و کتب خانوں کا اجمالی ذکر ہے۔

(۲۷) بنیادی اسلامی عقائد

مؤلف: مولانا اقبال بن محمد ٹکڑا روی صاحب

معاون: مولوی عبدالرشید بن ابراہیم منوبری

زبان: گجراتی، صفحات: ۱۴۶، سائز: ۲۱۰ × ۱۳۰، سن طباعت: ۱۴۳۳ھ/۲۰۱۳ء۔

وہ بھائی پٹیل و ڈیاگر آئندہ سے کچھ مسلم طلبہ اسلامی دعوت کے سلسلہ میں معلومات حاصل کرنے آئے ہوئے تھے، انہوں نے اس باب میں طویل گفتگو کی، اپنے ساتھ وہ کچھ سوالات بھی تحریری شکل میں لائے ہوئے تھے، جو برادران وطن کی طرف سے انہیں پوچھے گئے تھے، یا ان سے دعوت اسلام کے درمیان کئے گئے تھے، وہ ۳ سوال یہ ہیں: (۱) قرآن مجید کلام الہی ہے، یہ کیسے ثابت ہوتا ہے؟ (۲) بعث بعد الموت کو کیسے ثابت کر سکتے ہیں؟ (۳) جب تمام مذاہب خیر و بھلائی ہی کی باتیں سکھاتے اور بتلاتے ہیں تو پھر اسلام ہی کو مان کر صرف اس کی اقتداء کیوں ضروری ہے؟

ان لوگوں سے گفتگو سے پہلے اسلامی بنیادی عقائد لکھ کر اس کو صرف قرآن وحدیث سے ثابت کیا گیا تھا اور سمجھایا گیا کہ یہ عقیدہ اس آیت یا حدیث سے معلوم ہوتا ہے، ان طلبہ کی طرف سے پیش کردہ سوالات کے بعد اس میں صرف بنیادی عقائد پر اکتفاء نہ کرتے ہوئے اسلامی تعلیمات پر بھی لکھنا مناسب سمجھا گیا، اس لئے کہ اسلامی تعلیمات پر ہونے والے اعتراضات کا اصل سبب آج کا جدید طریقہ تعلیم ہے جو اسکولوں میں پڑھایا جاتا ہے، اور ساتھ ہی ساتھ اس کے نصاب کا بھی اہم کردار ہے، اور آج کل اسکولوں میں دی جانے والی تعلیم کی بنیاد ہی اللہ کو اللہ، وحدانیت اور خالق کائنات یا رب العالمین ماننے کے بجائے سائنسدانوں کے بتلائے ہوئے نظریات کی طرف پھیرنا ہے؛ تاکہ الوہیت، وحدانیت اور رزاقیت کو لوگ بھولیں، اور ان کا ایمان نیچر، طبیعیات وغیرہ پر قائم ہو، اسی لئے انہیں نظریہ تجاذب، ارتقاء، مادہ، الیکٹرون، پروٹون وغیرہ سمجھا جاتا ہے، تاکہ لوگ سمجھیں کہ کائنات کا وجود، اس کا رواں دواں رہنا وغیرہ ان سائنسی طبیعیاتی اور نیچرلی اصول و ضوابط پر منحصر ہے۔

اس کے علاوہ یہ نظریات کی ابتداء کس ماحول میں ہوئی؟ اس کا پس و پیش کیا تھا؟ کیوں یہ نظریہ لایا گیا؟ اس میں کیا نیتیں اور مقاصد و اغراض کا فرما تھے؟ یہ سب سوالات کا حل بتلانا ضروری ہے؛ تاکہ جو تعلیم یافتہ طبقہ ہے، جن کے ذہن ان جدید عصری علوم کے دھانچے میں دھلا ہوا ہے، ان کو صحیح وجہ معلوم ہو، نظریات و عقائد کے باب میں اسلام پر جو اعتراضات کرتے ہیں اور اوپر ذکر کردہ سوالات پیش کرتے ہیں، اس کا جواب ہو جائے۔ اس پس منظر میں یہ کتاب تحریر کی گئی؛ تاکہ تعلیم یافتہ برادران وطن کی خدمت میں پہنچائی جائے، جب وہ ورک شاپ (پُستک میلے) میں ایسی کتاب طلب کریں۔

(۲۸) نماز کے ضروری مسائل

مؤلف: مولانا اقبال بن محمد ٹنکا روی صاحب

معاون: مولوی عبدالرشید بن ابراہیم منوبری

زبان: گجراتی، صفحات، ۲۲۳، سائز: ۲۱۴×۱۴۰، سن طباعت: ۱۴۳۴ھ ۲۰۱۳ء۔

(۲۹) روزہ اور زکوٰۃ کے ضروری مسائل

مؤلف: مولانا اقبال بن محمد ٹنکا روی صاحب

معاون: مولوی عبدالرشید بن ابراہیم منوبری

زبان: گجراتی، صفحات، ۱۰۷، سائز: ۲۱۰×۱۴۰، سن طباعت: ۱۴۳۵ھ ۲۰۱۴ء۔

شریعت اسلامی مکمل نظام زندگی و ضابطہ حیات ہے، جو زندگی کے ہر شعبہ میں انسان کی رہنمائی کرتی ہے، احکامات الہیہ میں لاتعداد و لاتحصى کمالات، فوائد اور حکم مضمر ہیں، اور اس پر کاربند رہنا ہماری ظاہری و باطنی ترقی کا ذریعہ اور سعادت دارین کا سبب ہے۔ دین اسلام کی بنیاد ۵ چیزوں پر قائم ہے: کلمہ طیبہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، یہ تمام ارکان اسلام کہے جاتے ہیں، ان پر عمل ضروری ہے، اور ان بنیادی ارکان پر عمل کی مداومت سے انسان کے لئے باقی احکامات پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

چوں کہ ان پر عمل کرنا ضروری ہے، اور انسان کے لئے علم کا کچھ حصہ فرض عین ہے اور کچھ حصہ فرض کفایہ، روزانہ جن احکامات سے واسطہ پڑتا ہے، اس کے بنیادی اور لازمی مسائل سے واقفیت فرض ہوگی، اسی لئے فرمایا: طلب العلم فریضة علی کل مسلم۔

اور عوام الناس کے لئے ان مسائل کا سیکھنا آسان اسی وقت ہوگا؛ جب کہ ان میں علم کی اشاعت ہو، اشاعت کے متعدد طریقوں میں سے ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ کتابوں کی شکل میں عبادات سے متعلق ضروری اور لازمی احکام و مسائل عوام الناس کو دیئے جائیں؛ تاکہ عوام

بھی فرائض کو جان کر بخوبی اس پر عمل کریں۔ ان مقاصد کے پیش نظر نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کے فضائل و مسائل پر مشتمل کتابیں ہدیہ عوام کی گئی ہے۔

(۳۰) حج و عمرہ کے ضروری مسائل (مختصر و مفصل)

مؤلف: مولانا اقبال بن محمد ٹنکا روی صاحب

زبان: گجراتی، صفحات: ۱۹۶، سن طبع: ۱۴۲۹ھ/۲۰۰۸ء۔

دوسری کتاب مفصل ہے، جو تقریباً ۴۰۰ سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔

اوپر ذکر کردہ اغراض و مقاصد کے پیش نظر یہ کتاب تحریر کی گئی، لگے ہاتھوں اس میں

تاریخ حریم شریفین بھی پیش کی گئی ہے۔

(۳۱) جدید فلسفہ اور علم الکلام

مؤلف: مولانا اقبال بن محمد ٹنکا روی صاحب

زبان: اردو، صفحات: ۵۱۳، سائز: ۲۱۰×۱۴۰، سن طبع: ۱۴۳۵ھ/۲۰۱۳ء۔

اس کتاب میں مختلف مضامین کو جمع کیا ہے، تمہید اور مقدمہ کے عنوان سے قدیم فلسفہ و علم الکلام کی مختصر تاریخ کے ساتھ جدید فلسفہ کے بنیادی اصول اور مادہ کے سلسلے کی جدید تحقیقات کا بھی اجمالی ذکر کیا ہے۔

اور اصل کتاب میں اسلام اور سائنس کے تعلقات، نیز عباسی خلافت کے خاتمہ کے بعد ترکی سلاطین کا سائنسی علوم سے بے تعلق ہونا اور اس کے نتیجے میں اسلامی دنیا سے سائنس کا رخ یورپ کی طرف ہو جانا، لیکن یورپ کی مسیحیت کا سائنس کو مذہب کے لئے رکاوٹ سمجھ کر اس کا شدید احتساب کرنا، سائنس دانوں کو مذہب سے متنفر کر کے مادیت کی طرف لے جانے کا سبب بننا، اور پھر مذہبی الحادی سائنس کا روحانی، اخلاقی اقدار سے عاری ہو کر دنیا

میں فساد مچانے کا ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد سائنس کی تعریف، اقسام اور نیوٹن و ڈارون کے نظریات کا ذکر کرتے ہوئے ان کا تفصیلی جواب دیا گیا ہے، اس ضمن میں مشاہدہ و تجربہ کی حقیقت، اصول تعلیل، نظریہ کو انٹیم، ایٹم کے سلسلے کی نئی تحقیقات، انسان کے بارے میں سائنس کی عدم معلومات وغیرہ کا ذکر کیا گیا ہے۔

عقائد میں حق سبحانہ و تعالیٰ کے وجود پر کائناتی شہادتیں، دلیل موت و آخرت، اثبات رسالت، قرآن کریم کے کتاب اللہ ہونے کے دلائل، مذہب اور تمدنی مسائل (اصول قانون) اور اسلام کا معاشرتی نظام، معیشت کا اشتراکی و سرمایہ دارانہ نظام اور اسلامی معیشت کے بنیادی اصول، سیاست کے مختلف نظام و اسلامی خلافت کا نظام اور وحدت ادیان وغیرہ تمام مضامین پر سائنسی دلائل سے ہی تفصیلی جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔

(۳۲) مدارس کی سرگرمیاں، مقاصد، نصاب: حقائق کے آئینہ میں

مؤلف: مولانا اقبال بن محمد ٹکڑکاری صاحب

زبان: گجراتی، صفحات، ۱۴۸، سائز: ۱۸۰×۱۲۰، سن طباعت: ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء۔

این ڈی. اے. کی پہلی حکومت قائم ہوئی، تو انہوں نے پورے ملک کی حفاظت و سلامتی کے لئے جو نظام قائم تھا، اس میں اصلاح کے مقصد سے گروپ آپ سنسٹرز قائم کیا، تاکہ وہ بعد تحقیق اپنی رپورٹ پیش کر کے بتائیں کہ اس نظام میں کیا کمی ہے اور اصلاح کے طریقے اور مواقع کی نشاندہی بھی کریں، انہوں نے جو رپورٹ پیش کی اس میں اس بات پر خاص روشنی ڈالی کہ مسلمان اور مدارس اسلامیہ اس ملک کی داخلی حفاظت و سلامتی کے لئے خطرہ (Risk Faction) ہے، اس لئے کہ یہ مدارس مذہبی تعلیم کے ساتھ ساتھ دہشت گردی کی تعلیم دے رہے ہیں۔

اس رپورٹ کا شائع ہونا ہی تھا کہ پرنٹ میڈیا و الیکٹرانک میڈیا میں مسابقہ ہونے لگا کہ ہم پہلے مدارس سے کوئی چیز تلاش کر لائیں؛ تاکہ الفضل للمتقدم ہمارے پالے میں آئے، لہذا انہوں نے مدارس اور اس کے ارد گرد چکر کاٹنے شروع کئے؛ تاکہ کوئی بھینک دہشت گردی کی انہیں ملے۔

طویل جدوجہد، محنت اور تحقیق کے بعد بھی کچھ ہاتھ نہ لگا اور کچھ سیاسی پارٹیوں، مسلم تنظیمیں اور ملک کے سمجھ دار طبقوں کی طرف سے اس پر صدائے مخالفت بلند ہوئی تو بالآخر وزیر داخلہ ایل۔ کے۔ اڈوانی کو یہ وضاحت کرنی پڑی کہ آج تک ہمیں مدارس میں ایسا کوئی سراغ ہاتھ نہیں لگا ہے؛ جس سے یہ معلوم ہو کہ یہ مدارس ملک مخالف تعلیم و تحریک میں مبتلا ہے۔

اس کے باوجود بھی بعض فتنہ پرور عناصر کی طرف سے مدارس بالخصوص دارالعلوم دیوبند اور تبلیغی سرگرمیوں کے خلاف بیانات جاری رہے، انہوں نے انگریزوں کا اصول ”جھوٹ اتنی مرتبہ بولو کہ لوگ اسے سچ سمجھنے لگے“ پر عمل کرتے ہوئے زبان بد بند نہیں کی۔ اس کتاب میں اسی کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے کہ دستور ہند کے آرٹیکل ۲۹ و ۳۰ کے مطابق اقلیتوں کو یہ حق ملا ہوا ہے کہ وہ اپنی پسند کے مطابق تعلیم گاہیں قائم کریں اور اپنی چاہت کے مطابق نظام سنبھالیں۔

اسی حق سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اور دستور کی حدود میں رہ کر مسلمان اپنی مذہبی تعلیمی سرگرمیوں میں مشغول ہیں، اور یہ بھی بتلانے کی کوشش کی گئی ہے کہ تاریخ مدارس کھلی ہوئی ایک کتاب ہے، آزادی کی جنگوں سے لے کر یوم آزادی تک اور اس کے بعد کے حالات میں دشمنوں کے مقابلہ میں صف اول میں کھڑے رہے ہیں، اپنوں اور غیروں کی گالیاں،

زد و کوب، سیاسی، اقتصادی ہر اعتبار سے تکلیفیں اٹھائی ہیں، لیکن علم بغاوت کبھی بلند نہیں کیا۔
 نیز یہ بھی سمجھایا گیا ہے کہ مدارس اور یونیورسٹیوں کی تعلیمات کے بعد ان فارغ طلبہ
 کے اخلاق، خدمات، موازنہ، ملک کی اتحادیت کے خلاف زبان و عمل سے ہونے والے
 اعمال کا موازنہ کیا جائے؛ تاکہ یہ باسانی معلوم ہو کہ کون سی تعلیم ملک دشمنی سکھاتی ہے اور کون
 سی تعلیم حب الوطنی؟

اس کے بعد مدارس کے نصابوں میں کیا پڑھایا جاتا ہے؟ اس کے مضامین کیا ہیں؟
 اس کے علاوہ دیگر ضروری امور پر روشنی ڈالتے ہوئے برادران وطن کو جواب دینے کی کوشش
 کی گئی ہے۔

(۳۳) مسلمانوں کو ایمان سے دور کرنے کی سازشیں

مؤلف: مولانا اقبال بن محمد ٹیکاروی صاحب

زبان: گجراتی، صفحات: ۶۴، سائز: ۱۲۰×۸۰، سن طبع: ۱۴۳۵ھ/۲۰۱۳ء۔
 ۱۸ مارچ ۲۰۱۳ء کو بڑودہ شہر کے لکشمی و لاس پبلیس میں پہلی بار گجرات کے قدیم
 حکمران کی نسلوں کو ”کل گجرات راجپوت سماج“ کمیٹی نے جمع کرنے کی کامیاب کوشش کی،
 اس سے ۴ سال قبل بھی ”مارے سلام گراسیا برادری“ کے لوگوں کو اس طرح جمع کیا گیا
 تھا؛ البتہ ان کے بڑوں اور علمائے کرام نے اس کاردار اور انکار کیا تھا۔

برودہ میں اس طرح لوگوں کو جمع کیا گیا، اس کا دوسرے دن اخباروں میں بالتفصیل
 ذکر تھا، ان قدیم سیاسی گھرانوں کی نسلوں کو خطاب کرتے ہوئے بروز ایک اپریل ۲۰۱۳ء
 R.S.S. کے صدر موہن بھاگوٹ نے بڑے شد و مد سے یہ کہا کہ آج دھرم اور دھرتی
 (مذہب اور ارض ہند) کی حفاظت و سلامتی کے لئے راجپوتوں کی ضرورت ہے۔

اسی خطاب میں موہن بھاگوت نے یہ بھی کہا کہ اسلام اور عیسائی مذہب صرف استعماریت کی زیادتی کا سامان ہے، اسی مجلس میں عنایت خان راتھوڈ نے اپنی قلبی بات رکھی کہ مسلم راجپوتوں کو اس مجلس میں شامل کیا گیا، اس پر مجھے بے حد خوشی ہوئی۔

موہن بھاگوت نے اسی نشست میں یہ بات بھی کہی کہ ”دھرم“ لفظ ہم سب کا ہے، اس جیسا کوئی لفظ دوسری کسی زبان میں نہیں ہے، طریقہ عبادت (پوجا) میں تبدیلی سے بھائی اور ملک بدل نہیں جاتا، اسلام اور عیسائیت تو محض استعماریت کی اشاعت اور ترغیب کا سامان ہے۔

اس طرح بہت کچھ باتیں اور ان میں پیش کئے گئے خطابات کے اقتباسات اخباروں کی زینت بنے۔

آر، ایس، ایس، نے اپنی ان تحریکات پر بس نہیں کیا؛ بلکہ قادیانیوں کی پشت پناہی اور تعاون کرتے ہوئے انہیں بھی گجرات بلکہ ملک بھر میں متحرک کر دیا؛ تاکہ قادیانی مسلمانوں سے عقائد و نظریات کی جنگ لڑیں اور برادران وطن کو بلا محنت و بدنامی نتیجہ حاصل ہو جائے۔

اس کتاب میں آر، ایس، ایس، کے علاوہ قادیانی و پرویزی فتنہ پر بھی خامہ فرسائی کی گئی ہے، اور اثباتی و منفی دونوں طرح جو نظریات ان لوگوں کی طرف سے پھیلانے جاتے ہیں، اس کے جوابات، مسلمانوں کو اسلام سمجھانے کی کوشش اور ہندو تنظیموں کی طرف سے ان کو سمجھائے گئے غلط فتنوں سے آگاہ کرنے کی سعی کی گئی ہے۔

(۳۴) سرمایہ کاری اور بینکنگ کا نظام

مؤلف: مولانا اقبال بن محمد ٹکڑا روی صاحب

زبان: گجراتی، صفحات: ۳۰۵، سائز: ۲۱۰×۱۴۰، سن طباعت: ۱۴۳۲ھ ۲۰۱۱ء۔

۲۰۱۰ء اور اس کے بعد دنیا کے لئے کئی ممالک اقتصادی بحران کی لپیٹ میں آ گئے تھے، اس کا علاج تلاش کر کے حل کرنے کے بجائے امریکہ نے دوسرے ملکوں کا بہانہ پیش کر دیا کہ فلاں ملک میں فلاں صورت حال کی وجہ سے یہ ہوا ہے اور فلاں ملک کے اس عمل کی وجہ سے یہ بحران ہوا، اور حقیقت یہ تھی کہ اس اقتصادیات پر زد کے اسباب سود، دھوکا دہی، رشوت، وعدوں پر بیج، جھوٹ اور ظالمانہ اقتصادی و سیاسی نظام ہیں۔

اس پر کئی مسلم ماہرین اقتصادیات کی تحریریں آئی، جس میں اس پر زور دیا گیا کہ اسلامی اقتصادی نظام ہی اس کا واحد علاج ہے، اس کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ و صدقات کے نظام پر بھی انہوں نے روشنی ڈالی۔

اس کتاب میں اسی صورت حال کے پس منظر میں عرق ریزی کی گئی ہے، آج کل اسلام دشمنوں کا نظام اقتصادیات، اس کی خرابیاں و عیوب، اس کے برے نتائج و ثمرات اور اسلامی نظام اقتصادیات، اس کے محاسن اور اس کے نیک و دور رس فوائد ذکر کئے گئے ہیں اور دونوں (اسلامی و غیر اقتصادی) کا تقابلی تجزیہ بھی کر دیا گیا ہے۔

(۳۵) میڈیا کے اعتراضات و جوابات

(بشکل مکالمات)

مؤلف: مولانا اقبال بن محمد زکریا صاحب

زبان: اردو، صفحات: ۳۳۳، سائز: ۲۱۰×۱۵۰، سن طباعت: ۱۴۲۹ھ مطابق:

مختلف عنوانات پر ۱۹ مکالمات کا یہ مجموعہ ہے، یہ مکالمات دارالعلوم ماٹلی والا میں ۲۵ سالوں میں انجمن نصیہ الاخوان اور سالانہ اجلاس میں پیش کئے گئے ہیں، مکالمات کے عنوانات موقع اور محل کے اعتبار سے اسلام پر ہونے والے اعتراضات اور اخبارات اور میڈیا کے ذریعہ پھیلانی جانے والی بدگمانیوں کے پیش نظر منتخب کئے گئے ہیں، آج تک پیش کردہ تمام مکالمات کو شامل نہیں کیا گیا ہے، مکالمات میں اعتراضات کے جوابات قرآن وحدیث، فقہ وعقائد، تاریخ وجغرافیہ، طبیعیات وسماجیات، سیاسیات وفسانیات وغیرہ پہلوؤں کو مد نظر رکھتے ہوئے دیئے گئے ہیں، یاد رہے کہ یہ مکالمات علماء وطلبہ کے سامنے پیش کئے گئے ہیں، اس لئے سطح قدرے بلند ہے، پھر مکالمات پیش کرنے کا زمانہ اور آج کے حالات میں تغیر ہو تو وہ بھی مد نظر رکھنا ہوگا۔



مہتممین اور شیخ الحدیث اول کے مختصر حالات

(اس باب میں ان حضرات کا مختصر تذکرہ ہے جنہوں نے منصب اہتمام کو رونق بخشی اور اب وہ جو اررحمت میں پہنچ چکے ہیں، نیز حضرت شیخ الحدیث صاحب جنہوں نے مسند مشیخت کوزینت بخشی اور اب وہ واصل بحق ہو چکے ہیں ان کا تذکرہ ہے اور اخیر میں موجودہ مہتمم صاحب کا تذکرہ ہے۔)

مہتمم اول حضرت مولانا محمد امین ٹنکاروی صاحبؒ

ولادت :

آپ کی ولادت ۲۱ جنوری ۱۹۳۱ء مطابق تقریباً ۱۱ رمضان ۱۳۴۹ھ بروز بدھ بمقام ٹنکارویہ ہوئی، آپ کا پورا نام محمد امین بن اسماعیل قاضی ہے۔

تعلیم :

ٹنکارویہ میں آپ کے زمانہ طفلی میں بریلوی مکتب قائم تھا، اسی میں آپ کے والد محترم پڑھاتے تھے، اور رد بدعات میں بھی پیش پیش تھے، ٹنکارویہ اور اس کے قرب وجوار میں والد محترم عالم کبیر و مجاہد اسماعیل صاحب مرحوم بدعات کے تعاقب اور صحیح عقائد کی تبلیغ و ترویج میں مصروف رہتے تھے، خداداد صلاحیتوں اور معاملہ فہمی سے آپ نے شرک و بدعت کا علمی و عملی مقابلہ کیا اور قرب وجوار میں اور وطن عزیز میں توحید کا درس دیا۔

مولانا امین صاحب نے اسی بریلوی مکتب میں تعلیم حاصل کی، چوں کہ آپ کے والد مکتب میں پڑھانے کے ساتھ ساتھ رد بدعات میں لگے ہوئے تھے، اس لئے ان کی یہ خواہش رہی ہوگی کہ اس بچہ کو صحیح دینی تعلیم کے لئے کسی بڑے ادارہ میں بھیجا جائے، چنانچہ والد محترم نے جامعہ اشرفیہ راندر میں آپ کا داخلہ کروایا۔

آپ کا داخلہ کس سن میں ہوا، آپ کے اساتذہ کون تھے، آپ نے امتحان میں کیا پوزیشن حاصل کی، آپ کے نمبرات کتب کیا تھے؟ یہ تمام سوالات کے جوابات تلاش کرنے کی بہت کوشش کی؛ لیکن بندہ اس میں کامیابی حاصل نہ کر سکا۔

فراغت اور رفقاء درس :

آپ نے ۱۹۵۵ء میں فراغت حاصل کی، اس وقت عربی ہفتم میں کل ۵ طلبہ تھے، جو

درج ذیل ہیں:

(۱) مولانا امین اسماعیل قاضی ٹکڑا روی

(۲) مولانا اسماعیل محمد ٹیل کاوی

(۳) مولانا احمد میاں غلام حسین میاں کوساڈی

(۴) مولانا اکبر علی احمد میاں قاضی خانپوری (مہتمم ثانی دارالعلوم ماٹلی والا)

(۵) مولانا محمد شفیع عبدالغنی کالا کاچھا

اساتذہ:

آپ کے اساتذہ میں غالباً مولانا احمد رضا جمیری، مولانا عبدالغنی کاوی، مولانا رجب ترکیسری، مولانا محی الدین ملک راندیری اور مولانا حکیم ابوشفاء ہوں گے، ان کے علاوہ اور بھی اساتذہ ہوں گے، جن کا قدیم لوگوں سے تحقیق کر کے اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

دینی خدمات:

فراغت کے بعد مشقتیں برداشت کرتے ہوئے آپ نے مختلف مقامات پر دینی خدمات انجام دی، ان مقامات میں سے ایک: خانپور میں مکتب کے بچوں کو پڑھانا شروع کیا، اسی دور میں آپ سے حضرت مولانا مفتی احمد خانپوری صاحب دامت برکاتہم نے تعلیم حاصل کی، دارالعلوم ماٹلی والا میں جب تعلیم کا آغاز کرنا تھا تو آپ ہی مہتمم اول کے طور پر مقرر ہوئے، لیکن آپ یہاں ایک سال یا اس سے کم مدت رہے۔

اس کے علاوہ دارالعلوم کنتھاریہ میں بھی خدمت انجام دی، تقریباً آپ ۲-۳ سال رہے، اس کے بعد دہلی چلے گئے، وہاں آپ نے طویل عرصہ گزارا، وہاں سے چلے آنے کے بعد دارالبنات ٹکڑا رویہ میں معتمد تعلیم رہے، البتہ وہاں آپ تقریباً ۶ ماہ ہی خدمت انجام دے

سکے۔

وفات:

آپ کی وفات ۳۰ اکتوبر ۲۰۱۳ء بمقام ٹیکاریہ ہوئی، آپ نے اپنی زندگی کا آخری طویل عرصہ اپنے وطن عزیز میں گزارا ہے، آپ کی صلاۃ جنازہ حضرت مولانا مفتی احمد خانپوری صاحب دامت برکاتہم نے پڑھائی اور دعائے مغفرت مولانا عبداللہ جیٹ ٹیکاروی مدظلہ نے کی۔

آپ کی قبر ٹیکاریہ سے پادریا کی طرف جاتے ہوئے بائیں طرف واقع قبرستان میں ہوئی، قبرستان میں داخل ہوتے ہوئے ایک درگاہ ہے جو ہاشم پیر سے مشہور ہے، اس درگاہ شریف کے مدخل کے مواجہہ میں آپ مدفون ہیں۔

اولاد:

آپ کی اولاد میں دو لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں، ان میں سے ایک لڑکا آپ کی حیات ہی میں انتقال کر گیا۔

مہتمم ثانی مولانا اکبر علی خانپوری صاحبؒ

آپ مع اہل و عیال زامبیا چلے گئے تھے، اس لئے یہاں آپ کے بارے میں تحقیق کے بعد بھی کچھ معلومات حاصل نہ ہو سکی۔

آپ کا تعلق ”دیوان برادری“ سے تھا، ممکن ہے زامبیا میں بھی پڑھایا ہو، انہوں نے وہاں کم و بیش ۱۵ سال گزارے ہیں۔

جامعہ اشرفیہ میں مہتمم اول مولانا امین صاحب آپ کے رفیق درس رہے ہیں، آپ نے خانپور اور پرنس مکتب میں دینی خدمات انجام دی، بعدہ یہاں مہتمم کی حیثیت سے تشریف

لائے؛ لیکن ایک سال یا اس سے کم مدت اہتمام سنبھالا، اس کے بعد کھروڈ خدمات انجام دی، بعد میں زامبیا چلے گئے۔

آپ کی وفات زامبیا میں ہوئی۔

مہتمم ثالث مولانا ابراہیم بن نور محمد پہا جوی صاحبؒ

آپ کا نام ابراہیم عرف چھتر سنگ بن نور محمد عرف جسو بھابن سردار سنگ ہے۔ پہا ج واگر اقصیہ تحصیل سے ۴۲ کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے، اس میں برادران وطن کے ساتھ مسلمانوں میں مبتدعین اور اہل سنت والجماعت دونوں طرح کے لوگ آباد ہیں، البتہ مبتدعین کی کثرت ہے، ان مسلمانوں کا تعلق ملک (گراسیا) برادری کی ۲۲ شاخیں راج اور رانا سے ہے، حضرت مولانا ابراہیم صاحبؒ ان میں سے رانا گراسیا برادری کی طرف منسوب ہے۔

تعلیم:

آپ کا نام قدیم ناموں کے مطابق چھتر سنگ تھا، مکتب میں داخلہ کے وقت آپ کے استاذ مولانا ملک صاحب نے ابراہیم نام رکھا، مکتب کی تعلیم پہا ج میں مکمل کی، اس کے بعد مذکور استاذ محترم نے آپ کو جامعہ حسینیہ راندریکامشورہ دیا اور وہاں روانہ فرمادیا۔

آپ کا داخلہ کس سن میں ہوا، اس کی تاریخ و سن جامعہ کی تاریخ (رجسٹر) میں درج نہیں ہے، البتہ آپ کی فارسی دوم کی سند انعام موصول ہوئی، جس میں فارسی دوم کی کتابوں کے نمبرات بھی درج ہے، اس پر تاریخ بھی مرقوم ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کا داخلہ سن ۱۳۵۳ھ میں ہوا۔

آپ نے وہاں فارسی اول سے عربی ہفتم تک مکمل ۹ سال تعلیم حاصل کی، اور ۱۳۶۲ھ مطابق ۱۹۴۳ء میں عالم فاضل کی سند حاصل کی، سن ۱۹۴۳ء میں شرکائے دورہ حدیث کی تعداد ۶ تھی۔

آپ کے رفقاء درس:

- (۱) مولانا ابراہیم بن نور محمد جذبہ پہا جوی (۲) مولانا فضل الرحمن بن عارف اکلیر ضلع سورت (۳) مولانا عبدالرحمن بن شرف الدین ناپا ضلع کھیڑا (۴) حافظ اسماعیل ابن سلیمان کڑوا کھور ضلع سورت (۵) مولانا عبدالغنی ابن ولی محمد ودانی ضلع احمد آباد (۶) مولانا لطف اللہ بن عبدالعزیز انٹمان زئی پشاور

دورہ حدیث میں امتحانات میں حاصل کردہ نمبرات:

نمبر	اسمائے کتب	سمہ ماہی	ششماہی (تقریری)	سالانہ (تقریری)
۱	بخاری شریف	۳۵	۲۰	۳۰
۲	مسلم شریف	۳۳	۲۰	۴۱
۳	ترمذی شریف	۲۵	۳۳	۴۱
۴	ابوداؤد شریف	۴۲	۱۸	۴۱
۵	طحاوی شریف	۲۸	۴۰	۴۱
۶	بیضاوی شریف	۳۰	۳۳	۴۱
۷	موطین	۲۵	--	--
۸	نسائی وابن ماجہ	۳۰	--	--

ممتحن: مولانا احمد نور پشاوری فناٹوکی نے سالانہ امتحان میں فرائض انجام دیئے۔

آپ کے اساتذہ :

چند مشہور اساتذہ کے نام یہ ہیں: مولانا سعید صاحب مہتمم جامعہ حسینیہ، مولانا شیخ احمد اللہ راندیری، مولانا احمد نور صاحب پشاوری، مولانا پیر سٹرلین صاحب فاضل جامعہ ازہر مصر، مولانا اسماعیل ملاراندیری، مولانا ظہور الحسن فناٹوکی رحمۃ اللہ علیہم۔

فراغت کے بعد مولانا احمد علی لاہوری نور اللہ مرقدہ شیخ انفسیر کی خدمت میں حصول علم کی غرض سے لاہور تشریف لے گئے، اور تقریباً دو سال آپ کی خدمت میں رہ کر استفادہ کیا۔

دینی خدمات:

اس کے بعد اپنے وطن تشریف لے آئے، یہ یاد رہے کہ آپ کی برادری رانا گراسیا میں آپ پہلے عالم ہیں۔

پھر جامعہ حسینیہ راندیر تشریف لے گئے، جامعہ کے ماتحت خمیری ہوٹل کے اوپر ایک مکتب جاری تھا، انتظامیہ نے اس مکتب میں آپ کو خدمت سپرد کر دی، کچھ مدت کے بعد آپ وطن تشریف لے آئے، اور دیولا (تختویل جمبوسر) میں استاد مکتب مقرر ہوئے، وہاں کچھ سال خدمت انجام دینے کے بعد بھڑکودرا، اس کے بعد دیگام کاوی تشریف لے گئے، اور وہاں تقریباً ۱۰ سال خدمت انجام دی۔

اس کے بعد آپ بھروچ تختویل کے گاؤں کیرواڈا تشریف لے آئے، وہاں سے پھر کراماڈ مکتب میں خدمت کے لئے چلے آئے، اس کے بعد ستپون میں قلیل مدت گزار کر جامعہ آئند چلے گئے، وہاں معلم ہونے کے ساتھ ساتھ نگران طلبہ کی ذمہ داری تفویض کی گئی،

اسی زمانہ میں مولانا اسماعیل جھاپٹ ناپا (مہتمم بچوں کا گھر ناپا) نے ان سے پڑھا ہے، اسی آئندہ کے زمانہ میں آپ حضرت مدنی سے بیعت بھی ہوئے۔

درمیان میں ۱۹۶۷ تا ۱۹۶۹ کے درمیان میں آپ ایک سال یا اس سے کم مدت دارالعلوم ماٹلی والا کے مہتمم رہے، چوں کہ اس زمانہ کا کوئی ریکارڈ محفوظ نہیں ہے، اس لئے یہ علم نہ ہو سکا کہ آپ کے دور میں تعلیمی و غیر تعلیمی عملہ اور طلبہ کی تعداد کتنی تھی؟ دارالعلوم ماٹلی والا سے علیحدگی کے بعد آپ جامعہ حسینیہ راندر تشریف لے گئے، اور جامعہ کی شاخ تائی واد میں کئی سال خدمت انجام دی۔

آپ نے ۱۹۹۶ سے تادم آخریں جامعہ الصالحات بوستان آمنہ منور میں خدمات انجام دی، چوں کہ آپ کو فارسی میں ید طولی حاصل تھا، اور فارسی اشعار تو نوک زبان رہتے تھے، اس لئے طالبات کی فارسی کی اکثر کتابوں کی تعلیم آپ کے ذمہ کی گئی، اور آپ نے بحسن و خوبی پڑھایا، بعد میں فارسی کی تعلیم خارج کردی گئی، تو آپ مہتمم صاحب کے معتمد تعلیم اور معاون بنے رہے، یہاں آپ ”جذبہ دادا“ سے معروف ہیں۔

وفات:

آپ کی وفات ۳ اپریل ۲۰۰۴ میں ہوئی، اور پہاچ سے موسم کے راستہ پر داہنی طرف واقع قبرستان میں گئین شاہ باوا کی درگاہ ہے، اسی کی پشت کی طرف برابر محاذ میں تقریباً ۱۰۰ قدم دور ایک جگہ پر آپ کی تدفین عمل میں آئی، اس جگہ کچھ اینٹیں لف و نشر غیر مرتب بچھی ہوئی شکل میں پڑی ہوئی ہے، آپ نے تقریباً ۸۵ سال کی عمر پائی۔

آپ کی صلاۃ جنازہ مولانا ذریا احمد صاحب دیولوی مدظلہ العالی (استاذ حدیث دار

العلوم ماٹلی والا) نے پڑھائی، اور تدفین کے بعد دعائے مغفرت مولانا عبدالستار صاحب دیوبندی مدظلہ (مقیم واگرا) نے کی۔

آپ کی اولاد:

آپ کی اولاد میں کل ۶ لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں، ان میں چار لڑکے اور دو لڑکیاں آپ کی حیات میں اجر و زخر آخرت بن گئے، اس کے ساتھ زوجہ محترمہ نے بھی آپ کی حیات ہی میں داغ مفارقت دے دیا۔

مہتمم رابع حضرت مولانا عبدالغفور نقشبندیؒ

آپ کے ابتدائی احوال معلوم نہ ہو سکے، ہاں! آپ کے والد محترم کے اکابرین سے تعلقات و مراسم تھے، اور خط و مراسلت بھی رہتی تھی، اسی کا اثر ہوگا کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو دینی تعلیم کی طرف متوجہ کیا ہو، آپ کے والد محترم کے خطوط کے عکس یہاں موجود ہیں، ان اکابرین میں سے حضرت علامہ کشمیریؒ، علامہ سید سلیمان ندویؒ، محدث کبیر حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمیؒ، غلام مرشد لاہور، محمد حیدر شریف مہتمم امداد المعارف مدرسہ نظامیہ حیدرآباد دکن، حضرت پیر احسان اللہ شاہ صاحب وغیرہم حضرات سرفہرست ہے اور خطوط میں علمی سوالات، تحقیقات، استفاء وغیرہ کا ذکر ہے، ان میں سے علامہ کشمیری اور محدث کبیر کا ایک ایک خط ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے۔

مکتبی تعلیم:

آپ نے مکتب کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ۱۳۶۴ھ مطابق ۱۹۴۴ء میں جامعہ حسینیہ راندیر میں داخلہ لیا اور ۱۹۷۳ء مطابق ۱۹۵۴ء میں سند فراغ حاصل کی، ۱۹۵۴ء میں فارغ

ہونے والے طلبہ کی تعداد کل تین تھی۔

(۱) مولانا عبدالغفور بن محمد الدین نقشبندیؒ بھروچی

(۲) مولانا سلیمان احمد ماکروڈ دیو اضلع بھروچ

(۳) مولانا داود محمد قاضی آنکروڈ ضلع سورت

آپ نے عربی پنجم تا عربی ہفتم میں کتب مختہ میں جو نمبرات حاصل کئے وہ درج ذیل ہے۔

نمبرات عربی ہفتم نمبرات عربی ششم نمبرات عربی پنجم نمبرات

۱ بخاری شریف: ۴۷ جلالین شریف: ۴۸ ہدایہ اولین: ۱۸

۲ مسلم شریف: ۴۷ مشکوٰۃ شریف: ۴۲ نور الانوار: ۴۰

۳ ابوداؤد شریف: ۵۰ ہدایہ آخرین: ۲۷ جواہر البلاغہ: ۴۵

۴ ترمذی شریف: ۵۰ حسامی: ۵۰ شرح عقائد: ۴۶

۵ بیضاوی شریف: ۴۸ سراجی: ۴۲ ترجمہ قرآن: ۴۰

۶ طحاوی شریف: ۵۰ اول نمبر سے کامیاب اول نمبر سے کامیاب

۷ ابن ماجہ: ۵۰

۸ نسائی شریف: ۴۹

۹ موطا امام محمد: ۴۸

۱۰ موطا امام مالک: ۴۸

آپ کے اساتذہ کرام:

آپ کے اساتذہ کرام میں سے چند نام یہ ہیں: (۱) حضرت مولانا سعید احمد صاحب

راندیریؒ مہتمم ثالث جامعہ حسینیہ (۲) حضرت مولانا احمد اللہ صاحب شیخ الحدیث (۳)
 حضرت مولانا بیرسٹر یلین صاحب پشاور فیاض جامعہ ازہر مصر (۴) حضرت مولانا اسماعیل
 صاحب موٹا ناظم جامعہ حسینیہ بعدہ مہتمم (۶) مولانا ظہور الحسن ٹوکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔

دینی خدمات:

فراغت کے بعد آپ نے مختلف مقامات پر دینی خدمت انجام دی، ان مقامات
 میں سے ایک ولن مکتب ہے، اس دوران آپ سے مہتمم خامس حضرت مولانا یعقوب صاحب
 ولہویؒ نے تعلیم حاصل کی، ۱۳۸۲ھ (مطابق تقریباً ۱۹۶۳ء) میں جامعہ ڈابھیل میں درجہ
 فارسی میں آپ کا تقرر عمل میں آیا، ۱۳۸۳ھ میں ناظم کتب خانہ مقرر ہوئے، اور ۱۳۸۸ھ
 رمضان المبارک میں آپ نے جامعہ سے علیحدگی اختیار کر لی، اس کے بعد آپ دارالعلوم
 ماٹلی والا میں تشریف لائے اور منصب اہتمام سنبھالا۔

آپ کے دور اہتمام میں:

آپ کے دور اہتمام میں درس حدیث کا آغاز اور درجہ عربی ہفتم کا اجراء عمل میں آیا،
 آپ ہی کے دور میں مدرسہ ترقی کر کے اوسط درجہ کا دارالعلوم بنا، مختلف موبوب من اللہ
 شخصیات کی تقرریاں عمل میں لاتے ہوئے دینی خدمات جلیلہ لیں، تاکہ ادارہ کی ترقی روز
 افزوں ہو۔

آپ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ اگر کوئی استاذ محترم رخصت پر ہوتے تو ان کی درس گاہ
 میں بیٹھ کر طلبہ کی جانچ پڑتال کر لیتے، ان کے اسباق کتب سنتے، اس سے فائدہ یہ ہوتا کہ طلبہ
 خالی گھنٹہ میں مستی، شرارتیں اور دیگر فضول امور میں مشغولی کے بجائے اسباق یاد کرنے میں

لگے رہتے۔

آپ حافظ قرآن نہیں تھے؛ لیکن مدرس حفظ رخصت پر ہوتے تو ان کی درس گاہ میں بھی حاضر ہو جاتے اور طلبہ کے اسباق کے ساتھ دور بھی سن لیتے، تعلیمی اوقات کے علاوہ خاص طور پر ظہرانہ تناول کرنے کے بعد قیلولہ کے وقت میں بازار کے راستہ پر گزرائی کرتے، کوئی طالب علم پکڑا جاتا تو مناسب تادیب کرتے۔

ایسے ہی عصر کے بعد کے وقت میں بازار کے راستوں اور عام گذرگاہوں پر طلبہ کی نقل و حرکت پر کڑی نظر رکھتے تھے، آپ فجر سے پہلے اور کبھی صبح چار بجے تشریف لاتے، آپ کے دور میں جمعرات کے دن چھٹی کا نظام بھی نہیں تھا، آپ نے اہتمام سے علیحدگی کے بعد ۲ ماہ تدریسی خدمات انجام دی ہے؛ البتہ یہ نہ معلوم ہو سکا کہ آپ نے کونسی کتابیں پڑھائی ہے؟

آپ کے دور میں فضلاء و عملہ کی تعداد:

نمبر	سن		تعداد	تعداد	عملہ	
شمار	ہجری	عیسوی	حفاظ	فضلاء	تعلیمی	غیر تعلیمی
۱	۱۳۸۹	۱۹۶۹	—	—	۶	۷
۲	۱۳۹۰	۱۹۷۰	—	—	۷	۷
۳	۱۳۹۱	۱۹۷۱	—	—	۹	۶
۴	۱۳۹۲	۱۹۷۲	—	—	۱۱	۹
۵	۱۳۹۳	۱۹۷۳	—	—	۱۳	۹

۶	۱۳۹۴	۱۹۷۴	-	۱۲	۱۴	۱۱
۷	۱۳۹۵	۱۹۷۵	۱۲	۶	۱۳	۱۲
۸	۱۳۹۶	۱۹۷۶	۱۳	۶	۱۱	۹
۹	۱۳۹۷	۱۹۷۷	۱۴	۵	۱۴	۱۳

آپ کے دورِ اہتمام میں کافی طلبہ حافظ القرآن الکریم ہوئے؛ لیکن ۱۹۷۴ء تک کا حفظ کارِ یکارڈ نہیں ہے۔

اہتمام اور دارالعلوم سے علیحدگی:

۹ سال ۸ ماہ اہتمام سنبھال کر اگست ۱۹۷۸ء میں آپ نے اس عظیم ذمہ داری سے علیحدگی اختیار کی، البتہ ادارہ میں ایک مدرس کی حیثیت سے خدمت میں مصروف رہے؛ البتہ ۲ ماہ ہی گزرے تھے کہ آپ مکمل طور پر تمام ذمہ داریوں سے مستعفی ہو گئے۔

اس کے بعد آپ جامعہ حسینیہ راندر تشریف لے گئے، جہاں آپ کو تدریس کے علاوہ معاون مہتمم کی ذمہ داری سپرد کی گئی، جو آپ نے بخوبی انجام دی۔

آپ کو مسائل ارث اور تقسیم میراث میں ید طولی حاصل تھا، جامعہ راندر کے ریکارڈ کے مطابق ”بسا اوقات بڑے مفتیان کرام کی بھی تقسیم ارث کے سلسلہ میں اغلاط کی نشاندہی کرتے تھے۔“

یہاں سے علیحدگی کے بعد جامعہ حسینیہ میں تقریباً ۳ سال خدمت انجام دی، بعدہ وہاں سے بھی مستعفی ہو گئے۔

وفات:

دارالعلوم کے سرکولر کے مطابق آپ کی وفات ۱۲ اکتوبر ۲۰۰۱ء مطابق ۲۴ رجب

المہرب ۱۴۲۲ھ ہوئی، آپ کی تدفین دارالعلوم ماٹلی والا کے سامنے واقع قبرستان میں ہوئی، آپ کی صلاۃ جنازہ قاری عباس دھرمپوری دامت برکاتہم نے پڑھائی، اللہ پاک آپ کی مغفرت فرمائے اور جو اررحمت میں جگہ نصیب فرمائے۔

مہتمم خامس حضرت مولانا یعقوب صاحب ولنویؒ

ولادت:

آپ کی ولادت ۶ مارچ ۱۹۴۵ء مطابق ۲۱ ربیع الاول ۱۳۶۴ھ بروز منگل ولن میں ہوئی، آپ کا نام یعقوب بن احمد بن موسیٰ ہے، والد اور جد بزرگوار دونوں ہی زراعت پیشہ اور کاشت کار تھے، آپ کا تعلق ٹیل وھو را برادری سے ہے۔

آپ نے مکتب کی تعلیم اپنے وطن ولن ہی میں حاصل کی، ولن میں آپ کے اساتذہ میں مولانا عبدالغفور نقشبندیؒ ہیں، ان کے علاوہ مولانا خلیل صاحب ہے جو بعد میں دارالیتامی بھروچ کے مہتمم بنائے گئے اور اسی منصب پر رہتے ہوئے انتقال فرمایا، ان کے علاوہ حافظ آدم موٹا، گھرا دار ولنوی، حافظ ولی ابراہیم گھرا دار اور حافظ علی بوڑا سے بھی پڑھا ہے۔

جامعہ حسینیہ راندیر میں:

آپ کے جد بزرگوار نیک صفت و نیک طبیعت تھے، وہ اپنے اس پوتے کو دینی تعلیم میں مشغول کرنے اور عالم بنانے کے متمنی تھے، لہذا جد بزرگوار نے آپ کو جامعہ حسینیہ بھیج دیا، وہاں آپ کا داخلہ سن عیسوی ۱۹۵۹ء مطابق سن ہجری ۱۳۷۹ء میں ہوا، اور ۱۳۸۷ھ مطابق ۱۹۶۶ء میں دستار فضیلت حاصل کی۔

دورۂ حدیث میں آپ کے شرکاء:

دورۂ حدیث میں آپ کے شرکائے جماعت کے اسماء درج ذیل ہیں:

(۱) مولانا یعقوب بن احمد ولنویؒ (۲) مولانا محمد عیسیٰ منصوری کاوی (۳) قاری
 نذیر احمد بن عبد اللہ میاں سورت (۴) مولانا قاری عباس محمد سارودی ضلع بھروچ (۵) مولانا
 عبدالعزیز محمد اسماعیل دیولوی ضلع بھروچ (۶) قاری عبد المجید بن عبد الحلق داراوائی (۷)
 مولانا قاری احمد سعید یوسف صالح ترکیسری (۸) مولانا قاسم حسین ٹیل ویر پور سورت
 (۹) قاری شبیر احمد حاجی داود انگار (۱۰) مولانا قاری محمد صادق احمد ملا ہتھورن (۱۱)
 مولانا قاری مسعود عالم قاضی عبد الرحیم کنتھاروی بھروچ (۱۲) مولانا عبد الحمید ولی منشی
 خانپورہ بھروچ (۱۳) مولانا محمد حنیف غلام محمد ایلول سابر کانتھا (۱۴) مولانا حسن علی
 سلیمان کاوی بھروچ (۱۵) مولانا قاری یوسف ابراہیم مون کوساڈی (۱۶) مولانا محمد صدیق
 ایوب ایلولوی سابر کانتھا۔

آپ کے اساتذہ:

حضرت مولانا سعید صاحب راندیریؒ، (۲) حضرت مولانا احمد اللہ صاحب شیخ
 الحدیث، (۳) حضرت مولانا غلام رسول بورسڈیؒ، (۴) حضرت مولانا شمس الدین افغانیؒ
 استاذ الحدیث، (۵) حضرت مولانا ہاشم بخاریؒ استاذ الحدیث، (۶) حضرت مولانا اسلام
 الحق صاحب استاذ الحدیث، (۷) حضرت مولانا سلیمان صاحب ماکروڈ دیوا، (۸) حضرت
 مولانا ابراہیم صاحب دیبائیؒ ترکیسری، (۹) حضرت مولانا ظہور الحسن فناء ٹوکی، (۱۰)
 حضرت مولانا مفتی اسماعیل صاحب واڈی والا، (۱۱) حضرت مولانا قاری موصلی عراق۔

آپ کے آخری ۲-۳ سالوں کے نمبرات کتب دستیاب نہ ہو سکے، اس لئے اس کو
 ذکر نہیں کیا جاسکا۔

دینی خدمات:

فراغت کے بعد مہتمم ثالث مولانا ابراہیم صاحب جذبہ پہا جوی کے دور اہتمام میں
 آپ دارالعلوم ماٹلی والا میں فارسی عربی مدرس کی حیثیت سے تشریف لائے، آپ ہی کچھ ماہ

کے بعد مولانا عبدالغفور صاحب نقش بندی کو بھی یہاں لے آئے، اس وقت آپ کے ذمہ گلستاں، بوستاں، عربی کا معلم، اخلاق محسنین، شرح مآۃ عامل جیسی کتابیں رہی۔

مولانا جذبہ صاحب کی علیحدگی کے بعد مولانا عبدالغفور صاحب نقش بندی کو اہتمام کی ذمہ داری سپرد کی گئی تو مولانا عبدالغفور صاحب نے اپنے نائب کے طور پر مولانا یعقوب صاحب کو منتخب کیا اور اس طرح آپ نائب مہتمم بنائے گئے، تدریسی ذمہ داریوں کے ساتھ آپ معاون مہتمم بنے رہے۔

اگست ۱۹۷۸ء میں مولانا نقش بندی کی علیحدگی اہتمام کے بعد آپ کو یہ عظیم ذمہ داری سپرد کی گئی، اور ستمبر ۱۹۷۸ء سے آپ نے یہ ذمہ داری سنبھالی، آپ نے مارچ ۱۹۷۸ء تک تدریسی خدمات کے ساتھ ساتھ نیابت اہتمام کے فرائض بھی انجام دیئے، لیکن اہتمام سنبھالنے کے بعد تعلیمات و مالیات کی ذمہ داری کندھوں پر آگئی، مدرسہ کے تعمیری اور دیگر ترقیاتی منصوبوں کو رو بہ عمل لانا تھا، اس لئے مجبوراً تدریسی خدمات سے سبک دوش ہونا پڑا، آپ کے اہتمام میں ادارہ نے تعمیری و تعلیمی ہر اعتبار سے خوب ترقی کی۔

آپ کے دور میں ادارہ کی ترقی:

آپ کے دور میں مدرسہ کا ہندو بیرون ہند میں تعارف ہوا، صدقات و عطیات کا نظام عمل میں آیا، مالیات میں بھی بے حد اضافہ ہوا، دارالاقامہ، مطبخ، مسجد کی توسیع، چہار دیواری، صدر گیٹ، دارالحرف و صنعت، ۱۲ مکانات پر مشتمل قدیم دارالاساتذہ، ۱۲ رہائش گاہوں پر مشتمل ۳۰ درالمدرسین، مدرسہ بلڈنگ، مکتبہ عامہ بلڈنگ، جدید دارالاقامہ (جواب تحفہ القرآن الکریم بلڈنگ سے موسوم ہے) آپ کے دور کی یادگاریں ہیں۔

آپ کے دور میں دارالافتاء و تدریب الافتاء کا قیام، قراءت سبعہ عشرہ کا آغاز،

ادب و تجوید و قراءت کی انجمنوں کا اجراء اور صنعت و حرفت کی تعلیم کی ابتداء ہوئی، طلبہ اور اساتذہ کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا، قصہ مختصر آپ کے دور میں دارالعلوم نے ظاہری و معنوی طور پر نمایاں ترقی کی۔

آپ کے دور میں فضلاء و عملہ کی تعداد

نمبر سن	تعداد	تجوید و قراءت	تعداد	متخصصین فی عملہ	شمار ہجری	عیسوی	حفاظ	حفص	ثلاثہ	سبحہ عشرہ	فضلاء	الافتاء	تعلیمی	غیر تعلیمی
۱	۱۳۹۹	۱۹۷۹	۱۱	۱۰	۱۳	۱۲
۲	۱۴۰۰	۱۹۸۰	۱۲	۵	۱۰	۱۴	۱۳
۳	۱۴۰۱	۱۹۸۱	۱۶	۶	۱۲	۱۶	۱۳
۴	۱۴۰۲	۱۹۸۲	۵	۸	۱۹	۱۷	۱۵
۵	۱۴۰۳	۱۹۸۳	۱۲	۱۴	۱۴	۱۶	۱۶
۶	۱۴۰۴	۱۹۸۴	۷	۸	...	۲	۱۲	۱۸	۱۷
۷	۱۴۰۵	۱۹۸۵	۱۵	۹	۱۳	۱۹	۱۹
۸	۱۴۰۶	۱۹۸۶	۱۶	۱۱	۲۰	۱۹	۱۹
۹	۱۴۰۷	۱۹۸۷	۲۷	۱۲	...	۱	۱۳	۲۰	۱۹
۱۰	۱۴۰۸	۱۹۸۸	۱۷	۷	...	۲	۹	۲۲	۱۹
۱۱	۱۴۰۹	۱۹۸۹	۳۳	۸	۱۸	۲۳	۲۲
۱۲	۱۴۱۰	۱۹۹۰	۲۳	۴	...	۳	۱۴	۲۵	۲۹
۱۳	۱۴۱۱	۱۹۹۱	۲۲	۱۰	...	۵	۵	۲۶	۷	...	۲۵	۲۹
۱۴	۱۴۱۲	۱۹۹۲	۱۶	۶	۲۰	۲۵	۲۶
۱۵	۱۴۱۳	۱۹۹۳	۳۱	۹	...	۱	۲۷	۲۶	۲۸

۱۶	۱۴۱۴	۱۹۹۴	۲۰	۲	۳۲	۵	۲۸	۲۷
۱۷	۱۴۱۵	۱۹۹۵	۲۴	۵	...	۷	...	۱۶	۵	۲۷	۳۱
۱۸	۱۴۱۶	۱۹۹۶	۲۳	۶	۲۵	۵	۲۹	۲۸
۱۹	۱۴۱۷	۱۹۹۶	۱۸	۱۱	...	۲	...	۴۳	۴	۲۸	۲۹
۲۰	۱۴۱۸	۱۹۹۷	۲۶	۱۳	...	۵	۲	۳۸	۴	۲۹	۲۵
۲۱	۱۴۱۹	۱۹۹۸	۲۶	۹	۲	۴۵	۲	۳۰	۳۱
۲۲	۱۴۲۰	۱۹۹۹	۳۳	۸	...	۲	۱	۳۲	۳	۳۱	۳۲
۲۳	۱۴۲۱	۲۰۰۰	۲۲	۹	۲۷	۳	۳۲	۳۵

دارالعلوم سے علیحدگی:

اپریل ۲۰۰۱ء میں طبیعت کی ناسازگاری کے پیش نظر آپ اپنی تمام تر ذمہ داریوں سے مستعفی ہو گئے اور اپنے وطن عزیز ”لن“ تشریف لے گئے اور آخری لمحہ تک اپنے وطن ہی میں آباد رہے۔ فرحمہ اللہ تعالیٰ رحمة واسعة

حج بیت اللہ:

آپ نے کل ۳ حج کئے، پہلا حج ۱۹۸۲ء میں ادا فرمایا، دوسرا حج ۱۹۹۰ء میں اور تیسرا اور آخری حج ۱۹۹۸ء میں ادا فرمایا، اس کے علاوہ شعبہ مالیات کو مستحکم کرنے اور ضروری تعمیرات کے لئے آپ نے برطانیہ کے تین اسفار کئے۔

وفات:

آپ کی وفات ۸/ اکتوبر ۲۰۰۳ء مطابق ۱۱/ شعبان المعظم بروز بدھ ہوئی، آپ کی صلاۃ جنازہ حضرت مولانا مفتی محمد صاحب آچھودی مدظلہ (استاذ حدیث وفقہ دارالعلوم ماٹلی

والا) نے پڑھائی اور دعائے مغفرت حضرت مولانا مفتی احمد صاحب دیولوی مدظلہ (سابق استاذ حدیث و فقہ دارالعلوم ماٹلی والا) نے کی۔

وطن سے مآگن جاتے ہوئے بائیں طرف واقع قبرستان میں ”نانچی کنواں“ کے قریب آپ کو سپرد خاک کیا گیا، اللہ پاک آپ کی قبر کو بقعہ نور بنائے، آپ کی دینی خدمات جلیلہ کا بہترین صلہ نصیب فرمائے۔

اولاد:

آپ کی اولاد میں ۲ لڑکے ہیں، ان میں سے ایک حافظ قرآن کریم ہے، اور دونوں ہی باپ کی طرح نیک صفت، نیک طبیعت اور مہمان نواز ہیں، ان کے علاوہ ۸ لڑکیاں ہیں۔

مہتمم سادس حضرت مولانا اقبال بن محمد صاحب ٹنکاروی دامت برکاتہم

ولادت:

آپ کی ولادت ۷ جنوری ۱۹۶۲ء مطابق ۲۹ رجب المرجب ۱۳۸۱ھ بروز اتوار بمقام ٹنکاریہ ہوئی۔

ابتدائی تعلیم:

ابتدائی دینی و عصری تعلیم اپنے وطن ٹنکاریہ میں حاصل کی، اسکول میں پانچویں کلاس کا امتحان دیا تھا، اس وقت مدرسہ کی تعلیم مکمل ہو چکی تھی، اسکول میں اول نمبر سے کامیاب ہوئے تھے، لہذا اسکول کے ٹیچر مدرسہ بھیجنے سے ناراض تھے؛ لیکن آپ کا ذوق اور والد صاحب کا فیصلہ دینی تعلیم کے حصول کا تھا، اس لئے ٹیچر صاحبان کو سمجھا کر روانہ کیا۔

مکتب میں آپ کے اساتذہ:

حافظ عبداللہ پارکھیتی، حافظ احمد صاحب پارکھیتی، مولانا آدم صاحب پارکھیتی، جناب علی بھائی صالح ٹنکاریہ اور حافظ اسماعیل صاحب منشی ہیں۔

حفظ قرآن کریم:

اس زمانہ میں پرتج میں درجات حفظ کی بہترین تعلیم کا نظم تھا، درجات حفظ کے طلبہ کے لئے دارالاقامہ کا نظم بھی تھا، جس کی وجہ سے طلبہ ہمہ وقت مکتب میں حاضر رہ سکتے تھے، اس لئے ۱۹۷۲ء میں آپ کا داخلہ بھی پرتج میں ہوا، وہاں آپ نے ازاول تا آخر پورا قرآن مجید حافظ داود پارکھیتی صاحب دامت برکاتہم (فی الحال صدر شعبہ تحفیظ القرآن الکریم دارالعلوم کنٹھاریہ) کے پاس حفظ کیا، ۱۹۷۵ء میں آپ حفظ قرآن کریم کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔

مزید تعلیم: چوں کہ والد صاحب رُبدعات میں بھی پیش پیش تھے، نیز دیگر دینی سرگرمیوں میں بھی خوب حصہ لیتے تھے، گھر میں بھی والد صاحب اردو، گجراتی رسائل اور کتب کے مطالعہ میں مصروف رہتے تھے، اس لئے آپ کا دینی مزاج کا اثر تھا کہ انہوں نے اپنے اس فرزند کو حفظ کی تکمیل کے بعد دارالعلوم فلاح دارین ترکیسر میں داخل کر دیا، آپ نے وہاں ۱۹۷۶ء سے ۱۹۸۵ء تک مختلف اساتذہ کرام کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے، ان میں سے کچھ حضرات کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپوروی دامت برکاتہم، حضرت مولانا مفتی احمد بیات صاحب، حضرت مولانا ذوالفقار نوروی، حضرت مولانا شیرعلی صاحب مدظلہ العالی، حضرت مولانا ابرار صاحب دھولیوی، حضرت مولانا مفتی عبداللہ صاحب مظاہری مدظلہ

العالی، حضرت مولانا یعقوب گورا صاحبؒ، حضرت مولانا قاسم صاحب آنٹی مدظلہ، مولانا ایوب صاحب بند الہی، مولانا قاری انیس صاحب فیض آبادیؒ، قاری عباس دھرم پوری صاحب، قاری محمد صالح جوگواڑی صاحب۔

نمبرات:

عربی اول سے لے کر مشکوٰۃ تک ہر سال اول نمبر سے کامیاب ہوئے اور دورہ حدیث شریف میں دوم نمبر سے کامیاب ہوئے، دورہ حدیث کی کتابیں: بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، مؤطا امام مالکؒ، مؤطا امام محمدؒ، طحاوی، سب کتابوں میں ۵۰/۵۰ نمبرات آئے، صرف مؤطا امام محمدؒ ۴۸ نمبرات آئے۔

یہاں آپ نے پوری تندہی سے محنت کی اور اعلیٰ پوزیشن سے کامیاب ہوتے رہے، اس کے بعد ۸۵-۱۹۸۶ء میں تخصص فی الافتاء اور فنون کی تکمیل حضرت مولانا عبداللہ رویدروی مظاہری دامت برکاتہم سے ہانسوٹ میں کی۔

چوں کہ آپ کے والد محترم کا کتب بینی اور مطالعہ کا اعلیٰ ذوق تھا، ان کے علاوہ جن اساتذہ کرام سے آپ نے تعلیم حاصل کی۔ ان میں کئی حضرات سے میں واقف ہوں، جن کا مطالعہ کا ذوق اور علمی انہماک میں نے دیکھا ہے، اور تحقیقی مزاج اور عمیق مطالعہ سے کئی ایک حضرات واقف بھی ہیں۔ اس سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ گھر میں ہی مطالعہ کا ذوق والد صاحب سے ان میں منتقل ہوا ہوگا، اور اساتذہ کرام نے اس میں مہمیز کا کام کیا اور خوب پروان چڑھایا۔

دینی خدمات:

فراغت کے بعد مہتمم خامس مولانا یعقوب صاحب ولنویؒ کے دورِ اہتمام میں آپ کا یہاں تقرر عمل میں آیا، اسی وقت سے آپ برابر یہاں خدمت میں مصروف ہے، مختلف درجات کی کتابیں آپ کے زیرِ درس رہی، اس وقت آپ کے ذمہ تدریس میں بخاری شریف کے ۱۰ پارے، تفسیر ابن کثیر جلد: ۴، اور تخصص فی الفقہ والافتاء میں مقاصد شریعت اور اصول فقہ کے علاوہ دیگر کچھ کتابیں ہیں۔

اس کے علاوہ شروع زمانہ میں آپ گارڈن مسجد پانچ مئی جمعہ میں وعظ فرماتے تھے، یہ سلسلہ اہتمامی مصروفیات تک برابر جاری رہا، اس کے بعد بھی محسنین اور مجاہدین کی طرف سے جمعہ واعیاد اور دارالعلوموں کے ذیلی اجلاس اور اطراف و جوانب کے مختلف تقاضوں کے مطابق وعظ و خطاب ہوتے رہتے ہیں۔

نظام تعلیم اور اہتمام کی ذمہ داری:

یہ ادارہ تعلیمی اعتبار سے شروع سے ترقی کر رہا ہے، اس میں تنوع پیدا کرنے اور مزید ترقی دینے کے لئے دفترِ اہتمام دارکان شوریٰ نے تعلیمی مینٹنگ کی، اور بروز اتوار ۱۱ فروری ۱۹۹۹ء مطابق ۲۳ شوال المکرم ۱۴۱۹ھ آپ کو ناظم تعلیمات کی عظیم ذمہ داری حوالہ کی، اور ایک دو سال بعد حضرت مولانا یعقوب صاحب ولنویؒ ناسازگار طبیعت کی بناء پر تمام تر ذمہ داریوں سے مستعفی ہو گئے تو محرم ۱۴۲۱ھ مطابق اپریل ۲۰۰۱ء میں اہتمام کی ذمہ داری بھی آپ کے کاندھوں پر ڈالی گئی اور آپ یہ دونوں ذمہ داریاں تاحال نبھا رہے ہیں۔

آپ کے دورِ اہتمام میں:

آپ کے دورِ اہتمام میں شعبہ تخصص فی الحدیث اور شعبہ تخصص فی العلوم والفنون

کا اجراء ہوا، شعبہ تحفیظ القرآن الکریم کے لئے مستقل عمارت مختص کی گئی، جدید کتابوں کی خریداری کے لئے بجٹ میں ایک متعین رقم خاص کی گئی، اساتذہ کرام کی تنخواہوں میں خاطر خواہ اضافہ کیا گیا، نظام الاوقات کو مزید منظم کیا گیا، اور ایک گھنٹے کی ۶ ساعات کے بجائے ۴۵ منٹ فی ساعت کے حساب سے ۸ ساعات میں تعلیمی نظام قائم کیا گیا، تقاضہ وقت اور بدلتے ہوئے حالات کے مطابق کمپوٹر کی تعلیم شروع کی گئی، شعبہ نشر و اشاعت کو مستحکم کیا گیا اور لوگوں کی دینی، علمی، سماجی و سیاسی رہنمائی کے لئے گجراتی ماہنامہ ”پیغامِ رحمت“ جاری کیا گیا۔

اور تعمیرات میں بھی ترقی ہوئی، چنانچہ ضرورت کے مطابق سہ منزلہ عمارت تعمیر ہوئی، اس میں گراؤنڈ فلور میں مطبخ ہے، اور پہلی و دوسری منزل میں دارالاقامہ ہے، کل ۱۲ مکانات پر مشتمل ۲ دارالمدرسین، مسجد میں حوض کی جگہ پر نیا وضو خانہ، مدرسہ بلڈنگ کے پیچھے نیا طہارت خانہ، راستوں پیو بلوک (Paver Block) دارالاقامہ اور تعلیمی تعمیرات کے درمیان میں چھتیں بنائی گئی؛ تاکہ گرمی و بارش میں دھوپ اور بارش سے بچاؤ ہو، مہمان خانہ کی مستقل عمارت بنائی گئی۔

آپ کی تالیفات:

آپ نے کئی ایک کتابیں تصنیف کی ہے، ان کتابوں کا تذکرہ شعبہ نشر و اشاعت میں کیا گیا ہے، علمائے کرام اور صلحاء عظام نے ان کتابوں کو ہاتھوں ہاتھ لیا ہے، اور اپنے نیک تاثرات کا اظہار کیا ہے، علمائے کرام کے تاثرات زیادہ ہوں گے، اس لئے میں مطالعہ کا ذوق رکھنے والے ایک نیک صفت عامی جناب حاجی عبدالحق ابن مولانا آدم منوبری صاحب کا تاثر پیش کرتا ہوں:

ایک مرتبہ میں عیادت کی غرض سے آں محترم کے دولت کدہ پر پہنچا،
 علیک سلیک اور خیر خیریت کے بعد مجھ سے یوں مخاطب ہوئے
 ”مولانا کی کتابوں میں مضامین تخلیقی ہوتے ہیں، مصنوعی نہیں،
 اور تحقیق بھی عمدہ ہوتی ہے، میں کئی ایک حضرات کو ان کتابوں کی
 طرف اشارہ کر کے مطالعہ کی ترغیب دیتا ہوں اور کہتا بھی ہوں کہ
 اس طرح تحقیقی و تخلیقی مضامین لکھئے۔“

آپ کے دور اہتمام میں فضلاء کی تعداد

نمبر	سن	تعداد	تجوید و قراءت	تعداد	متخصصین فی	عملہ						
شمار	هجری	عیسوی	حفاظ	حفص	ثلاثہ	سبعہ	عشرہ	فضلاء	الحديث	الافتاء	تعلیمی	غیر تعلیمی
۱	۱۴۲۲	۲۰۰۱	۲۱	۸	...	۴	...	۳۲	...	۶	۳۳	۳۸
۲	۱۴۲۳	۲۰۰۲	۳۳	۱۱	۱۹	...	۳	۳۴	۳۶
۳	۱۴۲۴	۲۰۰۳	۲۳	۱۱	...	۴	۱	۴۲	...	۲	۳۴	۳۴
۴	۱۴۲۵	۲۰۰۴	۲۳	۴	...	۳	...	۲۵	...	۴	۳۵	۳۰
۵	۱۴۲۶	۲۰۰۵	۲۷	۱۱	...	۱	۱۰	۳۶	...	۵	۳۵	۲۷
۶	۱۴۲۷	۲۰۰۶	۱۷	۱۱	...	۹	۴	۳۴	...	۴	۳۸	۲۸
۷	۱۴۲۸	۲۰۰۷	۲۶	۹	...	۴	...	۲۰	...	۲	۳۷	۴۰
۸	۱۴۲۹	۲۰۰۸	۲۲	۱۰	...	۵	۵	۲۷	۲	۵	۳۷	۱۹
۹	۱۴۳۰	۲۰۰۹	۳۸	۵	...	۲	۲	۴۱	۲	۷	۳۷	۱۹
۱۰	۱۴۳۱	۲۰۱۰	۳۵	۱۲	...	۷	۱	۳۴	۶	۶	۳۵	۱۵
۱۱	۱۴۳۲	۲۰۱۱	۲۷	۹	۵	۵	۵	۳۴	۴	۸	۳۹	۱۶
۱۲	۱۴۳۳	۲۰۱۲	۱۰	۹	۲	۷	۲	۴۰	۶	۱۱	۳۹	۱۵

۱۲	۳۸	۷	۵	۴۳	۵	۲	۵	۵	۳۱	۲۰۱۳	۱۴۳۴	۱۳
۱۳	۳۸	۶	۵	۴۷	۱	۲	۱	۸	۵۰	۲۰۱۴	۱۴۳۵	۱۴
۱۳	۴۱	۴	۲	۵۲	...	۶	۴	۱۰	۵۵	۲۰۱۵	۱۴۳۶	۱۵

اصلاح و بیعت:

سب سے پہلے آپ نے طالب علمی کے زمانہ میں حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ سے اصلاحی تعلق قائم فرمایا، بعدہ حضرت مولانا مسیح اللہ خاں صاحبؒ سے، ان کے وصال کے بعد حضرت مولانا قمر الزماں صاحب دامت برکاتہم سے اصلاحی تعلق قائم فرمایا، اور برابر خانقاہ میں اور قرب وجوار میں آپ کی مجالس میں شرکت فرماتے رہتے ہیں، تقریباً ۲۰۰۳ء میں حضرت مولانا قمر الزماں صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے اجازت و خلافت دی ہے۔

بلکہ آپ محترم حضرت مولانا قمر الزماں صاحب دامت برکاتہم کے علمی معاون بھی ہیں، کئی ایک مرتبہ حضرت دامت برکاتہم آپ کو علمی کام سپرد کرتے ہیں، اور علمی و دینی کتب کے بارے میں سوالات کے لئے آں محترم کو یاد کئے جانے کا عینی مشاہدہ متعدد مرتبہ کر چکا ہوں، اس کے علاوہ عربی کتابوں کو اردو جامہ میں ملبوس کرنے کے لئے بھی آپ کو یاد فرماتے رہتے ہیں۔

اللہ پاک آپ کے سایہ کو بخیر و عافیت قائم رکھے، آپ کے دور کو عہد ذہبی بنائے، مزید ترقیات سے ادارہ کو ہمکنار فرمائے اور نظر بد سے حفاظت فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

.....

دارالعلوم مائلی والا کے اول شیخ الحدیث

حضرت مولانا ابوالحسن علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ کی ولادت اور ابتدائی حالات:

آپ کی ولادت سرمد پور گاؤں (ضلع گودہ، صوبہ جھارکھنڈ) میں ۲۷ رمضان ۱۳۲۷ھ مطابق ۱۰ مارچ ۱۹۲۹ء میں ہوئی تھی، آپ شفقت و سایہ مادری سے بچنے ہی میں محروم ہو چکے تھے، اس لئے والد محترم محمد حسین انصاری صاحب نے دوسرا نکاح کیا، جن سے ۲ لڑکے پیدا ہوئے، کچھ مدت کے بعد آپ کے والد ماجد کو تیسری شادی کرنی پڑی، اور ان دونوں بیویوں سے ۲ لڑکے اور ۶ لڑکیاں پیدا ہوئی، آپ کی باپ شریک تمام بہنیں انتقال کر چکی ہیں اور دونوں بھائی سرمد پور میں بقید حیات ہیں۔

بچپن میں سایہ پدری سے محروم ہونے اور آزادی کی تحریک کے درمیان کچھ فرقہ پرستوں کا نشانہ بننے کے بعد آپ اپنے وطن سے پیدل چل پڑے اور کئی دنوں غائب رہے، پھر کسی طرح جان بچاتے ہوئے آپ ”سمریا“ گاؤں پہنچے جہاں مدرسہ محمودیہ سمریا قائم تھا، وہاں کے صدر مدرس صاحب (مولانا احمد صاحب یا مولانا عبدالحمید صاحب نام تھا) سے تعلق قائم کیا اور ابتدائی تعلیم وہاں حاصل کی۔

حصول علم کے لئے دارالعلوم دیوبند میں:

سمریا میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد وہاں کے صدر مدرس صاحب نے آپ کو دارالعلوم دیوبند بھیج دیا، اور شیخ الادب والفقہ حضرت مولانا اعجاز علی صاحبؒ کے نام ایک خط لکھا جس میں اس طالب علم کی حالت، صلاحیت کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ پر خصوصی توجہ کی سفارش کی گئی تھی، اور حضرت شیخ الادب والفقہؒ نے اس سفارش کو قبول کرتے ہوئے خصوصی توجہ بھی دی۔

آپ کے اساتذہ میں حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، حضرت شیخ

الادب والفقہ مولانا اعزاز علی امر وہیؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ، حضرت مولانا محمد حسن صاحبؒ، حضرت مولانا فخر الحسن صاحبؒ، حضرت مولانا نصیر احمد خاں صاحبؒ، علامہ ابراہیم بلیاوی صاحبؒ، حضرت مولانا ظہور احمد صاحبؒ وغیرہم ہیں، آپ کی محنت کا عالم یہ تھا کہ بعض کتابیں پڑھانے کے لئے بعض اساتذہ قلت وقت کی بناء پر فارغ نہ تھے تو ان سے بوقت تہجد کتابیں پڑھی، حضرت شیخ الادب سے آپ کو لگاؤ اور حضرت شیخ الادب کی آپ سے محبت کا یہ حال تھا کہ حضرت مولانا اعزاز علی صاحب پڑھانے کے لئے درس گاہ جاتے تو درمیان میں ”احاطہ باغ“ اپنے اس محبوب شاگرد کے کمرہ میں تشریف لاتے؛ پھر درس گاہ کی طرف قدم رنجائی ہوتی، یہ شاگرد بھی استاذ کے انتقال کے بعد ان کی ۲/نزیہ اولاد قاری احمد میاں اور حامد میاں کو نقد عطیہ ارسال فرماتے رہتے تھے۔

زمانہ طالب علمی میں اپنے خرچ کے لئے کبھی اہل خانہ کو تکلیف نہ دی، خود ڈیوٹی بنانے کا کام کرتے تھے اور اسی کی آمدنی سے اپنا گذران چلاتے تھے۔

آپ کی گجرات آمد:

۱۹۵۲ء میں فراغت کے بعد اپنے محبوب استاذ حضرت مولانا اعزاز علی صاحبؒ کے ایما پر چھاپی تشریف لائے، آپ ایک مسجد میں امامت کے فرائض بھی انجام دیتے تھے، دارالعلوم چھاپی میں اس وقت کے ذمہ دار حضرت مولانا عبدالرحمن پالن پوری صاحب تھے، یہاں آپ نے تقریباً ۱۸/سال مختلف علوم و فنون کی کتابیں پڑھائی، مشکوٰۃ شریف اور ابوداؤد شریف جیسی حدیث کی کتابیں بھی آپ سے متعلق رہی۔

اس کے بعد دارالعلوم ماٹلی والا کے اس وقت کے مہتمم حضرت مولانا عبدالغفور

صاحب نقشبندیؒ کی سعی و محنت کے نتیجے میں آپ محرم الحرام ۱۳۹۳ھ مطابق ۱۹۷۳ء میں دارالعلوم ماثلی والا میں تشریف لائے، پہلے سال مشکوٰۃ شریف، جلالین شریف اور ہدایہ جیسی کتابیں پڑھائی، دوسرے سال شوال ۱۳۹۳ میں درجہ عربی ہفتم کا آغاز ہوا، ابتدائی و افتتاحی مجلس میں حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب سیتا مڑھیؒ (بہار) نے موقع کی مناسبت سے وعظ فرمایا، اس کے بعد حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ نے درس کا آغاز کیا، بعدہ ۴۰ سال تک آپ اس مسند مشیخت پر رونق افروز رہے۔

ابتدائی زمانہ میں بخاری شریف کے علاوہ جلالین، سنن ابوداؤد، طحاوی، نسائی شریف جیسی کتابیں بھی پڑھائی، شعبہ تخصص فی الافتاء اور شعبہ تخصص فی الحدیث کے اجراء کے بعد ان دونوں شعبوں کی کچھ کتابیں بھی آپ سے متعلق رہی۔

درس و تدریس کا انداز:

آپ کو حدیث، تفسیر، فقہ اور عربی ادب میں کافی مہارت و تجربہ تھا، لیکن حدیث سے آپ کو خاص قلبی تعلق تھا، صبح میں دیر بٹھ گھنٹہ اور محرم تا شعبان مغرب سے عشاء تک پابندی سے سبق بلاناغہ کے عادی تھے، درمیانی اونچی آواز سے اس طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھاتے تھے کہ لکھنے والا طالب علم آسانی سے آپ کی درسی تقریر لکھ سکتا تھا، حدیث کے تمام متعلقات پر کلام فرماتے، کسی کا قول نقل کرتے تو مکمل و کالت کرتے، تعصب برتتے نہ تھے، مشکل مقامات پر تمہیدی گفتگو کے بعد وضاحت سے روشنی ڈالتے۔

طالب علم کی غیر حاضری ناقابل برداشت تھی، غیر حاضری پر خود ہی مناسب تنبیہ فرماتے اور ضرورت کے مطابق کبھی دفتر اہتمام میں بھی غیر حاضر طلبہ کے نام بھیج دیتے، درس کے متعلق ایک خاص بات یہ بھی تھی کہ اگر کسی حدیث پر ابھی بحث باقی ہوتی اور طالب علم اس

کے بعد والی حدیث پڑھنا شروع کرتا تو پھر ”آگے پڑھو، اور آگے، اور آگے“، اتنا ہی بولتے اور کئی صفحات اس طرح گزر جاتے تاکہ طالب علم کو تنبیہ ہو جائے اور وہ ذہنی طور پر بھی حاضر رہے۔ اور خود اس پر برابر گرفت کرتے تاکہ حدیث کے ساتھ طالب علم اس طرح لاابالی پن سے پیش نہ آئے بلکہ اس کے آداب بجالائے۔

دارالعلوم ماٹلی والا میں بخاری شریف کا درس اول روز سے ہی آپ سے متعلق رہا ہے، اس وقت سے لیکر تادم حیات آپ سے بخاری شریف پڑھنے والے طلبہ ۹۵۷ء ہے، اور اس سے پہلے کئی ایک طلبہ دارالعلوم چھاپی میں بھی آپ سے شرف تلمذ حاصل کر چکے ہیں، ان میں سے ایک مولانا غلام رسول خاموشؒ ہیں جو بعد میں دارالعلوم چھاپی میں منصب اہتمام پر فائز ہوئے اور دارالعلوم دیوبند میں کارگذار مہتمم رہ چکے ہیں، دارالعلوم ماٹلی والا میں کئی اساتذہ بھی آپ سے شرف تلمذ حاصل کر چکے ہیں، اس کے علاوہ بہت سے شاگرد ہندو بیرون ہند مختلف خدمتوں میں مصروف ہیں۔

خصائص و امتیازات، اخلاق و عادات اور ملی و سماجی خدمات:

آپ اور مولانا عبدالحکیم صاحبؒ دونوں بزرگوں کا حال یہ تھا کہ اذان سے پہلے ہی مسجد میں تشریف لے آتے اور قرآن شریف کی تلاوت میں مشغول ہو جاتے، تہجد کے بھی پابند تھے، اذان ہونے پر سنتوں میں مشغول ہو جاتے، پھر اقامت تک تلاوت میں مشغول رہتے اور تکبیر اولیٰ کا اہتمام فرماتے، زندگی کے آخری سالوں میں کمزوری کے باوجود بھی تکبیر اولیٰ کا اہتمام اور نماز بحالت قیام قابل رشک ہے۔

طریقت و تصوف میں آپ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ سے بیعت تھے، رمضان المبارک میں سہارنپور خانقاہ میں حاضری ہوا کرتی تھی۔

استاذ محترم حضرت مدنیؒ سے قلبی محبت و لگاؤ ہونے کی وجہ سے جمعیت علمائے ہند اور اس کی تحریکات سے خصوصی ربط و تعلق تھا، اسی لئے تادم حیات جمعیت کا ہر کام و تحریک میں شرکت کی، ایمر جنسی کے وقت ظالمانہ قوانین کے خلاف دارالعلوم ماٹلی والا کے میدان میں تاریخی اجلاس کو بحسن و خوبی کامیاب بنانے کا سہرہ بھی آپ اور حضرت مولانا عبدالحمید صاحبؒ کے سر پر ہے۔ جمعیت علماء ضلع بھروچ کے آپ ایک طویل مدت تک صدر رہے، اس لئے جب قومی فسادات یا قدرتی طور پر کوئی مصیبت آپڑتی تو چندہ (ریلف) جمع کر کے مصیبت اور فساد زدہ لوگوں تک پہنچاتے، ان لوگوں کی حوصلہ افزائی فرماتے، مظلوموں کو قید و بند سے رہائی کی فکر و محنت کرتے، اور ان لوگوں کے لئے رہائش کا انتظام بھی کرتے، قوم و فرقہ پرست لوگوں کے خلاف آواز اٹھانے کے لئے ”تحریک ملک و ملت بچاؤ“ کے ماتحت آپ ”پیدل جیل چلو آندولن“ میں شرکت کر کے جیل خانہ بھی گئے۔

سادگی و بے تکلفی کا حال یہ تھا کہ کبھی بازار میں فرنیچر اور عیش و آرام پہنچانے والی اشیاء خریدتے کسی نے نہیں دیکھا، کسی سے گفتگو ہوتی تو عموماً علمی ہوتی یا حالات حاضرہ کے مطابق مسلمانوں کے حالات و مصائب پر ہوتی۔

دوران سال جب کبھی حالات و تقاضوں کے مطابق کسی خاص یا عام موضوع پر انجمنوں کے تحت اجلاس ہوتے تو موقع و حالات کے مطابق خاص انداز میں اپنے خیالات کا اظہار فرماتے اور اس موضوع سے متعلق ابحاث پر گفتگو کرتے ہوئے نتائج بیان فرماتے۔ آپ کے علمی ذوق کا پتہ اس سے بھی چلتا ہے کہ کئی ایک اساتذہ ایسے ہیں جو کوئی فقہی مقالہ یا فتویٰ آپ کے سامنے ملاحظہ کے لئے پیش کرتے تو آپ اس کو خوب غور سے پڑھتے، حوالہ جات بھی برابر دیکھتے؛ اس کے بعد جو مقام محل نظر ہوتا وہاں خوب علمی بحث

کرتے اور ضروری مباحث یا حوالہ جات کی طرف بھی متوجہ کرتے، اخیر میں ہمت افزائی کرتے ہوئے دعاؤں سے نوازتے۔

قصہ مختصر یہ کہ آپ خلوص وللہیت، جدوجہد، خدمت کے لئے مستعد، ہر دل عزیز، مہمان نواز، خدمت کے لئے ہر وقت پابرقاب، بہت خوبیوں اور امتیازات کے مالک تھے۔

عبادات سے لگاؤ اور حج بیت اللہ:

اس سے پہلے نماز سے متعلق کچھ وضاحت شروع میں کی جا چکی ہے، آخری زمانہ میں جب آپ ضعف و کمزوری کے شکار ہوتے تو بھی مسجد میں آنا اور نماز باجماعت کو ترک نہ کیا، بالآخر انتظامیہ و ارکان شوری کی طرف سے ایک الیکٹرونک چارزیبل وہیل چیر کا انتظام کیا گیا۔ آخری ہفتہ میں ۲-۳ مرتبہ مستثنیٰ جانا پڑا تو کچھ نمازیں چھوٹ گئیں، اس کی اتنی فکر ہوئی کہ اس ادارہ کے استاذ حدیث حضرت مولانا سہراب صاحب سے پوچھنے لگے کہ میری کچھ نمازیں چھوٹی ہے، اس کے فدیہ کی کیا صورت ہو؟ اور ندامت کرنے لگے۔

آخری سالوں میں بھی نجیف و ناتواں ہونے کے باوجود پوری تراویح بھی قیام ہی کی حالت میں پڑھی، یہ ہمارے لئے؛ خصوصاً نوجوانوں کے لئے قابل رشک ہے۔ رمضان میں اعتکاف بھی فرماتے تھے، اس وقت قرآن کی تلاوت میں بھی اضافہ ہو جاتا تھا، تلاوت کی کثرت کی وجہ سے کافی حصہ انہیں یاد ہو گیا تھا، اسی طرح نفل روزوں کا بھی خاص اہتمام تھا۔

آپ نے ۳ حج گئے، ۱۹۸۰، ۱۹۹۶، ۲۰۰۶ء میں، ان تینوں سفر حج کی کوئی روئیداد اس وقت نہیں مل سکی، لیکن جو سچے عاشق صوم و صلوة تھے، انہوں نے حج کس عشق و محبت الہی اور کن جذبات سے کیا ہوگا اس کا اندازہ ہم کر سکتے ہیں۔

اولاد و احفاد:

آپ کے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ کے علاوہ ۴/۲ زینہ اولاد ہیں، ان میں سے ۲/۲ عالم ہیں جو گجرات ہی کے ۲/۲ اداروں میں دینی خدمات میں مصروف ہیں، تیسرے بھی عالم ہے جو فن کتابت میں مصروف ہیں اور چوتھے ڈاکٹر، یہ دونوں بمبئی میں ہیں (اور ایک پانچواں لڑکا بچپن میں ہی انتقال کر چکا۔)

اور ۶ لڑکیاں ہیں، تمام ہی اولاد آپ کی حین حیات ازدواجی زندگی میں منسلک ہو چکی ہیں اور تمام صاحب اولاد ہیں۔

وفات:

آخری ہفتہ میں کمزوری وضعف بڑھ جانے کی وجہ سے درسگاہ میں حاضری نہ دے سکے، ان دنوں میں ہسپتال بھی آمدورفت رہی، وفات سے ایک دن پہلے اہلیہ محترمہ سے معافی مانگی، اس کے بعد بہو (فرزند ارجمند، مولانا حفظ الرحمن عرف جانباڑ کی اہلیہ جنہوں نے حضرت کی بہت خدمت کی) سے معافی مانگی، پھر گھر میں جو بھی حاضر تھا ان سے بھی معاملات کی صفائی اور معافی مانگی، اہل خانہ اور پوتوں ونواسوں کو آخری نصیحتیں فرمائی اور آرام کے لئے چلے گئے، ۱۵/ ذی قعدہ ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۲/ ستمبر ۲۰۱۳ء صبح فجر کے بعد پھر کچھ آرام کیا، ظہرانہ تناول کیا، بطریق سنت قبولہ کیا، اس سے پہلے خود ہی ناخون تراشے، چہرہ (مونچھ وغیرہ) کی صفائی کی، ظہر کے لئے خود ہی وضوء کیا، نماز پڑھی اور چارپائی پر آرام کے لئے پہنچے، لیکن سوتے ہی حالت میں تبدیلی محسوس ہوئی، یہ حالت دیکھ کر آپ کی پوتی نے افراد خانہ کو مطلع کیا، اس وقت تقریباً (بعد الظہر) ۳:۳۰ وقت ہو رہا تھا، آخری حالت تھی، اللہم اللہ کی آواز آ رہی تھی، اور تھوڑی دیر میں جان جان آفرین کے سپرد کردی۔ اللہم اغفرلہ وارحمہ

وسکھ فی الجنة

تجہیز و تکفین:

آخری حالت کی اطلاع ملتے ہی حضرت مہتمم صاحب (حضرت مولانا اقبال صاحب دامت برکاتہم) اپنے اساتذہ کو لے کر حضرت کی رہائش گاہ پر پہنچے، بارش بھی مسلا دھار ہو رہی تھی، راستے بھی مسدود تھے، اس بارش میں مہمانوں، تعزیت کے لئے آنے والوں کا اور حضرت کو غسل کے لئے جو کچھ انتظام تھا وہ حضرت مہتمم صاحب نے کیا، اساتذہ کو الگ الگ کام میں لگایا؛ تاکہ تمام امور کی انجام دہی میں سہولت رہے، مہمانوں کے لئے کھانے پینے کا بھی نظم ہو گیا۔

وصیت کے مطابق حضرت کی اولاد و احفاد نے غسل و کفن دیا، اور دوسرے دن صبح ۸ بجے جنازہ اسی درس گاہ میں زیارت عام و خاص کے لئے لایا گیا جہاں آپ نے کئی سالوں تک حدیث کا درس دیا اور طلبہ کو مستفیض کیا۔ وقت مقررہ پر آپ کا جنازہ اٹھالیا گیا، بارش بھی ایسی مسلا دھار ہو رہی تھی جیسے رو کر غم میں شرکت کر رہی ہو، اساتذہ و طلبہ اشکبار تھے، بارش کی وجہ سے راستے بند تھے پھر بھی کافی حضرات نے صلوٰۃ جنازہ و تدفین میں شرکت کی، جنازہ وسیع و عریض ہال میں لایا گیا، پیر طریقت و شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم نے نماز پڑھائی۔

اس کے بعد اشکبار آنکھوں سے آپ کو سپردِ خاک کیا گیا، اور حضرت مولانا مفتی عبداللہ صاحب مظاہری (بانی و مہتمم جامعہ ہانسوٹ) نے دعائے مغفرت کی۔

اللہ آپ کی قبر کو روضۃ من ریاض الجنۃ کی مصداق بنائے، پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، آپ کی تمام تردینی، ملی، سماجی، اسلامی خدمات کو قبول فرمائے اور آپ کی روحانی اولاد کو آپ کے لئے باقیات صالحات بنائے۔ آمین یا رب العالمین

حضرت مولانا عبدالحنان صاحب رحمہ اللہ علیہ

(یہ باب مہتممین اور شیخ الحدیث صاحبان کے حالات میں قائم کیا گیا ہے، حضرت مولانا عبدالحنان صاحبؒ کا ان دونوں میں سے کسی منصب سے تعلق نہیں ہے؛ لیکن آپ یہاں کے ابتدائی قدیم اساتذہ میں سے ہونے کے علاوہ مہتمم صاحب کے تعلیمات و مالیات میں معاون رہے ہیں، ضلع بھروچ اور قرب و جوار میں وعظ و بیانات سے کافی فائدہ پہنچایا، الغرض آپؒ کی خدمات دارالعلوم میں اور قریب و بعید علاقوں میں ناقابل فراموش ہے، ان احساسات کو مد نظر رکھتے ہوئے آں حضرتؒ کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔)

صوبہ بہار کا ایک مشہور شہر ”مظفر پور“ ہے، وہاں سے ۳۵ کلومیٹر دور ایک قصبہ ہے، جس کا نام رونی سید پور ہے، جو مظفر پور اور سیتامڑھی کے درمیان میں ہے، رونی سید پور سے ۱۵ کلومیٹر دور مشرق کی جانب ایک گاؤں ”بالا ساتھ“ ہے، اس گاؤں کی ایک تاریخ رہی ہے۔

ولادت:

مولانا عبدالحنان صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۳ جنوری ۱۹۳۲ء بالا ساتھ میں پیدا ہوئے، ان کے والد حسن توحید صاحب مرحوم دینی مزاج و مذاق کے حامل انسان تھے، دین کی محبت اور رسول کی عظمت ان کی رگ رگ میں پیوستہ تھی، ان کی زندگی ورع و تقویٰ، طہارت و پاکیزگی اور للہیت و خدا ترسی کی زندگی تھی، دینی شعائر کا اہتمام ان میں بہت نمایاں تھا،

انہوں نے شروع سے یہ نیت کر لی تھی کہ اپنے کسی جگر گوشہ کو ضرور عالم دین بناؤں گا، اللہ تعالیٰ نے انہیں اولاد دیں اور بھی عطا کی تھیں، مگر قسم ازل نے یہ نعمت مولانا کے لئے مقدر کر رکھی تھی۔

تعلیم:

ابتدائی دینیات اور فارسی وغیرہ کی تعلیم خود والد صاحب نے دی، متوسطات کی تعلیم کے لئے وہ محمود العلوم رملہ، مدرسہ امدادیہ در بھنگہ گئے، دینی تعلیمی اداروں میں اس وقت ان دو اداروں کو بڑا امتیاز و تفوق حاصل تھا، خاص طور پر مدرسہ امدادیہ کی شہرت و ترقی انتہائی عروج پر تھی، بڑے جید الاستعداد اور باصلاحیت قسم کے علماء اور اساتذہ کی خدمات اسے حاصل تھیں، یقیناً ان مخلص و مشفق اور باصلاحیت اساتذہ کے فیض تربیت نے مولانا کی شخصیت کے جوہر کو نکھارا اور ان کی مخفی اور خوابیدہ صلاحیتوں کو بیدار کیا۔

متوسطات کی تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد انہوں نے از ہر ہند دارالعلوم دیوبند کا رخ کیا اور وہاں ۴ سال اکابر اساتذہ و شیوخ کی خدمت میں رہ کر علم حدیث میں کمال حاصل کیا۔

مولانا کا یہ تعلیمی سفر بڑا صبر آزما، جاں گسل اور حوصلہ شکن تھا، ان کے معاشی اور مالی حالات بالکل ایسے نہیں تھے کہ وہ اپنا سفر علم جاری رکھ سکیں، تنگ دستی اور زبوں حالی اس قدر تھی کہ انہیں پہننے کو دو قمیص کبھی میسر نہ آسکیں، ان کے رفقاء درس بتلاتے ہیں کہ دو وقت کے کھانوں کا انتظام بھی ان کے لئے بے حد مشکل اور دشوار تھا، مگر ان کے عزم بے پناہ، ان کی ناقابل تسخیر ہمت، ان کی عالی حوصلگی و جواں مردی انہیں آگے بڑھاتی رہی۔

آپ کے اساتذہ:

مولانا عبدالحنان صاحبؒ نے ملک کے مشہور اور قابل ذکر علمائے کرام سے تعلیم

حاصل کی ہے، ان کے اساتذہ میں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی صاحب[ؒ] (م: ۱۹۵۷ء) حضرت مولانا فخر الدین احمد صاحب[ؒ] (م: ۱۹۷۲ء) حضرت علامہ ابراہیم بلیاوی صاحب[ؒ] (م: ۱۹۶۷ء) حضرت مولانا محمد حسین بہاری صاحب[ؒ] (م: ۱۹۹۲ء) حضرت مولانا معراج الحق صاحب[ؒ] (م: ۱۹۹۱ء) حضرت مولانا نصیر احمد خان صاحب[ؒ] (م: ۲۰۱۰ء) حضرت مولانا عبدالرحیم درہنگوی صاحب[ؒ] (م: ۱۳۸۰ھ، ۱۹۶۱ء) حضرت مولانا محمد محمود بستوی صاحب[ؒ] (م: ۱۹۸۸ء) حضرت مولانا عبدالحفیظ سیدھولوی صاحب[ؒ] (م: ۱۳۷۸ھ، ۱۹۶۱ء) اور حضرت مولانا محی الدین سمستی پوری صاحب[ؒ] (م: ۱۹۷۷ء) قابل ذکر ہیں۔

دینی خدمات:

فراغت کے بعد سب سے پہلے انہوں نے قصبہ ”مورنا“ مظفرنگر یوپی میں ایک دینی ادارے کی داغ بیل ڈالی، دو برس تک وہاں قیام فرمایا، کسی مسجد میں امام بھی رہے، ان کی تقریروں نے وہاں کے لوگوں کے دلوں میں جادو کا سا اثر کیا، بہتوں کے عقائد کی تصحیح ہوئی، بہت سے لوگ پابند صوم و صلاۃ ہو گئے، یہاں اہل تشیع سے بھی ان کا سابقہ رہا، انہوں نے جم کر اور ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

پھر وہ اپنے استاذ حضرت مولانا فخر الحسن صاحب کے ایماء پر ”عمری کلاں“ مراد آباد تشریف لے گئے، ان کی طبعی شرافت، فطری سلامت روی، صلح جوئی اور نرم خوئی نے یہاں خوب کام کیا، یہاں کے جن دو مدارس کے درمیان کشمکش و اختلاف اور منافرت و عداوت کی خلیج حائل تھی، اسے انہوں نے کمال خوبی کے ساتھ اس طرح دور کیا کہ دونوں باہم شیر و شکر ہو گئے، ابھی دو سال ہی یہاں گزرے تھے کہ امیر شریعت حضرت مولانا منت اللہ رحمانی

صاحب کی نظر انتخاب ان پر پڑی اور وہ امارت بلا لئے گئے، بعض حالات کی وجہ سے ان کی مدت قیام یہاں صرف دو سال رہ سکی۔

اس کے بعد وہ دارالعلوم چھاپی تشریف لے گئے، اور بارہ سال بڑی کامیابی کے ساتھ حدیث و تفسیر اور فقہ کی کتابوں کا درس دیتے رہے، ۱۹۷۳ء میں انہوں نے اس ادارے سے علیحدگی اختیار کر لی اور دارالعلوم ماٹلی والا بھروچ (گجرات) میں استاذ مقرر ہوئے، انہوں نے اپنی تدریسی زندگی کا سب سے طویل عرصہ یہاں گزارا، اور حقیقت یہ ہے کہ اس ادارے کو عروج و ارتقاء کی آخری منزلوں تک پہنچانے اور ملک و بیرون ملک اسے متعارف کرانے میں انہوں نے بھی بڑا مؤثر اور اہم رول ادا کیا، مجموعی اعتبار سے گجرات کے ان دو اداروں میں انہوں نے اپنی زندگی کے ۳۹ سال گزارے، اس طویل مدت میں انہوں نے اپنے دروس سے یہاں کے طلبہ کو جس قدر مستفید فرمایا، ان کے اصلاحی بیانات اور خطبات و مواعظ سے لوگوں کے عقائد و اعمال کی تصحیح ہوئی، ان کے علمی، اصلاحی اور تبلیغی اسفار سے لوگوں کو خوب فائدہ پہنچا، اور خود ان اداروں کو ان کی کاوشوں اور محنتوں سے ترقی حاصل ہوئی۔

حج بیت اللہ اور اسفار:

۶ مرتبہ آپ کو حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی، اور ۹ مرتبہ عمرہ کی سعادت سے شرف یاب ہوئے۔

آپ نے دور دراز ملکوں کا سفر دینی بھی کیا، انگلینڈ، کناڈا، فیجی، نیوزی لینڈ، ری یونین، زمبابوے، امریکہ، افریقہ جیسے ممالک کا آپ نے سفر کیا، لیکن آپ جہاں بھی گئے، لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا گھر آباد کرنے، مساجد و مدارس تعمیر کرنے، مکاتب اسلامیہ کا جال

بچھانے اور نو نہالان امت میں دین کی بنیادی تعلیم کو عام کرنے کی طرف متوجہ فرماتے رہے، ان کو جھنجھوڑتے، ان کو زندگی کی بے ثباتی اور آخرت کی دائمی زندگی کی فکر پر آمادہ کرتے رہے۔

بیعت و اصلاحی تعلق:

سب سے پہلے انہوں نے شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی سے اپنا اصلاحی تعلق قائم کیا اور ان کے سامنے زمانوے ادب تہہ کر کے معرفت و سلوک اور تصوف و احسان کی راہیں طے کیں، حضرت شیخ الاسلام سے انہیں شرف بیعت کے ساتھ شرف اجازت بھی حاصل رہا، حضرت مدنی کی وفات حسرت آیات کے بعد انہوں نے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا سے اپنا سلسلہ بیعت و ارشاد قائم کیا، بالکل اخیر میں وہ حضرت شاہ ابرار الحق صاحبؒ سے بیعت ہوئے، ان حضرات کے فیض کا یہ اثر تھا کہ ان کی پوری زندگی دین داری و پرہیزگاری، اخلاص و للہیت، طہارت و پاکیزگی اور تقویٰ کا عملی نمونہ تھی، ان کی تکبیر اولیٰ کبھی فوت نہیں ہوتی تھی، ان کا دل ہمیشہ نمازوں میں معلق رہتا تھا، سفر کی صعوبتوں اور زمستانی ہواؤں کی شمشیر کی سی تیزی میں بھی وہ سحرگاہی کے آداب سے غافل نہیں رہتے تھے، تلاوت قرآن کریم کا انہیں بے حد اہتمام تھا، سنتوں سے بھی وہ حد درجہ عشق رکھتے تھے، ان کی زبان ہر دم ذکر الہی سے تر رہتی تھی۔

عادات و اخلاق:

مولانا مرحوم مسلک دیوبند کے ترجمان تھے، دیوبندان کے رگ و ریشہ میں پیوست تھی، چنانچہ گجرات میں جب کبھی رضا خانیت اور مودودیت جیسے گمراہ فرقوں نے سراٹھایا تو وہ اس کی سرکوبی کے لئے ہر اول دستے میں موجود ہوتے، علماء دیوبند کی طرح بدعات و خرافات

اور رسم و رواج کے بڑے ہی مخالف تھے، یہی وجہ تھی کہ عام طور پر مولانا کے بیانات میں یہ عنوان غالب رہتا تھا، شہر بھروج اور اس کے اطراف و جوانب جہاں بدعت کا کافی زور تھا، اس کو ایک حد تک قلع قمع کرنے میں مولانا مرحوم کا اہم کردار رہا، گجرات کے دیگر علاقوں میں بھی انہوں نے قابل قدر مساعی فرمائی ہیں، جن پر مسلمانانِ گجرات آج بھی مشکور ہیں۔

مولانا مرحومؒ کو اللہ تعالیٰ نے قدرت علی الخطاب کی خصوصی صلاحیت و دیعت فرمائی تھی، چنانچہ ان کی تقریر ”ان من البیان لسحرا“ کا مصداق تھی، اسی خداداد لیاقت کی وجہ سے مولانا مرحوم کے یہاں، انہیں اس حوالہ سے مدعو کرنے کے لئے لوگوں کی بھیڑ لگی رہتی تھی، دو تین گھنٹے نہایت چستی کے ساتھ وعظ فرماتے، ان کی جادو بیانی اور سحر انگیزی تھی کہ اس قدر طویل تقریر میں سامعین بالکل اکتاہٹ محسوس نہیں کرتے تھے، ختم وعظ تک بیٹھے رہنے پر وہ اپنے آپ کو مجبور پاتے، عموماً جمعہ کے روز مولانا مرحومؒ کا شہر کی مرکزی مسجد بادشاہی - جو شہر کے وسط میں واقع ہے - جمعہ سے قبل خطاب ہوتا، لوگ دور دور سے انہیں سننے اور مستفید ہونے کی غرض سے تشریف لاتے۔

مولانا مرحومؒ یکے جمعیتی تھے اور اس کے ساتھ عجیب و غریب لگاؤ تھا، وہ ہمیشہ اس کی سرگرمیوں میں حصہ لیتے، اس کے کام کو آگے بڑھانے کے لئے مختلف علاقوں کا دورہ بھی فرماتے، غالباً اسی سچی محبت اور تعلق کا ہی نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جمعیت علمائے گجرات کی کرسی صدارت کے لئے منتخب فرمایا، اور انہوں نے اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے اس کا مکمل حق ادا کیا، اور اس پلیٹ فارم سے قوم و ملت کی بہترین خدمات انجام دیں، ۱۹۹۲ء میں گجرات میں ہونے والے فرقہ وارانہ فسادات نے مسلمانانِ گجرات کو بے حد ہراساں اور مایوس کر دیا تھا، ایسے حالات میں مولانا نے قریہ قریہ اور شہر شہر جا کر اپنے اثر انگیز خطابات کے ذریعہ لوگوں کو ہمت و حوصلہ بخشا، اور ان پر چھائی ہوئی مایوسی کی حالت کو ختم فرمایا۔

مولانا مرحوم کی فیاضی اور مہمان نوازی ماٹلی والا مدرسہ میں ہر خورد و کلاں میں مشہور و معروف تھی، ان کے درجہ کے طلبہ تو ان کی تنخواہ کے منتظر رہتے، طلبہ کے ساتھ بے پایاں شفقت اور بے تکلفی کی وجہ سے تنخواہ ملنے پر ضیافت اور ہدیہ کا مطالبہ بھی فرماتے، وہ بھی اسی قدر خوشی اور شوق سے ان کو با مراد کرتے، مولانا کا دسترخوان ہمیشہ مہمانوں سے بھر رہتا، خصوصاً مالیات کی فراہمی کے لئے دیگر صوبوں سے آنے والے حضرات مولانا کے ہی مہمان بنتے اور مولانا نہ صرف ان کی خاطر داری فرماتے؛ بلکہ ان کی ہر طرح سے رہنمائی فرماتے۔

یہ اور دیگر بہت سی خصوصیات کے ساتھ مولانا مرحوم کو دین اور علم دین سے بڑا مستحکم رشتہ تھا، انہیں اپنے خطہ بہار کے غربت زدہ، پس ماندہ اور جہالت زدہ علاقہ کا بڑا فکر و امن گیر تھا، ان کی اسی فکر نے مولانا مرحوم کو اپنے وطن میں ایک دینی ادارہ اور پورے بہار میں جگہ جگہ مکاتب کی بنیاد ڈالنے پر آمادہ فرمایا، چنانچہ جامعہ قاسمیہ بالا ساتھ آج ایک تناور درخت کی شکل میں اطراف و جوانب اور دور دراز سے آنے والے جہالت زدہ علاقہ کے طلبہ کی علمی پیاس بجھا رہا ہے، ماشاء اللہ اس ادارہ نے صوبہ بہار میں علمی و دینی اعتبار سے نمایاں مقام حاصل کر لیا ہے، اسی طرح مولانا مرحوم نے علاقہ کی پسماندگی کے پیش نظر ہسپتال وغیرہ بھی قائم کئے، اور دیگر بہت سی رفاہی و سماجی خدمات انجام دی ہیں، درحقیقت مولانا محترم بہت سی خوبیوں کے مالک و جامع تھے۔

حضرت مولانا کی چند خصوصیات - جن کا لوگوں نے خود مشاہدہ و تجربہ کیا ہے -

مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) نماز کی پابندی: عام طور پر لوگوں نے نہیں دیکھا کہ آپ نے کبھی اپنی تکبیر اولیٰ فوت کی

ہو، تقریباً پینتیس سال تک حضرت نے اپنی کوئی بھی نماز بغیر تکبیر اولیٰ کے ترک نہیں کی، واقعی یہ کوئی معمولی کارنامہ نہیں ہے، یہ ایک قابل تقلید کارنامہ ہے۔

(۲) حضرت مولاناؒ کی ایک مسلسل اور متواتر عادت یہ بھی تھی کہ وہ وقت اذان سے کافی پہلے مسجد پہنچ جایا کرتے تھے، جس سے نماز کے تسنن ان کی فکر مندی اور خدائے بزرگ و برتر سے لولگانے کے جذبے اور خواہش کا پتہ چلتا ہے۔

(۳) حضرت مولاناؒ کو قرآن پاک سے زبردست لگاؤ اور گہری محبت تھی، چنانچہ جب بھی آپؐ کو موقع ملتا آپ قرآن کریم کی تلاوت شروع کر دیتے تھے، نیز آپ کا یہ روزانہ کا معمول تھا کہ سات تا دس پارہ قرآن پاک کی تلاوت فرمائیں، اس طرح آپ تین سے چار دن میں مکمل قرآن کریم تلاوت فرما لیتے تھے۔

(۴) حضرت مولاناؒ کی ایک حیرت انگیز خصوصیت یہ بھی تھی کہ وہ سوسائٹی کے ہر طبقہ کے فرد کے ساتھ گفتگو اور رابطہ کر لیتے تھے، چاہے وہ تاجر، سیاست داں اور طالب علم جو بھی ہو، ایک ایک کی توجہ کو اپنی جانب مبذول کر لینے کا فن آپ کو آتا تھا، لوگوں تک پیغام رسانی کا آپ کا انداز اتنا منفرد اور متاثر ہوتا تھا کہ بہتوں نے آپؐ کی ہدایات اور مشوروں پر عمل پیرا ہو کر اپنی زندگی کا دھارا بدل دیا۔

(۵) حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی ایک نمایاں خصوصیت یہ بھی تھی کہ آپ ہر ایک کو سلام کرتے تھے، چاہے وہ نوجوان یا بوڑھا جو بھی ہو، آپ کسی کو سلام کرنے میں جھجک محسوس نہیں کرتے تھے، یہ ایک ایسی عادت تھی؛ جس نے آپؐ کے حواریین کو آپ کا گرویدہ بنادیا۔

دارالعلوم سے علیحدگی:

۲۰۰۰ء سے پیرانہ سالی کے باعث دارالعلوم کی تدریسی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو کر مستقلاً آپ نے اپنے وطن بالاساتھ میں رہائش اختیار کر لی تھی اور تادم حیات جامعہ قاسمیہ بالاساتھ کو ہی اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے رکھا تھا، اور نالہ نیم شمی اور آہ سحر گاہی کے ذریعہ جامعہ کو مزید ترقیاتی منازل سے ہم کنار کرتے رہے، ضعف و نقاہت اور جسمانی امراض کے باوجود آپ نے تعلیم و تعلم کا سلسلہ یہاں بھی جاری رکھا اور رشد و ہدایت کی روشنی پھیلاتے رہے، یہ سلسلہ زریں اسی وقت رُکا جب اعضاء و جوارح جواب دینے لگے، قوی مضحل ہونے لگے، مرض شدت اختیار کرنے لگا اور آپ بستر مرگ پر چلے گئے، جسمانی تکلیفیں جھیلتے رہے، اذیتوں کا مقابلہ کرتے رہے؛ لیکن صبر و شکر کا دامن آپ نے کبھی نہ چھوڑا، بالآخر ایک سے ایک بہترین معالج کا سہارا لینے، روایتی علاج اور ہزار انسانی تدابیر کے باوجود تقدیر نے اپنا کام کر دکھایا اور آپ اس دار فانی کی گرفت سے آزاد ہو گئے اور ۱۳ مئی ۲۰۰۹ء بروز بدھ ہزاروں سو گواروں کو چھوڑ کر اپنے معبود حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اولاد:

آپ کی اولاد میں ۵ لڑکیاں اور ۲ لڑکے ہیں، دونوں لڑکے عالم ہیں اور آپ کے قائم کردہ ادارہ جامعہ بالاساتھ کی ہمہ وقتی نگرانی و ترقی میں مصروف ہیں۔

میں آں محترم کے حالات کو اس دعا کے ساتھ ختم کرتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت مولانا کو جنت الفردوس میں اعلیٰ درجات عطا کرے اور ان کی روح کو ان متعدد صدقہ جاریہ سے فیض حاصل ہو جن کو آپ نے اپنی زندگی میں شروع کیا تھا۔ آمین



طلبہ کی سرگرمیاں

تعلیمی اداروں یعنی دینی مدارس سے بڑی توقعات وابستہ ہوتی ہے، بات بھی معقول ہے، جن حالات سے ہم آج دوچار ہو رہے ہیں، اور ان حالات پر ہماری نسلوں کے مستقبل کو قیاس کرتے ہیں، تو کبھی یہ خیال ہوتا ہے کہ بدلتے ہوئے ملکی و صوبائی حالات میں دینی بادل تاریک نہ ہو، ایسے حالات میں امید کی کرن ان مدارس میں بھی نظر آتی ہے، اسی لئے مدارس اپنے دینی چراغوں کو بجھنے سے بچانے کے لئے کوشاں ہیں، اگرچہ محدود وسائل میں متعدد کام ان کے ذمہ ہے۔

پھر دینی مدارس کے فرائض میں سے اہم فریضہ یہ بھی ہے کہ دینی، اخلاقی اور معاشرتی نقطہ نظر سے طلبہ کی ایسی تربیت ہو جو انہیں دین پر قائم رکھنے، صالح بندہ، سماج کا بے لوث خادم اور ملک کا اچھا شہری بنانے میں معاون ہو اور انہیں الحاد، مادہ پرستی اور بد اخلاقی کے موجودہ سیلاب کی نذر ہونے سے بچاسکے، اور مستقبل میں عوام الناس میں دینی اعتبار سے مفوضہ خدمات بخوبی انجام دے سکے، مزید براں بچے، بوڑھے اور جوان ہر طبقہ میں دینی فضا قائم رہے، لوگ دین سے وابستہ رہے، اس کی وہ محنت کرے، یہ اور اس جیسی دیگر ذمہ داریاں مستقبل میں طالب علم پر آتی ہے اور العلماء و رثۃ الانبیاء مشہور ہے۔

ان ذمہ داریوں کے نبھانے کے لئے ایک طریقہ عوام کے درمیان وعظ و نصیحت اور خطابت ہے، خطابت سنت انبیاء ہے اور علماء کے لئے یہ خطابت از حد ضروری ہے، لہذا علماء کے لئے حتی المقدور وارثین انبیاء ہونے کے ناطے ”امر بالمعروف اور نہی عن المنکر“ کے طریقہ کی ادائیگی اور تبلیغ کی غرض سے خطابت خوب محنت سے سیکھنا ہوتا ہے، یہ بھی فرائض

منصبی میں داخل ہے، کیوں کہ ”خطابت، تقریر، پند و وعظ، تذکیر اور نصیحت“ کے ذریعہ سے ہر عام و خاص تک مؤثر انداز میں پیغام الہی پہنچا کر لوگوں کو مقصد حیات کی یاد دہانی کروائی جاتی ہے۔

چنانچہ خطابت کی ۴ قسمیں ہیں:

(۱) مکتوبی (۲) حفظی (۳) اعدادی (۴) ارتجالی (فی البدیہہ)

(۱) خطابت مکتوبی: اس سے مراد وہ تقریر ہے جو پہلے سے لکھ لی گئی ہو اور سامعین کے سامنے پڑھ دی جائے، اس میں کسی ایسی بات کے زبان سے نکل جانے کا اندیشہ نہیں ہوتا جسے کہنا مقصود نہ ہو؛ لیکن یہ بالکل سطحی اور ابتدائی نوع ہے۔

(۲) خطابت بالحفظ: اس سے مراد وہ خطابت ہے جو تحریر کی مدد سے نہیں، حافظے کے وسیلے سے دہرائی جائے، دوسرے لفظوں میں اسے رٹی ہوئی تقریر کہتے ہیں، یہ قسم فنی اعتبار سے مبتدی کی مشق کے لئے تو ٹھیک ہے، لیکن اصل فن میں اس کی چنداں حیثیت نہیں، فن خطابت کا اظہار اگلی دو قسموں میں ہوتا ہے۔

(۳) خطابت اعدادی: یہ وہ خطابت ہے جس میں مواد اکٹھا کر کے پہلے سے تقریر کا ذہنی خاکہ تیار کر لیا جاتا ہے، اکثر مقرر آسانی و سہولت کے خیال سے اہم نکات کو کاغذ کے ایک پرزے پر لکھ لیتے ہیں اور دوران تقریر اس پر نظر ڈالتے رہتے ہیں، اس میں نہ تقریر کو لکھ کر حرف بحرف پڑھ دیا جاتا ہے اور نہ لکھی ہوئی تقریر کو رٹ کر سنایا جاتا ہے، پہلی دو قسموں کے درمیان کی ایک چیز ہے۔

(۴) خطابت ارتجالی: فی البدیہہ تقریر کو کہتے ہیں، یعنی کسی موضوع پر بغیر کسی تیاری کے دفعۃً برجستہ بولنا، ارتجالی خطابت انسان کو دی گئی نعمت نطق کا نقطہ کمال ہے، یہ عوام الناس کو متاثر کرنے کا بڑا اچھا ذریعہ ہے، تبلیغ کے لئے بھی یہ بہت مفید ہے۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کامیاب مواعظ مبارکہ میں جو قوت پائی جاتی تھی وہ ارتجالی خطابت کی غیر معمولی تاثیر کا نقطہ عروج تھی، یہ معجزانہ قوت آپ کے خلوص، یقین، جوش ایمانی اور دلی تڑپ سے دوچند ہو جاتی تھی۔

ممتاز مقتدر مذہبی و سیاسی رہنما مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری اور تبلیغ کے اکابر ارتجالی خطابت کرتے تھے اور اس میں انہیں ید طولی حاصل تھا۔ وعظ اور بیان کی مشق عموماً تیسرے طریقہ سے شروع ہوتی ہے اور پھر رفتہ رفتہ چوتھی قسم۔ جو اصل کمال اور مقصود ہے۔ پر عبور حاصل ہوتا ہے، لیکن ایسا بھی ممکن ہے کہ مبتدی کو خطابت اعدادی کی ہمت نہ ہو رہی ہو تو اساتذہ اور نگران حضرات پہلی یا دوسری قسم سے مشق کی ابتداء کروا لیتے ہیں اور رفتہ رفتہ تیسری قسم پر لے آتے ہیں۔ دوسری قسم:

خطابت اور وعظ کی ایک تقسیم موضوع کے لحاظ سے ہے، اس اعتبار سے بھی اس کی چار قسمیں ہیں:

(۱) درس قرآن و حدیث (۲) اصلاحی بیان (۳) فکری خطاب (۴) عام تقریر۔
درس قرآن و حدیث: کسی آیت و حدیث کے ترجمہ و تشریح، نکات و معارف اور اس سے ملنے والی حکمت و موعظت، عبرت و نصیحت یا سبق و ہدایت پر مشتمل ہوتا ہے۔
اصلاحی بیان: عقائد و اعمال کی اصلاح، بدعات و رسومات کی تردید، رسوم و منکرات چھڑوانے کے لئے کی گئی مخلصانہ دعوتی کوشش کو کہتے ہیں، اخلاقِ حسنہ کے حصول کی ترغیب اور عاداتِ رذیلہ چھڑوانے کے لئے اس سے بہتر ذریعہ کوئی نہیں، علمائے اسلام نے اپنی اصلاحی و دعوتی کاوشوں کو اسی کے ذریعہ کامیاب بنایا ہے۔

فکری نشست سے خطاب خالصہ علمی و فکری کاوش ہے، اس میں سطحیت و جذباتیت کا گزرنہیں، اس میں مقرر اپنے وسیع مطالعہ اور اعلیٰ ذہنی قوتوں کا مظاہرہ کرتے ہوئے تاریخی وزینی حقائق، اہل علم کی آراء اور مستند اعداد و شمار کی مدد لیتے ہوئے مدلل تجزیے، جاندار تبصرے اور کارآمد تجاویز کے ذریعہ سامعین کے علم و دانش میں اضافہ کرتا ہے، ان کے ذہن و فکر کو ایک رخ دیتا اور لائحہ عمل تجویز کرتا ہے، عام طور پر سمنار، کانفرنس یا فکری نشست سے خطاب کورس کے زمرے میں شامل کیا جاتا ہے۔

عام تقاریر میں دینی و سیاسی بیانات، اجتماعات و جلوس سے خطاب اور مختلف محافل و مجالس میں کی جانے والی وعظ و تقاریر آتی ہیں، جمعہ کے بیانات کو بھی اسی نوع میں شامل کیا جاتا ہے، اس ہفتہ واری مجلس میں معلومات کی فراہمی سے زیادہ عوام کے احوال کی اصلاح کے لئے زیادہ مفید اور موثر ہوتی ہے، اس لئے اس میں ملکی حالات پر تبصروں کے بجائے عوام کی دینی ذہن سازی اور مذہبی اصلاح و ترقی کا کام لینا چاہئے۔ (شاہراہ علم: ص: ۴۷۸)

اس کے علاوہ ان طلبہ کے ذمہ مستقبل میں امامت کی ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہے، اس میں قرآن مجید صحت کے ساتھ پڑھنا ضروری ہوتا ہے؛ تاکہ ایسی لحن و خطا واقع نہ ہو جو مفسد صلاۃ بنے، اس لئے اس کی مشق بھی ضروری ہوتی ہے، چنانچہ طلبہ میں دونوں قسم کی تیاریاں ہوتی ہے۔

لیکن طلبہ میں خود اعتمادی بھی پیدا ہو، وہ خود ہی تیاری کر کے وعظ و قراءت کا قابل ہو جائے اور عوام الناس میں دونوں طرح کی ذمہ داریاں سنبھال سکے اس لئے کبھی صوبائی سطح پر طلبہ کے مابین تجوید و قراءت اور وعظ و تقریر کا مقابلہ و مسابقت ہوتا ہے، تو طلبہ کو اس

مسابقہ میں تقریر کے لئے بھیج دیئے جاتے ہیں۔

ایسے ہی عوام میں دینی تبلیغ و اشاعت کا ایک مؤثر ذریعہ تحریر بھی ہے، جس کی مختصر وضاحت اوپر گزری، خود قرآن نے بھی اس کو بطور احسان فرمایا: **وَعَلَّمَ بِالْقَلَمِ**، طلبہ کو اس کی بھی مشق کروائی جاتی ہے اور جب تحریری مسابقہ ہوتا ہے تو ان سے مقالے لکھوا کر روانہ کئے جاتے ہیں، چنانچہ طلبہ تجوید و قراءت، تحریر و تقریر تمام میں حصہ لیتے ہیں، ذیل میں ایسی ہی کچھ سرگرمیوں کی جھلک پیش کی جاتی ہے۔

(۱) رابطہ ادب گجرات شاخ جمبوسر کے سمینار میں شرکت

رابطہ ادب گجرات شاخ کے پلیٹ فارم سے دارالقرآن جمبوسر نے محرم الحرام ۱۴۳۳ھ میں طلبہ کے مابین تقریری و تحریری مسابقہ قائم کیا، جس میں درج ذیل شرائط کے مطابق طلبہ کو تیاری کرنے کی دعوت دی گئی۔

(۱) مقالہ زیادہ سے زیادہ دس منٹ اور کم سے کم آٹھ منٹ میں پیش ہو جائے اس طرح مرتب فرمائیں۔

(۲) ضروری حوالہ کے علاوہ کسی بھی کتاب کی طول طویل عبارتیں نقل کرنے کے بجائے حاصل مطالعہ کو اپنے الفاظ و تعبیرات میں پیش کرنے کی کوشش کریں۔

(۳) مقالہ عربی، اردو ہر دو زبان میں لکھا جاسکتا ہے، نمبرات میں ہر دو لغت کا ادب بھی ملحوظ ہوگا۔

(۴) مقالات میں ماقبل نبوت، مکی زندگی و مدنی زندگی کے احاطے کی کوشش کی گئی

ہے، اس لئے مقالہ اس طرح مرتب کریں کہ اس دور کا آئینہ ہو جس میں قاری یا سامع کو اس دور کی چلتی پھرتی تصویر نظر آئے۔

(۵) سیرت کے حوالہ سے ایک اہم مضمون فقہ السیرۃ کا ہے، طلبہ عزیز کو اس کی طرف توجہ دلا کر مقالے میں واقع سیرت کے دروس و عبرت سامنے لانے کی طرف دھیان دلائیں، بطور نمونہ فقہ السیرۃ کی مختصر کتب کا حوالہ دے کر نظر سے گزارنے کی تاکید فرمائیں۔ اس میں ۳۰ فرغ قائم کی گئی تھی، عربی پنجم تا ہفتم کی جماعت کے مطابق یہ فروع ثلاثہ اس طرح بنائی گئی۔

فرغ اول برائے طلبہ عربی پنجم عہد جاہلیت تا بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
فرغ دوم برائے طلبہ عربی ششم آپ کی مکی زندگی از بعثت تا ہجرت
فرغ سوم برائے طلبہ عربی ہفتم آپ کی مدنی زندگی از ہجرت تا وفات
اس مسابقہ میں درج ذیل طلبہ نے حصہ لیا۔

(۱) ساجد یعقوب ٹنکا رووی متعلم عربی ہفتم

(۲) اسلم انکلیشوری متعلم عربی ششم

(۳) عمران بھروچی متعلم عربی پنجم

تینوں نے اپنے اپنے مقالات تحریری شکل میں پیش کئے، اور رابطہ میں خود اس کو پڑھا، اسی مسابقتی پروگرام میں جتنے طلبہ نے حصہ لیا تھا، ان تمام کے مقالات کا اختصار مطبوع شکل میں ”مقالات سیرت“ کے عنوان سے منظر عام پر آچکے ہیں، اس لئے مذکور الصدر ۳ متعلمین کے مقالات کے اقتباسات اور نمونے پیش نہ کرنا مناسب سمجھتے ہوئے چھوڑ رہا ہوں، مطبوع کتاب ”مقالات سیرت“ سے مراجعت کی جائے۔

(۲) شاہ وجیہ الدین اکیڈمی کے مقابلہ مضمون نویسی میں شرکت

۱۹ اگست ۲۰۰۷ء مطابق ۲۱/ رجب ۱۴۲۸ھ بروز اتوار شاہ وجیہ الدین اکیڈمی

احمد آباد اور حوذہ علمیہ امام خمینی گولڈن پارک احمد آباد کی طرف سے ڈاکٹر محمد رضا رجب نژاد

دہلی کی زیر صدارت ”اتحاد ملت کانفرنس“ کے عنوان سے سمینار منعقد ہوا، اس میں کچھ شرائط کی رعایت کرتے ہوئے مقررہ عناوین پر مقالہ و مضمون نگاری کے بعد طے شدہ مدت میں مضمون و مقالہ روانہ کرنا ضروری تھا، چنانچہ اس جامعہ سے درج ذیل ۶ طلبہ نے حصہ لیا۔

نمبر شمار	اسمائے طلبہ	درجہ	مضمون
(۱)	شبیر یعقوب ٹنکاروی	عربی دوم	پیغمبر اسلام اور اسوۂ حسنہ
(۲)	ساجد یعقوب ٹنکاروی	عربی دوم	پیغمبر اسلام اور تبلیغ دین
(۳)	ذاکر آدم پارکھیتی	عربی سوم	پیغمبر اسلام اور حکومت
(۴)	نعمان یونس منوبری	عربی چہارم	
(۵)	طلحہ ابراہیم منوبری	عربی چہارم	
(۶)	سعد کھیڑا	عربی چہارم	

اس پروگرام میں ۳ ایوارڈ منتخب کئے گئے تھے، اول نمبر حاصل کرنے والے طالب علم کو شاہ ولی اللہ ایوارڈ، دوسری پوزیشن پر آنے والے طالب علم کو امام خمینی ایوارڈ، اور تیسرے نمبر حاصل کرنے والے طالب علم کو مولانا ابوالکلام آزاد ایوارڈ عنایت کرتے ہوئے حوصلہ افزائی کرنا طے پایا تھا، چنانچہ ثالث الذکر طالب علم نے اول نمبر سے ہمکنار ہوتے ہوئے شاہ ولی اللہ ایوارڈ اپنے نام کیا۔

ذاکر پارکھیتی نے چوں کہ اول نمبر حاصل کیا تھا، اس لئے ان کا مضمون ماہنامہ ”صوت القرآن“ احمد آباد شمارہ بابت دسمبر ۲۰۰۷ء میں شائع ہوا تھا، جس میں ابتداء میں یہ تحریر ادارہ ”ان الفاظ میں دی گئی، ”زیر نظر مضمون ذاکر آدم پارکھیتی سلمہ متعلم دارالعلوم ماٹلی والا کا ہے، موصوف نے شاہ وجیہ الدین اکیڈمی کے زیر اہتمام مقابلہ مضمون نویسی میں حصہ لیا،

موصوف نے مسابقہ میں پہلی پوزیشن حاصل کر کے شاہ وجیہ الدین ایوارڈ کو اپنے نام کیا، موصوف کی یہ طالب علمانہ کاوش ہے، افادہ عام کے لئے شائع کی جا رہی ہے۔

(۳) انجمن اسلامیہ کھولو ڈ کی طرف سے

برموقع صد سالہ اجلاس طلبہ کے مابین مسابقتی پروگرام

اس ادارہ کی طرف سے ۲ شعبوں میں پروگرام تقسیم کئے گئے تھے، (۱) شعبہ مکاتیب، (۲) شعبہ دارالعلوم، پھر ہر دو حصوں میں تقسیم کیا تھا، شعبہ مکاتیب کے لئے (۱) مسابقہ تحریر و املاء (۲) مسابقہ نعت و نظم، اور دارالعلوم کے طلبہ کے لئے (۱) مسابقہ نعت و نظم (۲) مسابقہ تقریر و بیان، اس میں دارالعلوم کے طلبہ کا پروگرام ۲۷ جنوری ۲۰۱۲ء بروز جمعہ طے پایا تھا۔

مسابقہ تقریر میں ۳ مضامین میں سے کسی ایک پر اپنا مضمون پیش کرنا ضروری تھا (۱) مسلمانوں کی تعلیمی تنزلی کی وجوہات اور اس کا حل (۲) ٹی وی اور موبائل کی تباہ کاریاں اور (۳) عورت کا مقام اسلام کے آئینہ میں۔

اس میں جامعہ ہذا سے ساجد یعقوب ٹیکاروی معلم عربی ہفتم نے حصہ لیا تھا، اور تیسرے نمبر کے موضوع پر اپنی بات پیش کرتے ہوئے عورت کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر اور جاہلی نقطہ نظر پیش کرتے ہوئے تمام مذاہب میں عورت کو کیا حقوق دیئے ہیں اور اسلام نے اس کو کیا حقوق دیئے ہیں؟ اس تقابلی مطالعہ پیش کرتے ہوئے اسلام کی حقیقت پسندی اور دیگر مذاہب کے پر فریب نعروں پر مدلل روشنی ڈالی۔

مسابقہ تقریر کے لئے جو شرائط طے پائی تھی ان میں سے چند یہ ہے:

(۱) تقریر کے لئے جو مضامین متعین کئے گئے ہیں، انہیں میں سے کسی ایک مضمون پر

تقریر کرنا لازمی ہوگا۔

(۲) تقریر اردو زبان میں ہی پیش کرنی ہے۔

(۳) اپنا مضمون ۱۰ ارمنٹ میں سمیٹ لینا ضروری ہوگا۔

(۴) تقریر زبانی کرنی ہوگی، پرچہ دیکھ کر تقریر کرنا ممنوع ہوگا۔

(۴) منشی منوبر والا میموریل چیری ٹیبل ٹرسٹ بھروچ (کالج) کے

زیر اہتمام مسابقتہ تجوید و قراءت

بھروچ جبوسر بائی پاس سے دیہج کی طرف جاتے ہوئے راہ پر حدود بھروچ میں اس ٹرسٹ کا اسکول و کالج واقع ہے، اس کی سنگ بنیاد ۱۹۹۳ء سے پہلے رکھی گئی تھی، اس کی لازمی تعمیر مکمل ہونے کے بعد ۱۳ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۸ نومبر ۱۹۹۳ء بروز یک شنبہ صبح ۸:۳۰ بجے افتتاح کے موقع پر مسابقتہ تجوید و قراءت منعقد ہوا، اس میں شرکت کے لئے گجرات کے تمام اداروں میں دعوتی خطوط لکھے گئے، اور طلبہ کو مسابقتی پروگرام میں شرکت کے لئے مدعو کیا گیا، اس موقع پر دارالعلوم ماٹلی والا سے بھی ایک طالب علم امتیاز بن محمد وڈوا مسابقتہ میں شرکت کی غرض سے حاضر ہوا۔

مقررہ وقت پر مسابقتہ کی کارروائی شروع ہوئی، اور مذکور طالب نے اول پوزیشن حاصل کی۔

(۵) جامعہ ہانسوٹ میں مسابقتہ

۱۹۹۸ء میں جامعہ مظہر سعادت ہانسوٹ میں بھی طلبہ کے مابین مسابقتی پروگرام منعقد ہوا تھا، اس میں گجرات کے کئی ایک اداروں کے طلبہ نے شرکت کی، جامعہ ہذا سے بھی کچھ طلبہ حضرت قاری عبدالرشید صاحب بھروچی کی زیر نگرانی و سرپرستی شریک مسابقتہ ہوئے

تھے۔

(۶) فیضان القرآن احمد آباد میں مسابقت

فیضان القرآن احمد آباد میں تقریباً ۱۹۹۵ء میں طلبہ کے درمیان مسابقت ہوا، اس میں ۵/۵ فرغ تھی، تفسیر، تدویر، اتنا ۱۰ پارے حفظ، ۱-۳۰ پارے حفظ مکمل۔

اس ادارہ سے حضرت مہتمم مولانا یعقوب احمد ولنوی صاحب، مؤقر اساتذہ حضرت شیخ الحدیث مولانا ابوالحسن علی صاحب اور مولانا عبدالرحمان صاحب بالاساتھوی بھی تشریف لے گئے تھے، ان کے علاوہ گجرات بھر کے مؤقر علمائے حدیث وفقہ اور مہتممین حضرات بھی تشریف لائے تھے۔

اس وقت اس ادارہ سے ۳ طلبہ لقمان سارودی نے تفسیر کی فرع میں، الیاس بھڑکدروی نے تدویر کی فرع حصہ لیا تھا، اور ایک طالب علم نے حفظ کی فرع میں حصہ لیا تھا، اول الذکر دونوں کا اتنا ۵ میں نمبر آیا ہوگا، اس لئے ان کو پھر اکل کو ابھی کسی پروگرام میں بھیجا گیا تھا۔

(۷) آل گجرات تجوید مسابقت دارالعلوم ماٹلی والا

۱۶ دسمبر ۱۹۹۳ء میں اس جامعہ نے ”آل گجرات تجوید مسابقت“ منعقد کیا، اس میں گجرات کے ۲۱ اداروں کو چھوڑ کر تمام اداروں کے طلبہ نے شرکت کی۔

اس میں شرکت سے پہلے اہم شرائط طے کی گئی، ان میں سے ایک شرط یہ تھی کہ ہر طالب کو ۷ منزلوں میں سے ہر منزل میں ایک رکوع، اس طرح کل ۷ رکوع کی مشق کرنا ضروری ہوگا، ان ۷ میں سے کوئی بھی رکوع پڑھایا جائے گا۔

ان میں بطور حکم ۳ حضرات مدعو کئے گئے: حضرت مولانا قاری عباس دھرم پوری،

حضرت مولانا قاری احمد اللہ صاحب، جامعہ ڈابھیل، حضرت قاری قمر الدین صاحب بروڈوی مدظلہم۔

یہ پروگرام تقریباً ۲۱ نشستوں میں اختتام پذیر ہوا۔
اس پروگرام میں جامعہ ہذا کے کچھ طلبہ نے حصہ لیا تھا، ان میں ایک طالب علم جابر حسین کراڈی، متعلم عربی چہارم نے بھی حصہ لیا تھا۔

(۸) انجمنیں

مدارس اسلامیہ کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مقصد صرف تعلیم و تعلم نہیں تھا، بلکہ تیزی کے ساتھ بڑھ رہے مغربی سیلاب کو روکنا اور عصری اسلوب میں اسلام، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم، اسلامی اشخاص و تعلیمات پر منصوبہ بند ہونے والے اعتراضات کا جواب دینا بھی تھا، اسلامی روشن تاریخ کے واقعات کو مسخ کر کے پیش کئے جا رہے تھے اور پیش کئے جا رہے ہیں کہ اسلام میں ظلم و زیادتی ہے، مسلم حکمران ظالم ہیں، تاکہ مسلمانوں کے اعتقاد متزلزل ہو جائے۔

چنانچہ ہر دور میں ہمارے اسلاف اور علمائے دین نے علمی و تحقیقی اسلوب میں جواب دیئے، اس کے علاوہ عوام الناس میں موقع و حالات کے مناسب بہتر ڈھنگ سے پند و وعظ کرنا بھی علماء کی ذمہ داری ہے، طلبہ اس فن میں خطابت کی نوق و پلک درست کریں، مناسب لب و لہجہ میں انداز بیان سیکھے اس کے لئے بھی محنتیں کی جاتی ہے۔

ایسی تحریکوں اور محنتوں کے لئے جہاں جامعات کے تعلیمی و تربیتی نظام منہج کا دخل ہوتا ہے، وہیں طلبہ کی علمی سرگرمیوں اور تحریری و تقریری تمرین و مشق کا بھی دخل ہوتا ہے، ایسی تمرین و مشق کے لئے اس جامعہ میں طلبہ کی انجمنیں قائم ہیں جو درج ذیل ہے۔

انجمن نصیحة الاخوان:

یہ طلبہ دارالعلوم کی اردو انجمن ہے، جو ۱۳۸۶ھ الموافق ۱۹۶۷ء میں قائم ہوئی، ہفتہ میں ایک شب جمعہ میں مغرب تا عشاء کے درمیانی وقت میں طلبہ تقریر و خطابت کی مشق کرتے ہیں، اس انجمن کا ایک دارالمطالعہ اور لائبریری بھی ہے، جس میں ۶۰۰ سے زائد چھوٹی بڑی متفرق علوم و فنون کی کتابیں موجود ہیں، اس میں متعدد اخبارات و جرائد آتے ہیں، اس لائبریری کی کتابیں شنبہ کو جمع ہوتی ہیں اور یکشنبہ کو تقسیم ہوتی ہیں، افتتاحی اور اختتامی اجلاس کے علاوہ یہ انجمن سیرت ابراہیمی اور سیرت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حالات حاضرہ اور تقاضے کے مطابق مختلف موضوعات پر چھوٹے بڑے اجتماعات کرتی رہتی ہے، دوران سال ملت کے لئے دینی و علمی اور رفاہی کام کرنے والی سرکردہ شخصیات کے اعزاز میں استقبالیہ جلسے بھی منعقد کرتی رہتی ہیں، اس انجمن کے سبھی اجلاس تقابلی رہتے ہیں، جس میں امتیازی نمبرات حاصل کرنے والے طلبہ کو مدرسہ کی طرف سے کتابیں اور معقول نقدی انعام بھی دیا جاتا ہے، تاکہ ان کے حوصلے بڑھیں اور الحمد للہ! اس طریقہ کار کے اچھے اور مثبت ثمرات اور نتائج بھی برآمد ہوئے ہیں کہ بین المدارس تقریر کے تقابلی جلسوں میں اس انجمن کے شریک و سہم طلبہ نے بھی امتیازی پوزیشن حاصل کی ہے، اس انجمن کے دارالمطالعہ میں متعدد مفید علمی چارٹ بھی دیواروں میں چسپاں کئے گئے ہیں، جو ایک طالب علم میں محنت کا داعیہ اور ذوق سلیم پیدا کرنے کے لئے مدد و معاون ہے، اس انجمن کا رکن بننا اور اس کی ہفتہ واری کارروائیوں میں حصہ لینا ہر طالب علم پر ضروری اور لازمی ہے۔

یہاں انجمن نصیحة الاخوان کے زیر اہتمام عموماً ایک موضوع پر تقابلی خطابات پیش کئے جاتے ہیں، تاکہ طلبہ عزیز کو اس موضوع پر بھرپور مواد حاصل ہو، آج تک مختلف موضوعات

پر یہ اجلاس منعقد ہوتا رہا، ان میں سے کچھ موضوعات مشتمل نمونہ از خروارے درج ذیل ہے:

✽ اسلامی نصاب تعلیم کے فوائد اور مغربی نصاب تعلیم کے مفاسد

✽ صالح معاشرہ کی تشکیل میں مدارس کا کردار

✽ مغربی تہذیب انحطاط کی شاہ راہ پر

✽ اسلام سراپا دین رحمت

✽ قرآن کریم اور عصر حاضر

✽ اختلاف ائمہ کرام

✽ عزائم یہودیت

✽ اسلامی قانون کی آفاقیت اور انسانی قانون کی ناکامی

✽ امت اسلامیہ اور عالمگیریت کا فتنہ

✽ عرب ممالک اور صوبہ گجرات کے متنوع تعلقات

✽ عظمت صحابہ کرامؓ

✽ فقہ حنفی کے امتیازات اور رد غیر مقلدیت

✽ سیرت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

✽ تحریک آزادی میں علمائے کرام کا کردار

✽ اسوۂ حسنہ در سیرت خلیل اللہ و نبی

✽ ناموس رسالت اور آزادی تقریر و تحریر

✽ دعوت و تبلیغ کی اہمیت اور اس کا طریقہ کار

✽ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی اور اس کے دیڑھ سو سال

✽ ملک کا نیا منظر نامہ اور مسلمانان ہند کی حکمت عملی

انجمن تحسین القراءت:

یہ بھی طلبہ تجوید کی ایک انجمن ہے، جو ۱۴۰۹ھ موافق ۱۹۸۹ء میں قائم ہوئی جو اساتذہ قراءت کی زیر نگرانی ہے، اس کی سرگرمیوں میں ہفتہ واری اجتماعات کر کے ترتیل، تدویر اور حدیث کی مشق، اذان و اقامت کی تمرین، زبانی خطبہ جمعہ و اعیاد کی تمرین اور نماز کی عملی مشق ہے اور سال بھر میں کم از کم ایک بار مسابقت قراءت کا انعقاد کرنا ہے، اس انجمن کا رکن بننا اور اس کی کارروائیوں میں حصہ لینا فارسی کے دونوں درجوں اور عربی کے چار ابتدائی درجات کے تمام طلبہ کا فریضہ ہے۔

کیوں کہ ان علماء کے ذمہ مستقبل میں لوگوں کی اقامت صلاۃ کا فریضہ بھی عائد ہوتا ہے، مسائل تو پڑھتے ہیں، لیکن صحیح قراءت کی مشق بھی ضروری ہوتی ہے؛ تاکہ نماز حدود فساد کے دائرہ میں نہ رہے، اس کے ساتھ ساتھ خطبات کی مشق بھی کروائی جاتی ہے، تاکہ مستقبل میں ان خدمات کی ادائیگی کے وقت ہمت و حوصلہ رہے، گھبراہٹ نہ رہے اور آسانی سے ان ذمہ داریوں سے سبک دوش ہو سکیں۔

النادی العربی:

یہ طلبہ دارالعلوم کی نوخیز انجمن ہے، جو عربی زبان و ادب کے ماہر ایک استاذ کی سرپرستی میں ۱۴۱۴ھ موافق ۱۹۹۴ء میں قائم ہوئی، اس میں عربی تقریر و خطابت کی مشق کرائی جاتی ہے، انجمن نصیحة الاخوان کی طرح اس انجمن کے ہفتہ واری افتتاحی، اختتامی اور دیگر متفرق موضوعات و مناسبات سے تقابلی اجتماعات ہوتے رہتے ہیں، عربی اول سے لے کر عربی چہارم تک کے طلبہ عزیز کے لئے اس انجمن کی کارروائیوں میں حصہ لینا ضروری ہے،

اور عربی پنجم اور اس سے اوپر کے طلبہ کے لئے اختیاری ہے، اور اب تقریباً ۱۰۰ سال سے عربی پنجم کے طلبہ کے لئے بھی اس میں حاضری لازمی کر دی گئی ہے۔



متفرقات

دفتر اہتمام:

یہ دارالعلوم کا آخری و مرکزی ادارہ ہے، جہاں سے دارالعلوم کے تمام شعبوں اور چھوٹے بڑے تمام کاموں کی نگرانی کی جاتی ہے اور جملہ امور کے لئے تجاویز، احکامات و اعلانات جاری کئے جاتے ہیں اور تمام معاملے اسی کی طرف رجوع ہوتے ہیں اور تعلیمات کے امور بھی اسی دفتر سے متعلق ہیں۔

اس سے پہلے گزر چکا ہے کہ ہر سال یہاں طلبہ کی داخلہ منظوری میں اضافہ ہو رہا ہے، اس لئے تعلیمات اور دیگر شعبوں میں کام بڑھ رہا ہے اور ہر طرف کام متاثر ہو سکتا ہے، اس خطرے سے بچنے کے لئے مئی ۲۰۰۱ء سے دفتر اہتمام و تعلیمات اور اس سے متعلق شعبہ جات حضرت مہتمم صاحب کے حوالے کیا گیا، جب کہ تعمیرات، حسابات اور مالیات سے متعلق دیگر شعبہ جات کی دیکھ بھال و نگرانی دوسرے فرد کے حوالہ کر دی گئی، تاکہ تمام شعبے اپنی مفوضہ ذمہ داریاں بخوبی انجام دے سکے اور ایک آدمی پر کثرت مشاغل کی وجہ سے کام متاثر بھی نہ ہو سکے۔

شعبہ تنظیم و ترقی:

اس شعبہ کا کام نقدی اور غلہ اناج وغیرہ کے جمع و تحویل کے انتظامات کرنا ہے، جمع ہوئے سرمایوں کا حساب کتاب لکھنا اور سالانہ روئیدادوں کی جمع و ترتیب اور طبع کرانا، مدرسہ کی طرف سے ڈاک لکھنا اور آئے ہوئے خطوط کی جواب نویسی کرنا ہے، اور خیر اندیشاں مدرسہ کو احوال و کوائف اور ضروریات سے واقف کرانا اور ان کی توجہ مبذول کرانا ہے، اب

دفتر اہتمام سے اس شعبہ کو ملایا گیا ہے، اور یہ تمام کام دفتر اہتمام سے ادا کئے جاتے ہیں۔
دفتر محاسبی:

اس دفتر میں مدرسہ کی آمدنی و خرچ کا تفصیلی حساب رکھنا ہے، یہیں سے مدرسین، کارکنان و ملازمین کو تنخواہیں جاری کی جاتی ہیں، اس دفتر میں مدرسہ کے نام موقوفہ تمام صحرائی و سکنائی، منقولہ اور غیر منقولہ جائیدادوں کا مفصل حساب رہتا ہے، اس شعبہ کے تمام حسابات سرکاری آڈیٹروں سے باضابطہ آڈٹ کرائے جاتے ہیں۔

اس وقت اس دفتر میں ۳ ملازمین ہیں، جنہیں تقسیم کار کیا گیا ہے، تاکہ تمام امور بسہولت انجام پائے۔

طبی امداد:

طلبہ کی صحت خراب ہونے اور بیمار پڑنے کی صورت میں ابتدائی طبی امداد کے طور پر مدرسہ میں روزانہ صبح مدرسہ کا تعلیمی وقت ختم ہونے پر ایک گھنٹہ اور شام کو مدرسہ کا تعلیمی وقت ختم ہونے پر آدھ گھنٹہ کے لئے آنے والے ایک ماہر طبیب سے مفت علاج کرایا جاتا ہے، کسی مرض کی شدت اختیار کرنے کی شکل میں شہر کے دو تین بڑے مسلم ہسپتالوں میں داخل کر دیا جاتا ہے، جو ان کا بالکل مفت علاج کرتے ہیں، یا مناسب فیس لے کر جو مدرسہ ادا کر دیتا ہے، اس طرح یہ ہسپتال ہم سب کے شکریہ کے مستحق ہیں۔
زیر وکس مشین:

مدرسہ کی اس جدید ترین خود کار مشین میں مدرسہ کے امتحانات کے سوال نامے، نادر و نایاب کتابیں، مخطوطات اور دوسرے ضروری کاغذات کی کاپی کی جاتی ہے، یہ مشین ۱۴۱۳ھ الموافق ۱۹۹۳ء میں چند باتوفیق اصحاب خیر حضرات کی طرف سے مدرسہ میں وقف کی

گئی ہے۔ فجزاهم اللہ احسن الجزاء

ورزش:

جمعہ وغیرہ چھٹی کے پورے دن اور باقی ایام میں روزانہ عصر سے مغرب تک کے وقت میں طلبہ دو بڑے میدانوں میں (جن میں سے ایک میدان کا رقبہ ۳۴۰×۲۶۲ اور دوسرے کا ۳۴۰×۲۱۰ فٹ ہے، اور دونوں کا مجموعی رقبہ ۱۶۴۰۰۰ مربع فٹ ہے) کرکٹ، والی بال وغیرہ مختلف کھیل کھیلتے ہیں۔

باغات:

پورا مدرسہ چھوٹے بڑے ۹ گھنیرے پارکوں، باغیچوں اور تین کیاریوں کے رنگ برنگے پھلدار پھولدار اور سایہ دار پیڑوں اور پودوں سے گھرا ہوا ہے، طلبہ، اساتذہ اور زائرین ان خوش منظر باغات اور ان کے بیچ میں بہنے والی نہروں، نالیوں اور فواروں کے قدرتی مناظر سے لطف اندوز اور محظوظ ہوتے ہیں، اور علمی و دماغی کاموں کے لئے تازہ دم ہوتے ہیں۔



مختلف شعبہ جات کے فارغین ایک نظر میں

نمبر	سن	تعداد	تجوید و قراءت	تعداد امتحانین فی عملہ	شمار	جمری	عیسوی	حفاظ	حفص	ثلاثہ	سبعہ	عشرہ	فضلاء	الحدیث	الافتاء	تعلیمی	غیر تعلیمی
۱	۱۳۸۶	۱۹۶۶
۲	۱۳۸۷	۱۹۶۷
۳	۱۳۸۸	۱۹۶۸
۴	۱۳۸۹	۱۹۶۹	۶	۷
۵	۱۳۹۰	۱۹۷۰	۷	۷
۶	۱۳۹۱	۱۹۷۱	۹	۶
۷	۱۳۹۲	۱۹۷۲	۱۱	۹
۸	۱۳۹۳	۱۹۷۳	۱۳	۹
۹	۱۳۹۴	۱۹۷۴	۱۲	۱۴	۱۱
۱۰	۱۳۹۵	۱۹۷۵	۶	۱۳	۱۲
۱۱	۱۳۹۶	۱۹۷۶	۶	۱۱	۹
۱۲	۱۳۹۷	۱۹۷۷	۵	۱۴	۱۳
۱۳	۱۳۹۸	۱۹۷۸	۶	۱۴	۱۱
۱۴	۱۳۹۹	۱۹۷۹	۱۰	۱۳	۱۲
۱۵	۱۴۰۰	۱۹۸۰	۱۰	۱۴	۱۳
۱۶	۱۴۰۱	۱۹۸۱	۱۲	۱۶	۱۳
۱۷	۱۴۰۲	۱۹۸۲	۱۹	۱۷	۱۵
۱۸	۱۴۰۳	۱۹۸۳	۱۴	۱۶	۱۶

نمبر	سن	تعداد	تجوید و قراءت	تعداد متخصصین فی عملہ								
شمار	هجری	عیسوی	حفاظ	حفص	ثلاثہ	سبعہ	عشرہ	فضلاء	الحديث	الافتاء	تعلیمی	غیر تعلیمی
۱۹	۱۴۰۴	۱۹۸۴	۷	۸	...	۲	...	۱۲	۱۸	۱۷
۲۰	۱۴۰۵	۱۹۸۵	۱۵	۹	۱۳	۱۹	۱۹
۲۱	۱۴۰۶	۱۹۸۶	۱۶	۱۱	۲۰	۱۹	۱۹
۲۲	۱۴۰۷	۱۹۸۷	۲۷	۱۲	...	۱	...	۱۳	۲۰	۱۹
۲۳	۱۴۰۸	۱۹۸۸	۱۷	۷	...	۲	...	۹	۲۲	۱۹
۲۴	۱۴۰۹	۱۹۸۹	۳۳	۸	۱۸	۲۳	۲۲
۲۵	۱۴۱۰	۱۹۹۰	۲۳	۴	...	۳	...	۱۴	۲۵	۲۹
۲۶	۱۴۱۱	۱۹۹۱	۲۲	۱۰	...	۵	۵	۲۶	۲۵	۲۹
۲۷	۱۴۱۲	۱۹۹۲	۱۶	۶	۲۰	۲۵	۲۶
۲۸	۱۴۱۳	۱۹۹۳	۳۱	۹	...	۱	...	۲۷	۲۶	۲۸
۲۹	۱۴۱۴	۱۹۹۴	۴۰	۲	۳۲	۲۸	۲۷
۳۰	۱۴۱۵	۱۹۹۵	۲۴	۵	...	۷	...	۱۶	۲۷	۳۱
۳۱	۱۴۱۶	۱۹۹۶	۲۳	۶	۲۵	۲۹	۲۸
۳۲	۱۴۱۷	۱۹۹۶	۱۸	۱۱	...	۲	...	۴۳	۲۸	۲۹
۳۳	۱۴۱۸	۱۹۹۷	۲۶	۱۳	...	۵	۲	۳۸	۲۹	۲۵
۳۴	۱۴۱۹	۱۹۹۸	۲۶	۹	۴۵	۲	...	۳۰	۳۱
۳۵	۱۴۲۰	۱۹۹۹	۳۳	۸	...	۲	۱	۳۲	۳۱	۳۲
۳۶	۱۴۲۱	۲۰۰۰	۲۲	۹	۲۷	۳۲	۳۵
۳۷	۱۴۲۲	۲۰۰۱	۲۱	۸	۳۲	۳۳	۳۸
۳۸	۱۴۲۳	۲۰۰۲	۳۳	۱۱	۱۹	۳۳	۳۶

نمبر	سن	تعداد	تجوید و قراءت	تعداد متخصصین فی عملہ								
شمار ہجری عیسوی	حفاظ	حفص	ثلاثہ سبہ	عشرہ فضلاء								
الحديث	الافتاء	تعلیمی	غیر تعلیمی									
۳۹	۱۴۲۴	۲۰۰۳	۲۳	۱۱	...	۴	۱	۴۲	...	۲	۳۴	۳۴
۴۰	۱۴۲۵	۲۰۰۴	۲۳	۴	...	۳	...	۲۵	...	۴	۳۵	۳۰
۴۱	۱۴۲۶	۲۰۰۵	۲۷	۱۱	...	۱	۱۰	۳۶	...	۵	۳۵	۲۷
۴۲	۱۴۲۷	۲۰۰۶	۱۷	۱۱	...	۹	۴	۳۴	...	۴	۳۸	۲۸
۴۳	۱۴۲۸	۲۰۰۷	۲۶	۹	...	۴	...	۲۰	...	۲	۳۷	۲۰
۴۴	۱۴۲۹	۲۰۰۸	۲۲	۱۰	...	۵	۵	۲۷	...	۲	۳۷	۱۹
۴۵	۱۴۳۰	۲۰۰۹	۳۸	۵	...	۲	۲	۴۱	...	۲	۳۷	۱۹
۴۶	۱۴۳۱	۲۰۱۰	۳۵	۱۲	...	۷	۱	۳۴	...	۶	۳۵	۱۵
۴۷	۱۴۳۲	۲۰۱۱	۲۷	۹	...	۵	۵	۳۴	...	۴	۳۹	۱۶
۴۸	۱۴۳۳	۲۰۱۲	۱۰	۹	...	۲	۷	۴۰	...	۶	۳۹	۱۵
۴۹	۱۴۳۴	۲۰۱۳	۳۱	۵	...	۵	۲	۴۳	...	۵	۳۸	۱۲
۵۰	۱۴۳۵	۲۰۱۴	۵۰	۸	...	۱	۲	۴۷	...	۵	۳۸	۱۳
۵۱	۱۴۳۶	۲۰۱۵	۵۵	۱۰	...	۴	۶	۵۲	...	۲	۴۱	۱۳



دارالعلوم کے سرپرستان و ارکان شوری

اعزازی طور پر دارالعلوم میں ایک عہدہ ہے سرپرستی کا، دارالعلوم کے سب سے پہلے سرپرست ”بلبل گجرات“ حضرت مولانا احمد اللہ صاحب سابق شیخ الحدیث جامعہ حسینیہ راندیر تھے، جن کا بابرکت عہد ان کی وفات ۱۴۰۳ھ الموافق ۱۹۸۳ء تک جاری رہا، ان کے بعد دوسرے سرپرست برکت الاولیاء حضرت مولانا محمد رضا صاحب اجمیریؒ سابق شیخ الحدیث دارالعلوم اشرفیہ راندیر بنے، جنہوں نے تادم حیات اس عہدہ کو زینت بخشی، ان کے وصال: ۱۴۱۵ھ مطابق ۱۹۹۴ء کے بعد سے تا ایں دم تحریر تیسرے سرپرست شیخ المشائخ حضرت مولانا قمر الزماں صاحب الہ آبادی مدظلہم ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کے سایہ عاطفت کو بعافیت و صحت قائم رکھے۔ آمین

ان ہی بزرگوں کی برکات و توجہات کی بدولت دارالعلوم برابر ترقی کرتا جا رہا ہے، اللہ تعالیٰ ان کے سایہ عاطفت کو دراز ترین فرمائے، اور ان کے فیوض سے ہمیں مستفیض فرماتا رہے۔ آمین

دارالعلوم کے ارکان شوری

ذیل میں دارالعلوم کے حال و ماضی کے ارکان شوری کی فہرست دی جا رہی ہے، یہ حضرات خود یا ان کے آباء و اجداد اصلیت کے اعتبار سے ضلع بھروچ کے متوطن رہے یا ہیں، البتہ حال میں بعض ہندوستان میں مقیم ہیں اور اکثر بیرون ملک میں آباد ہیں، ان میں سے ہر ایک دارالعلوم کی ہمہ جہت ترقی میں مادی و انتظامی اور عملی اعتبار سے کافی رول ادا کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے دینی مزاج میں ترقی دے، ان کی خدمات قبول فرمائے اور اعمال صالحہ

کی مزید توفیق سے نوازے۔ آمین

ارکان شوریٰ

مرحوم حاجی موسیٰ محمد ماٹلی والا	پورٹ سیفیشن ساؤتھ افریقہ
مرحوم حاجی موسیٰ بخش کراماڈ	//
مرحوم حاجی احمد موسیٰ بخش کراماڈ	//
حاجی سلیمان یوسف بخش صاحب کراماڈ	//
مرحوم حاجی ابراہیم ولی مرغانوہر	ممبئی انڈیا
مرحوم حاجی ابراہیم امین	منوہر انڈیا
حاجی احمد بنگلہ والا	نبی پور انڈیا
حاجی محمد اسماعیل نمازی	بھروچ انڈیا
حاجی عبدالعزیز ولی صاحب کراماڈ	پریسٹن یو کے
حاجی اسماعیل میراں والا	کراماڈ انڈیا
حاجی احمد حاجی ولی بخش	بھروچ انڈیا
مرحوم حاجی یوسف احمد دیسائی	گھوڑی انڈیا
حاجی ایوب ولی بخش صاحب کراماڈ	پریسٹن یو کے
حاجی مولانا یوسف موسیٰ بخش کراماڈ	پورٹ سیفیشن ساؤتھ افریقہ
حاجی ڈاکٹر ایوب موسیٰ بخش کراماڈ	پورٹ سیفیشن ساؤتھ افریقہ
حاجی یونس احمد دیسائی صاحب	گھوڑی انڈیا
حاجی ابراہیم ولی ماٹلی والا صاحب	پریسٹن یو کے

معاونت و مشاورت کمیٹی

مرحوم حاجی عبداللہ موسیٰ دھن بھائی کرماڈ	پریسٹن یو کے
مرحوم حاجی موسیٰ ابراہیم تھپا ٹنکار یہ	پورٹ سیفٹن ساؤتھ افریقہ
مرحوم حاجی محمد بھائی شرف علی کرماڈ	کرماڈ انڈیا
حاجی موسیٰ آدم صاحب نبی پور	لسا کا
مرحوم حاجی عیسیٰ بھائی ڈیر کرماڈ	لیسٹر یو کے
مرحوم حاجی داود ولی پوٹی کرماڈ	//
حاجی آدم ٹیل سٹون	انجٹو ساؤتھ افریقہ
حاجی سلیمان غلام مبولی	ویسٹرن برگ ساؤتھ افریقہ
حاجی احمد سلیمان رھاڈ پور	برمنگھم یو کے
حاجی ابراہیم محمد نمازی بھروچ	لنڈن یو کے
حاجی عبدالعزیز حاجی داود	پوٹی کرماڈ لیسٹر یو کے
حاجی یوسف حاجی ابراہیم میراں والا کرماڈ	پریسٹن یو کے



اکابرین کے تاثرات اور نیک دعائیں

حضرت مولانا سید فخر الحسن صاحب صدر مدرس دارالعلوم دیوبند
دارالعلوم ماٹلی والا کو اپنے نظم و نسق اور تعلیم کے اعتبار سے قابل تحسین پایا، قابل
اساتذہ اور بہترین، قابل اعتبار عملہ کار فرما ہیں۔

فخر الحسن غفرلہ

۱۳ شعبان المعظم ۱۳۹۲ھ یکم ستمبر ۱۹۷۷ء

صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند (یو پی)

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ
ماٹلی والا مدرسہ ماشاء اللہ جیسے صورتاً شاندار ہے ویسے ہی اپنی معنویت کے لحاظ سے
بھی شاندار ہے، علماء و طلباء کی نورانی صورتیں و پاکیزہ سیرتیں دیکھ کر غیر معمولی مسرت حاصل
ہوئی، حق تعالیٰ شانہ اس مجمع خیر برکت کو تادیر بایں آب تاب قائم رکھیں، اور مدرسہ کو اس
علاقہ کے لئے منارہ نور ثابت فرمائیں۔ ایں دعا از من از جملہ جہاں آمین باد

محمد طیب

رئیس جامعہ دارالعلوم دیوبند

۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

حضرت مولانا عتیق الرحمن صاحبؒ

یہ دارالعلوم اپنے اکابر کی یادگار ہے اور دین کی ٹھوس خدمت کر رہا ہے، میں اس درس گاہ کی مزید توسیع و ترقی کے لئے دعا کرتا ہوں، مدرسہ کی عمارت وسط شہر میں دریا کے کنارہ پر واقع ہے، نہایت پرسکون مقام ہے، امید ہے کہ اس کی حیثیت بہت جلد علم اور دین کے اچھے مرکز کی ہو جائے گی۔

عتیق الرحمن

۸ مئی ۱۹۷۹ء

حضرت مولانا محمد مسیح اللہ خان صاحب^{رح}

مدرسہ کی عمارت با شان مسجد کی خوبصورتی اور استحکام دیکھ کر سرور ہوا، مزید یہ کہ مدرسین میں تواضع اور اتحادیت قابل صد شکر ہے، خاص مسرت ہوئی۔

مدرسہ کی نوعیت ہذا اور جائے وقوع اور ترتیب سے گواہان تفصیل مدرسہ، درس گاہ، دارالطلبہ کو دیکھنے کا موقع نہ ہوا، عہدگی اور ان کی نگرانی تدریس کا با نظام با فہم و تفہیم محسوس ہوا، یہ سب مدرسین حضرات کا ذوق، محنت اور شفقت طلبہ پر شاہد ہے اور یہ مہتمم صاحب مکرم کی مدبرانہ شان پر دال بین ہے، اللہ تعالیٰ مدرسہ میں مزید ترقی تعلیمی و تجویلی، تعمیری اور اخلاق سے نوازے۔ امید ہے کہ اہل خیر حضرات زیادہ سے زیادہ دامے، درمے، قدمے، سخنے متوجہ ہو کر صدقہ جاریہ کے حصے دار ہوں۔

احقر محمد مسیح اللہ عفی عنہ

۲۲ رجب المرجب ۱۴۰۹ھ

فقہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحبؒ

(مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند)

بھروچ مدرسہ دارالعلوم ماٹلی والا میں حاضری ہوئی، بخاری شریف اور ابن ماجہ شریف کے درس میں بھی بیٹھنے کا موقع ملا، اساتذہ کرام کے اخلاق عالیہ سے بھی مسرت ہوئی، طلبہ کی تہذیب سے دل بہت خوش ہوا، حق تعالیٰ مدرسہ کو ترقیات سے نوازے، اساتذہ و کارکنان مدرسہ کے حوصلے بلند فرمائے، تمام گجرات بلکہ دیگر علاقوں میں مدرسہ کا فیض پہنچے۔ آمین

احقر محمود حسن غفرلہ

۲۸ / جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

حضرت مولانا نصیر احمد خان صاحبؒ

(شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند)

آج بتاریخ ۴ شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ جمعہ کو دارالعلوم اسلامیہ عربیہ ماٹلی والا میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی، حضرت مہتمم صاحب، حضرت شیخ الحدیث صاحب اور دیگر اساتذہ کرام سے شرف ملاقات ہوا۔

ماشاء اللہ! مدرسہ کی جملہ عمارتیں بہت شاندار، خوشنما اور وسیع و صاف ستھری دیکھنے میں نظر آئیں، طلبہ میں بھی نہایت شائستگی اور عمدہ تعلیم و تربیت کے اثرات مشاہدہ میں آئے۔

درجات عربیہ از ابتداء تا دورہ حدیث شریف کے ساتھ تجوید و قراءت، تمرین افتاء اور صنعتی شعبہ کی تعلیم کا مکمل باقاعدہ انتظام ہے۔

حق تعالیٰ شانہ سے دعا ہے کہ اس جامعہ اسلامیہ کو روز افزوں ترقیات سے نوازے، آمین ثم آمین

نصیر احمد غفرلہ

خادم دارالعلوم دیوبند

۴ شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ

فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد مدنی صاحبؒ

(صدر جمعیت علماء و امیر شریعت ہند)

میں دارالعلوم اسلامیہ عربیہ ماٹلی والا کے لئے یہ سطرین لکھ رہا ہوں کہ یہ جامعہ حسن و خوبی کے ساتھ امت مسلمہ کی قابل قدر خدمات انجام دے رہا ہے، میں اس جامعہ کو اور اس کے ذمہ دار حضرات کو بہت اچھی طرح جانتا ہوں اور اس جامعہ کے بہت سارے تعمیری پروگرام ہیں، جن میں آپ کی اعانت کی ضرورت ہے۔

والسلام

آپ کا بھائی اسعد مدنی

صدر جمعیت علماء ہند

حضرت مولانا حکیم عبدالرشید محمود میاں صاحب گنگوہیؒ

(نبیرہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحبؒ)

میں کیا دعا کروں، آپ حضراتِ علم کے لئے تو دریا کی مچھلیاں بھی دعاء کرتی ہیں۔

والسلام

حکیم عبدالرشید

داعی کبیر حضرت مولانا محمد عمر صاحب پالن پوریؒ

بندہ دعا کرتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ ادارہ کو ہر طرح کی ترقیات سے نوازے

اور شروفتن سے محفوظ فرمائے، واقعتاً بڑی ذمہ داری لے کر آپ حضرات چل رہے ہیں، حق

والسلام

تعالیٰ جزاء خیر دیوے۔

عمر پالن پوری

حضرت مولانا محمد یونس صاحب مدظلہ العالی

(شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور)

مدرسہ کے لئے دل سے دعا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ترقیات ظاہرہ و معنویہ سے نوازے

اور یہاں سے زیادہ سے زیادہ دین کے علوم کے حاملین اور شریعت حقہ کے ناشرین پیدا ہوں

اور شروفتن سے محفوظ رکھیں۔

والسلام

یونس جونپوری

برکتہ الاولیا حضرت مولانا محمد رضا جمیری صاحبؒ

(سابق شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ راندیری)

اللہ تعالیٰ مدرسہ کے سب متعلقین، معاونین، اساتذہ و طلبہ وغیرہم کو اخلاص و للہیت اور تقویٰ نصیب فرمائے۔

والسلام

محمد رضا

حضرت مولانا اشرف احمد راندیری صاحبؒ

دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ دارالعلوم کو دن دو گنی رات چو گنی مزید ترقی دیوے، اور تمام شرور و فتن سے بچائیں، مقاصد میں کامیابی دیوے، دین کے لئے قبول کرے۔ آمین ثم آمین۔

والسلام

اشرف راندیری

مفتی گجر تحضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاچپوریؒ

(امیر شریعت گجرات)

اللہ تعالیٰ مدرسہ اور اہل مدرسہ کو ہر قسم کے شرور و فتن، آفات و بلیات اور نظر بد سے محفوظ رکھے، طلبہ عزیز کو علم نافع نصیب ہو، اور ان کو اللہ پاک دینی خدمت کے لئے قبول

فرمائے، حضرات اساتذہ کو ہمت و قوت اور اخلاص عطا فرمائے، ان کی خدمت کو قبول فرمائے، آمین میرے لئے بھی دعا فرمائیں۔

والسلام

عبدالرحیم لاچپوری

محی السنہ حضرت مولانا ابرار الحق صاحب ہردوئیؒ

(خلیفہ حضرت تھانویؒ)

گرامی نامہ نے مشرف فرمایا، اجرائے تعلیم کا علم ہو کر مسرت ہوئی، بفضل اللہ ختم خواجگاں میں جملہ مدارس دینیہ کے لئے بھی دعا کا معمول جاری ہے، تعمیل ارشاد میں آپ کے مدرسہ کے لئے بھی حفاظت از بلیات و آفات، باعث اشاعت دین ہونے اور ترقیات ظاہریہ و باطنیہ کے لئے دعا کرتا ہوں، نیز اسی نوع کی دعا کی گزارش ہے، آپ سے مجلس دعوتہ الحق اور مدرسہ اشرف المدارس کے لئے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ

والسلام

ناکارہ خادم ابرار الحق

۲۶ ر شوال المکرم ۱۳۹۸ھ

سید حامد میاں ماضی وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

...دارالعلوم کی وسعت، کشادگی اور نظم سے بہت متاثر ہوا، توسیع کا سلسلہ بفضلہ

جاری ہے، کتب خانہ جانے کا اتفاق بھی ہوا، بہت سی قیمتی کتب یہاں ذخیرہ میں داخل ہیں، عمارت بڑی کھلی ہوئی اور روشن ہے، کتابوں کے لئے انڈیکس کارڈ کا طریقہ اختیار کیا جائے تو اچھا ہو۔

محدث کبیر حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمی صاحبؒ

دارالعلوم اسلامیہ عربیہ ماٹلی والا شہر بھروچ کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی، اور دارالعلوم کی زیارت کے طفیل میں بھروچ شہر دیکھنے کی دیرینہ تمنا آرزو پوری ہوئی، مدرسہ کی عمارت، طلبہ کی تعداد اور مدرسین کی لگن دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا، مجھے ختم بخاری شریف میں بھی شرکت نصیب ہوئی، بائیس (۲۲) طلبہ شریک دورہ تھے، ہر ایک نے کچھ نہ کچھ پڑھ کر سنایا، کتاب ختم ہونے کے بعد کچھ نصیحت کی گئی، پھر دعاء پر جلسہ کا اختتام ہوا، اس مبارک موقع پر شہری حضرات کثیر تعداد میں شریک تھے، جس سے بخاری شریف کے ساتھ ان کی عقیدت کا اظہار ہوتا تھا۔

حبیب الرحمن اعظمی

۱۷/رجب المرجب ۱۴۰۶ھ

حضرت مولانا خلیل الرحمن سجاد نعمانی مدظلہ

آج مؤرخہ ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۹ اکتوبر گرامی قدر مولانا مفتی احمد خانپوری صاحب اور برادر مکرم خالد منیار اور دیگر رفقاء کی معیت میں دارالعلوم اسلامیہ عربیہ

ماٹلی والا بھروچ حاضری کا موقع ملا، مدرسہ کی فضاؤں میں حسن ترتیب، سلیقہ، اہتمام، ذوق علم و عمل سادگی اور خلوص کے مظاہر قدم قدم پہ دیکھنے کو ملا، دارالاقامہ، دفاتر، لائبریری، مسجد، ہر جگہ یہ نظر آیا کہ ہر کام بہت ذوق و شوق اور حسن انتظام کے ساتھ انجام دینے کی بھرپور کوشش کی جاتی ہے، حضرات اساتذہ کرام میں قابل رشک جواہر اور محاسن و مکارم نظر آئے۔

خلیل الرحمن سجاد نعمانی ندوی
مدیر ماہنامہ الفرقان، لکھنؤ

حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی صاحبؒ

دارالعلوم اسلامیہ عربیہ ماٹلی والا میں ۳۰ دسمبر تا ۳ جنوری ۹۵ء راقم الحروف کا قیام رہا، اسلامک فقہ اکیڈمی اور دارالعلوم ماٹلی والا کے اشتراک سے ایک بین الاقوامی سمینار اس دارالعلوم کے احاطہ میں منعقد ہوا، جس میں ملک و بیرون ملک کے محقق علماء اور اسکالرس جمع ہوئے اور غایت خوشگوار علمی ماحول میں مسائل حاضرہ پر بحث و گفتگو ہوئی اور مثبت فیصلے کئے گئے۔

یہ دارالعلوم عرصہ دراز سے مسلم اور دین کی بہترین خدمات انجام دے رہا ہے، مجھے اس سے پہلے بھی حاضری کی سعادت حاصل ہوئی ہے، میں پورے اطمینان کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ یہ دارالعلوم تعلیم و تربیت کا معیاری ادارہ ہے، یہاں ہماری نئی نسل اگر ایک طرف علوم دینیہ حاصل کرتی ہے تو دوسری طرف اعلیٰ اخلاق اور بہترین کردار کے ساتھ اور خدمت

کے جذبہ و حوصلہ لے کر میدان عمل میں اترتی ہے، اس دارالعلوم کی خاص بات یہ ہے کہ یہاں درجہ فضیلت تک تو تعلیم دی ہی جاتی ہے؛ لیکن اس کے ساتھ ساتھ فقہ اسلامی میں ریسرچ کا کام بھی کرایا جاتا ہے اور خاصی تعداد میں طلبہ اپنے بہترین اساتذہ کی سرپرستی میں فقہ و افتاء جیسے نازک فن میں امتیاز حاصل کرتے ہیں۔

یہ دارالعلوم صرف مرکز تعلیم و تربیت نہیں؛ بلکہ گرد و پیش میں پھیلی ہوئی امت کے مسائل سے جڑا ہوا ادارہ ہے، جس کے نمائندے آفات و حادثات پر پریشان حال لوگوں کی امداد اور اعانت کے لئے کھڑے رہتے ہیں، اور دوسری طرف ملک و بیرون ملک اسلام کی دعوت و تبلیغ کا کام بھی اس دارالعلوم کے ذریعہ انجام پاتا ہے، اس طرح یہ ادارہ نہ صرف یہ کہ تعلیم و تربیت کا ادارہ ہے؛ بلکہ امت کے اجتماعی اور دین کی دعوت کے میدان میں اہم کردار انجام دے رہا ہے۔

مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ یہاں کے اساتذہ و انتظامیہ ایک مضبوط ٹیم کی طرح مل کر کام کر رہے ہیں، میری دعا ہے کہ یہ کیفیت ہمیشہ باقی رہے، دارالعلوم کے اس حسن کارکردگی کے پیچھے اس کے بانی مرحوم کا اخلاص رواں دواں نظر آ رہا ہے، اور بانی مرحوم کے ورثہ کی ادارہ کے ساتھ محبت اور اس کے لئے قربانی قابل رشک ہے، اللہ تعالیٰ ان سب کی خدمات کو قبول فرمائے اور فلاح دنیوی و سعادت اخروی سے نوازتا رہے۔ ایں دعاء از من و از جملہ جہاں آمین باد۔

مجاہد الاسلام قاسمی

یکم شعبان ۱۴۱۵ھ / ۱۳/۹۵ء

حضرت مولانا عتیق احمد بستوی صاحب

ساتواں فقہی سمینار منعقدہ بھروچ (گجرات) کے موقع پر دارالعلوم اسلامیہ عربیہ ماٹلی والا شہر بھروچ کی لائبریری میں حاضری کا موقع ملا، تھوڑی دیر تک کتابوں پر ایک نظر ڈالی، ماشاء اللہ کتابوں کا اچھا خاصا ذخیرہ موجود ہے اور اہم اسلامی علوم کی بنیادی کتابیں موجود ہیں، اللہ تعالیٰ اس مکتبہ کو ترقی دے اور اسے عظیم سے عظیم تر بنائے، کتب خانہ مدارس کی شہ رگ ہیں، ان کی ترقی اور ذخیرہ میں اضافہ کی مسلسل کوشش ہونی چاہئے۔

عتیق احمد قاسمی

خادم تدریس دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

مؤرخہ ۱۲/۱۲/۱۹۹۲ء مطابق ۲۷/رجب المرجب ۱۴۱۵ھ بروز شنبہ

حضرت مولانا محمد عبید اللہ الاسعدی صاحب

”اسلامک فقہ اکیڈمی“ کے ساتویں فقہی سمینار کے موقع سے دارالعلوم اسلامیہ عربیہ ماٹلی والا میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی اور چند دنوں کا قیام رہا، جس میں سمینار کی مشغولیوں کے ساتھ ادارے کو قریب سے دیکھنے اور اساتذہ سے ملاقات کا بھی موقع ملا اور کتب خانہ میں بھی حاضری ہوئی، بہت ہی مسرت ہوئی، دارالعلوم کا نظام و کام سب قابل مبارک باد ہے اور قابل اقتداء بھی، اللہ تعالیٰ حفاظت فرما کر بیش از بیش ترقیات سے نوازے۔ آمین

فقط والسلام

العبد محمد عبید اللہ الاسعدی غفرلہ

۱۵/۷/۲۸ھ

حضرت مولانا عبدالقادر پٹنی ندوی صاحب

دارالعلوم اسلامیہ عربیہ ماٹلی والا، عید گاہ روڈ بھروچ گجرات ہی نہیں بلکہ ہندوستان کے ان مؤقر دینی علمی اداروں میں سے ہے، جس کی خدمات کا ملک کے جملہ اہل علم کو اعتراف ہے۔

گرچہ دارالعلوم کا سن ولادت بہت ہی قریب عہد کا ہے؛ لیکن اس قلیل عرصہ میں دارالعلوم نے تعلیمی اور عامۃ المسلمین کی رہبری کے میدان میں جو کارنامے انجام دیئے ہیں وہ ملک و ملت کی تاریخ میں ناقابل فراموش ہیں۔

عبدالقادر ندوی پٹنی غفرلہ

ادیب الزماں حضرت مولانا عمید الزماں قاسمی صاحب

۱۷ جولائی ۲۰۰۸ء بروز جمعرات دارالعلوم اسلامیہ عربیہ ماٹلی والا، بھروچ گجرات میں حاضری کا موقع ملا، اس عظیم تعلیمی ادارہ کو دیکھ کر بے حد مسرت ہوئی، جس کے لئے میں مدرسہ کے لائق و فاضل مہتمم مولانا محمد اقبال صاحب ٹنکاروی کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ انہی کی دعوت پر مدرسہ کی انجمن ”النادی العربی“ کے پروگرام میں شرکت اس حاضری کا سبب بنی۔

دارالعلوم ماٹلی والا گجرات کے اہم ترین دینی مدارس کی صف میں ممتاز حیثیت کا حامل مدرسہ ہے، کسی نووارد کے لئے اس مدرسہ میں سب سے پہلے جو چیز باعث کشش بنتی ہے، اس کی پر شکوہ عمارت ہے، اس سے بھی زیادہ احقر جیسے حساس و نظافت پسند مزاج رکھنے والے شخص کے لئے جو چیز متاثر ہے وہ صفائی اور دیکھ ریکھ کا اہتمام اور مہمان خانہ سمیت مختلف شعبہ جات کا حسن انتظام ہے۔

وقت کی قلت کے باعث بیشتر اساتذہ کرام سے بہت ہی سرسری ملاقات ہوئی؛

البتہ شیخ الحدیث حضرت مولانا ابوالحسن علی دامت برکاتہم سے تفصیلی ملاقات کا شرف حاصل ہوا، موصوف کی پروقاہ شخصیت ان کے علمی مقام کی عکاس ہے، حضرت مہتمم صاحب کے علاوہ مدرسہ کے اہم استاذ مولانا محمد سہراب صاحب بھی بھروچ میں قیام کے دوران بیشتر وقت میں احقر کے ساتھ ہی رہے، ان دونوں ہی حضرات نے علمی حیثیت کے علاوہ اپنی فعال شخصیت سے بھی متاثر کیا، ان حضرات کو مقیس علیہم بنا کر کہا جاسکتا ہے کہ دوسرے اساتذہ کرام بھی اصحاب علم و فضل ہی ہوں گے، اس بات کی ضمانت یہ حقیقت بھی ہے کہ مدرسہ کے مہتمم صاحب جن گونا گوں صفات کے حامل ہے، ان میں ذہانت و فطانت، علم و فضل اور صحیح پرکھ کے ملکہ کے ساتھ ساتھ مدرسہ کو ترقی دینے کا جذبہ صادق بھی شامل ہے۔

”النادی العربی“ کے عربی پروگرام میں طلبہ نے اپنی تقریروں، مکالموں اور اناشید سے بے حد متاثر کیا، لہجہ اور ادائیگی کا انداز خالص عربی تھا، پورے پروگرام بالخصوص اجتماعی طور پر پیش کئے گئے ایک انشودہ کے دوران ایسا محسوس ہوا جیسے یہ ادبی بزم ہندوستانیوں کی نہیں؛ بلکہ عربوں کی ہو، یہ پورا پروگرام اس بات کا غماز تھا کہ طلبہ نے اس کو پیش کرنے کے لئے پوری تیاری، دل چسپی کے ساتھ زبردست محنت کی ہے، میں اس کے لئے طلبہ کی ستائش کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو علوم دینیہ میں پختہ صلاحیت کے ساتھ ساتھ عربی میں مہارت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرما کر اس کو خدمت دین کا ذریعہ بنائے۔ آمین

ناسپاسی ہوگی اگر اس پروگرام کی تعریف کے ضمن میں مولانا محمد سہراب صاحب۔ جو برادر محترم حضرت مولانا وحید الزماں کیرانویؒ کے شاگرد ہیں۔ کی پر خلوص کوششوں کو نہ سراہا جائے، مولانا موصوف عربی زبان کا بہترین ذوق رکھتے ہیں اور حضرت مہتمم صاحب کی

توجہات کے مطابق طلبہ میں عربی کا ذوق و شوق پیدا کرنے کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔
عربی پروگرام میں لسانی پہلو کے علاوہ اس کی علمی جہت بھی طلبہ کی استعداد کی غماز تھی،
جس کو بلاشبہ مدرسہ کے بلند تعلیمی معیار کا نتیجہ ہی کہا جاسکتا ہے، بنا بریں حضرت مہتمم صاحب
کے ساتھ ساتھ مدرسہ کے تمام ہی اساتذہ کرام شکر و تبریک کے مستحق ہیں، دعا ہے کہ اللہ
تعالیٰ اس مدرسہ کو زیادہ سے زیادہ سے ترقیات سے نوازے۔ آمین

عمید الزماں قاسمی کیرانوی

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب^{رحمۃ اللہ علیہ}

آج بتاریخ ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۶ھ مطابق ۱۱ اکتوبر ۱۹۹۶ء دارالعلوم ماٹلی والا کی
زیارت اور اس میں کچھ وقت گزارنے کی سعادت حاصل ہوئی، حقیقتاً اپنے تصور و توقع سے
زیادہ وسیع اور شاندار پایا، تعمیری حیثیت سے بھی اور اس موقع پر جو مجمعہ وہاں اکٹھا تھا اس کے
لحاظ سے بھی، وہ ہماری توقع اور اندازہ سے بھی زیادہ تھا، یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ اس علاقہ
میں ایسی شاندار منظم اور مفید تعلیم گاہیں پائی جاتی ہیں، اس لحاظ سے صوبہ گجرات کو اور خاص
طور پر اس علاقہ کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا اور اس پر فخر کرنے کا حق حاصل ہے، اللہ تعالیٰ اس
کو حفاظت، افادیت اور مقبولیت کے ساتھ قائم رکھے اور ترقی دے۔

ابوالحسن علی

۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۶ھ مطابق ۱۱ اکتوبر ۱۹۹۶

ادیب شہیر حضرت مولانا نور عالم خلیل امینی صاحب

...پہلی اور دوسری دفعہ کی حاضری میں جو معنوی کیفیات اور ظاہری ترقیات کی برکتیں محسوس کی تھیں، وہ اب کی مرتبہ مزید نمایاں محسوس ہوئیں، تعلیم و تربیت کی انفرادیت و امتیاز، انتظام و انصرام کی خوش نمائی، صفائی ستھرائی کی دیدہ زیبی، اساتذہ کی دل ربائی، طلبہ کی خدمت گذاری و سلیقہ شعاری اور گجراتی قوم (جس کی ایمانی بصیرت اور اسلامی وفاداری کا یہ دارالعلوم ایک مظہر ہے) کی فیاضی، سرچشمی، کشادہ دلی اور کشادہ نفسی کا تو ہمیشہ قائل تھا ہی؛ اب نقش مزید شوخ ہو گیا ہے۔

مخلص نور عالم خلیل امینی

استاذ ادب عربی و مدیر مجلہ ”الداعی“ دارالعلوم دیوبند

حضرت مولانا قاری ابوالحسن اعظمی صاحب

...احقر کا خاص میدان چوں کہ تجوید و قراءت ہے اس لئے بطور خاص اس رخ سے دیکھ بھال کی سعی ہوا کرتی ہے، مدرسہ ہذا میں اقدم العلوم تجوید و قراءت کی تعلیم، مشق و تمرین، قراءت سبوع و عشرہ کی تدریس اور اس میں مزاولت و مہارت قابل اطمینان ہے، بلکہ سرور آگئیں ہے، حضرت مہتمم صاحب کی تمنا کا ظہور عمدہ اور قابل اطمینان شکل میں ہو رہا ہے، اساتذہ اپنی محنت و کوشش، طلبہ اپنی سعی اور کاوش میں پورے طور پر کامیاب ہیں۔

ابوالحسن اعظمی

خادم التجوید و القراءت دارالعلوم دیوبند

۷/رجب المرجب ۱۴۱۲ھ

فضلائے جامعہ کی مکمل فہرست مع سنین

دارالعلوم کے مختلف شعبوں مثلاً شعبہ نشر و اشاعت، افتاء اور مکاتب وغیرہ کے ذریعہ قوم و ملت کی مختلف عمومی خدمات۔ جن کا تذکرہ آپ اس کتابچہ میں پڑھ چکے ہیں۔ کے علاوہ دارالعلوم کی سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ اس نے مختصر سی مدت میں سینکڑوں علماء، فضلاء، مفتیان، حفاظ اور قراء کی ایک بہت بڑی کھیپ تیار کر کے قوم و ملت کی خدمت میں پیش کر دی جو ملک و بیرون ملک میں تعلیم و تدریس، دعوت و تبلیغ، وعظ و خطابت، امامت و افتاء اور بناء مدارس و قیام مکاتب کے ذریعہ امت کی دینی و علمی ضرورتوں کو پوری کر رہے ہیں، دارالعلوم کی خدمات میں اس کی دعوتی و تبلیغی، قومی و ملی اور فقہی و خالص علمی سرگرمیاں بھی ہیں، جن کے لئے دارالعلوم میں وقتاً فوقتاً اجتماعات، مشورے، میٹنگیں، سمینار اور جلسے بھی منعقد ہوتے رہتے ہیں، جن سے عوام و خواص یکساں طور پر مستفید ہوتے رہتے ہیں۔

آخری صفحات میں یہاں سے فارغ التحصیل ان علمائے کرام کی اجمالی فہرست بھی ذکر کی جائے گی جو اب ملک و بیرون ملک میں مختلف خدمات میں مصروف ہیں۔

شعبان المعظم ۱۳۹۴ھ مطابق اگست ۱۹۷۲ء

سند نمبر	تعداد	فارغ التحصیل طلبہ کرام	صوبہ
۱	۱	مولوی محمد عباس بن آدم پالن پوری	گجرات
۲	۲	مولوی حیدر علی رجب علی پالن پوری	گجرات
۳	۳	مولوی عبداللہ ابو بکر حسن پوری	گجرات
۴	۴	مولوی عبدالرحمن فتح محمد کمالپوری	گجرات

۵	۵	مولوی عبدالحمید عبدالرحیم کمالپوری	گجرات
۶	۶	مولوی عبدالرحمن نور محمد طالعپوری	گجرات
۷	۷	مولوی عبدالرحمن غلام رسول پالنپوری	گجرات
۸	۸	مولوی عبداللہ حبیب اللہ پالنپوری	گجرات
۹	۹	مولوی حبیب اللہ حاجی ولی پالنپوری	گجرات
۱۰	۱۰	مولوی احمد داود کرناولی	گجرات
۱۱	۱۱	مولوی ابراہیم آدم حسن پوری	گجرات
۱۲	۱۲	مولوی احمد عبدالرحیم کمالپوری	گجرات

سند نمبر تعداد شعبان المعظم ۱۳۹۵ھ مطابق اگست ۱۹۷۵ء صوبہ

۱۳	۱	مولوی اسماعیل بن الحاج موسیٰ رحیم افریقی	گجرات
۱۴	۲	مولوی یعقوب بن عبداللہ بن ولی کرماڑی	گجرات
۱۵	۳	مولوی ابراہیم بن محمد بن موسیٰ سارودی	گجرات
۱۶	۴	مولوی عبداللہ بن احمد خانپوری	گجرات
۱۷	۵	مولوی اسماعیل بن آدم بھڑکودروی	گجرات
۱۸	۶	مولوی اسحاق بن اسماعیل آچھودی	گجرات

سند نمبر تعداد شعبان المعظم ۱۳۹۶ء، مطابق اگست ۱۹۷۶ء صوبہ

۱۹	۱	مولوی موسیٰ بن ابراہیم بن محمد تلالی وھالو	گجرات
۲۰	۲	مولوی سعید اکبر بن داود بن راج محمد ودانی	گجرات
۲۱	۳	مولوی موسیٰ بن ابراہیم بن اسماعیل ٹیل ٹنکاری بندر	گجرات

۲۲	۴	مولوی اسماعیل بن الحاج محمد بن ابراہیم ایکھر	گجرات
۲۳	۵	مبارک بن محمد شاہ شیرپوری	گجرات
۲۴	۶	ابراہیم بن موسیٰ بن اسماعیل کھنڈالی	گجرات

سند نمبر تعداد شعبان المعظم ۱۳۹۷ھ مطابق جولائی ۱۹۷۷ء صوبہ

۲۵	۱	مولوی یوسف بن علی کولونوی	گجرات
۲۶	۲	مولوی اسحاق میاں بن امام میاں سلا دروی	گجرات
۲۷	۳	مولوی محمد احمد خانپوری، جمبوسر	گجرات
۲۸	۴	مولوی عبداللہ بن یوسف منویری بھروچ	گجرات
۲۹	۵	مولوی عبدالرحمن بن ولی انبجی کاوی	گجرات

سند نمبر تعداد شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ مطابق جولائی ۱۹۷۸ء صوبہ

۳۰	۱	مولوی نذیر بن یعقوب دیلوی	گجرات
۳۱	۲	مولوی عبدالرشید بن احمد کاوی بھروچ	گجرات
۳۲	۳	مولوی موسیٰ بن ولی خانپوری بھروچ	گجرات
۳۳	۴	مولوی محمد صادق بن عبداللہ کاوی بھروچ	گجرات
۳۴	۵	مولوی نذیر بن محمد سارودی بھروچ	گجرات
۳۵	۶	مولوی محمد بن حسن کاوی بھروچ	گجرات

سند نمبر تعداد شعبان المعظم ۱۳۹۹ھ مطابق جولائی ۱۹۷۹ء صوبہ

۳۶	۱	مولوی عبدالرشید بن مولوی موسیٰ سلوڈی	گجرات
۳۷	۲	مولوی احمد بن ولی بن حاجی محمد مولیری	گجرات

۳۸	۳	مولوی ابراہیم بن محمد بن حاجی احمد بھڑکودروی	گجرات
۳۹	۴	مولوی ایوب بن محمد بن ابراہیم بابر دیولوی	گجرات
۴۰	۵	مولوی احمد بن موسیٰ بن اسماعیل کھنڈالی	گجرات
۴۱	۶	مولوی محمد یسین بن مولوی موسیٰ بن آدم سیلوڈی	گجرات
۴۲	۷	مولوی الیاس بن حاجی حسن بن داود بھڑکودروی	گجرات
۴۳	۸	مولوی عبداللہ بن اسماعیل بن یوسف دیولوی	گجرات
۴۴	۹	مولوی محمد بن اسماعیل بن عمر جی کنتھاروی	گجرات
۴۵	۱۰	مولوی عبدالرحیم بن ابراہیم کوسمری	گجرات

سند نمبر تعداد شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ مطابق جون ۱۹۸۰ء صوبہ

۴۶	۱	مولوی یعقوب بن ابراہیم ولنوی	گجرات
۴۷	۲	مولوی اسماعیل ایوب آچھودی	گجرات
۴۸	۳	مولوی محمد عباس محمد دیولوی	گجرات
۴۹	۴	مولوی ہارون حبیب اللہ رسولپوری	گجرات
۵۰	۵	مولوی حسن یوسف آچھودی، آمود	گجرات
۵۱	۶	مولوی یعقوب ولی ولنوی بڑودہ	گجرات
۵۲	۷	مولوی احمد محمد رویدروی بھروچ	گجرات
۵۳	۸	مولوی محمد عباس یعقوب خانپوری	گجرات
۵۴	۹	مولوی یوسف موسیٰ بوہرہ سمنی بھروچ	گجرات
۵۵	۱۰	مولوی ابراہیم یعقوب پانولی بھروچ	گجرات

صوبہ	شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ مطابق ۱۹۸۱ھ	تعداد	سند نمبر
گجرات	مولوی عبداللہ پٹنی وڈانی مہسانہ	۱	۵۶
گجرات	مولوی سلیمان ولی دشانوی بھروچ	۲	۵۷
ساؤتھ افریقہ	مولوی عبدالحق اسماعیل بھولا افریقی	۳	۵۸
گجرات	مولوی ابراہیم احمد ولنوی بڑودہ	۴	۵۹
گجرات	مولوی اسماعیل ابراہیم کرماڑی بھروچ	۵	۶۰
گجرات	مولوی اسماعیل ولی ولنوی بڑودہ	۶	۶۱
مہاراشٹر	مولوی عطاء اللہ خاں سرور خاں سکودا	۷	۶۲
گجرات	مولوی عبدالستار حسن بھڑکودروی بھروچ	۸	۶۳
گجرات	مولوی عبدالرشید احمد ولنوی بڑودہ	۹	۶۴
گجرات	مولوی حبیب اللہ نصیر الدین پٹنی باول چوڑی	۱۰	۶۵
گجرات	مولوی یعقوب ابراہیم ولنوی بڑودہ	۱۱	۶۶
گجرات	مولوی ابراہیم محمد بھڑکودروی بھروچ	۱۲	۶۷

صوبہ	شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ مطابق ۱۹۸۲ھ	تعداد	سند نمبر
گجرات	مولوی نور محمد عبداللہ کرماڑی بھروچ	۱	۶۸
گجرات	مولوی ابراہیم عبداللہ جنگاروی بھروچ	۲	۶۹
گجرات	مولوی احمد آدم ملیروی بھروچ	۳	۷۰
گجرات	مولوی غلام احمد سیتپونی بھروچ	۴	۷۱
گجرات	مولوی عبداللہ موسیٰ بھڑکودروی جبوسر	۵	۷۲

۷۳	۶	مولوی ایوب ولی حاجی پرنجی بھروچ	گجرات
۷۴	۷	مولوی ایوب محمد ہنگلوٹی بھروچ	گجرات
۷۵	۸	مولوی ادریس یوسف دیولوی بھروچ	گجرات
۷۶	۹	مولوی ایوب حسن دیولوی بھروچ	گجرات
۷۷	۱۰	مولوی ولی اسماعیل دیولوی بھروچ	گجرات
۷۸	۱۱	مولوی اقبال حسن افریقی	افریقہ
۷۹	۱۲	مولوی غلام ولی موسیٰ آچھودی آمود	گجرات
۸۰	۱۳	مولوی عثمان غنی بھڑکودروی جمبوسر	گجرات
۸۱	۱۴	مولوی علی محمد بھڑکودروی جمبوسر	گجرات
۸۲	۱۵	مولوی موسیٰ حسن ٹیکاروی بھروچ	گجرات
۸۳	۱۶	مولوی شیر بن علی پٹیل پرنجی بھروچ	گجرات
۸۴	۱۷	مولوی اسحاق محمد بھڑکودروی جمبوسر	گجرات
۸۵	۱۸	مولوی ولی محمد کاوی بھروچ	گجرات
۸۶	۱۹	مولوی ایوب ولی دیولوی جمبوسر	گجرات

سند نمبر تعداد شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ مطابق مئی ۱۹۸۳ء صوبہ

۸۷	۱	مولوی احمد نور محمد مہینجی موتا ضلع مہسانہ	گجرات
۸۸	۲	مولوی حفظ الرحمن مولانا ابوالحسن علی (بھاگلپور)	بہار
۸۹	۳	مولوی ہاشم ابراہیم تاملیار باڑمیر	راجستھان

۹۰	۴	مولوی صادق یعقوب عبداللہ دیولوی، جمبوسر	گجرات
۹۱	۵	مولوی یونس اسماعیل جمبوسری، تحصیل جمبوسر	گجرات
۹۲	۶	مولوی غلام یعقوب اسماعیل یولوی جمبوسر	گجرات
۹۳	۷	مولوی یونس اسماعیل محمد آچھودی آمود	گجرات
۹۴	۸	مولوی الیاس حافظ یعقوب محمد دیولوی جمبوسر	گجرات
۹۵	۹	مولوی ایوب یوسف ٹیلر ہنگلوٹ بھروچ	گجرات
۹۶	۱۰	مولوی صادق یوسف محمد دیولوی جمبوسر	گجرات
۹۷	۱۱	مولوی اقبال محمد حاجی عمر جی بھرکودروی جمبوسر	گجرات
۹۸	۱۲	مولوی اقبال اسماعیل دیولوی جمبوسر	گجرات
۹۹	۱۳	مولوی محبوب علی آدم وانترسا کوٹھی بھروچ	گجرات
۱۰۰	۱۴	مولوی یعقوب حسین احمد	-

سند نمبر تعداد شعبان المعظم ۱۴۰۴ مطابق مئی ۱۹۸۴ء صوبہ

۱۰۱	۱	مولوی اسماعیل احمد کرماڑی بھروچ	گجرات
۱۰۲	۲	مولوی یعقوب ابراہیم آچھودی آمود	گجرات
۱۰۳	۳	مولوی اقبال یعقوب بھرکودروی جمبوسر	گجرات
۱۰۴	۴	مولوی صابر احمد مطیع الرحمن دیناچپوری	بنگال
۱۰۵	۵	مولوی ابراہیم ولی جھنگاروی بھروچ	گجرات
۱۰۶	۶	مولوی اسماعیل محمد بھرکودروی جمبوسر	گجرات

۱۰۷	۷	مولوی یعقوب ولی ولنوی بڑودہ	گجرات
۱۰۸	۸	مولوی بشیر احمد سانسرو دی بڑودہ	گجرات
۱۰۹	۹	مولوی سلیمان ولی ولنوی بڑودہ	گجرات
۱۱۰	۱۰	مولوی موسیٰ اسماعیل رویدروی انگلیشور	گجرات
۱۱۱	۱۱	مولوی ابراہیم حسین بھڑکودروی جمبوسر	گجرات
۱۱۲	۱۲	مولوی مشتاق ابراہیم ولنوی بڑودہ	گجرات

سند نمبر تعداد شعبان المعظم ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۹۸۵ء صوبہ

۱۱۳	۱	مولوی محمد عمر بن محمد کولونوی آمود	گجرات
۱۱۴	۲	مولوی محمد اشرف بن عبداللہ نیدروی ، سدھپور	گجرات
۱۱۵	۳	مولوی محفوظ الرحمن بن شفیع احمد سبیل، در بھنگہ	بہار
۱۱۶	۴	مولوی یونس بن محمد منوبری بھروچ	گجرات
۱۱۷	۵	مولوی محمد حنیف لونواڑی پنج محل	گجرات
۱۱۸	۶	مولوی محمد یونس احمد جمبوسری جمبوسر	گجرات
۱۱۹	۷	مولوی محمد یونس بن موسیٰ ولنوی بڑودہ	گجرات
۱۲۰	۸	مولوی عبدالقادر عباس مونا ، پٹن مہسانہ	گجرات
۱۲۱	۹	مولوی محمد الیاس یعقوب دیولوی جمبوسر	گجرات
۱۲۲	۱۰	مولوی یونس اسماعیل ولنوی بڑودہ	گجرات
۱۲۳	۱۱	مولوی یونس احمد دیگی بھروچ	گجرات
۱۲۴	۱۲	مولوی محمد موسیٰ ستونی بھروچ	گجرات

۱۲۵	۱۳	مولوی عبدالرشید یعقوب سارودی جمبوسر	گجرات
سند نمبر تعداد شعبان المعظم ۱۴۰۶ھ مطابق ۱۹۸۶ء صوبہ			
۱۲۶	۱	مولوی اسماعیل ولی دیولوی جمبوسر	گجرات
۱۲۷	۲	مولوی اسماعیل یعقوب سارودی جمبوسر	گجرات
۱۲۸	۳	مولوی مشتاق عبداللہ میروی بھروچ	گجرات
۱۲۹	۴	مولوی داود بن محمد ولنوی بڑودہ	گجرات
۱۳۰	۵	مولوی محمد انصار بن محمد رضی بالاساتھ سیتامڑھی	بہار
۱۳۱	۶	مولوی ایوب بن آدم ولنوی بڑودہ	گجرات
۱۳۲	۷	مولوی عبدالقیوم بن عبدالرحیم مہسانہ	گجرات
۱۳۳	۸	مولوی ابوبکر بن یوسف درہوڈا بھروچ	گجرات
۱۳۴	۹	مولوی الیاس بن عمر دشان بھروچ	گجرات
۱۳۵	۱۰	مولوی یعقوب بن احمد ماتروی بھروچ	گجرات
۱۳۶	۱۱	مولوی صادق بن عبدالرحمن سارود جمبوسر	گجرات
۱۳۷	۱۲	مولوی محمد حسین بن یوسف وریدیا بھروچ	گجرات
۱۳۸	۱۳	مولوی سید عبدالخالق سلامت علی خانپوری جمبوسر	گجرات
۱۳۹	۱۴	مولوی احمد بن محمد گوداورا بھروچ	گجرات
۱۴۰	۱۵	مولوی محمد بن ولی شیرپورا بھروچ	گجرات
۱۴۱	۱۶	مولوی بشیر بن احمد کاوی جمبوسر	گجرات
۱۴۲	۱۷	مولوی جلال الدین بن محمد آچھودی آمود	گجرات

۱۴۳	۱۸	مولوی یوسف بن محمد بھروچ	گجرات
۱۴۴	۱۹	مولوی عبداللہ بن یوسف ورڈیا بھروچ	گجرات
۱۴۵	۲۰	مولوی ادلیس بن عمر خانپوری بھروچ	گجرات

سند نمبر تعداد شعبان المعظم ۱۴۰۷ھ مطابق اپریل ۱۹۸۷ء صوبہ

۱۴۶	۱	مولوی اسماعیل بن ولی بھڑکودروی بھروچ	گجرات
۱۴۷	۲	مولوی عثمان بن یوسف صالح ولنوی بڑودہ	گجرات
۱۴۸	۳	مولوی مطیع اللہ بن محمد زاہد بنجاری اعظم گڑھ	یوپی
۱۴۹	۴	مولوی جمال الدین بن یوسف علی مایوتی ماموز میوات	-
۱۵۰	۵	مولوی سعید بن علی بن مہدی سینگوٹی جوجی مایوت	-
۱۵۱	۶	مولوی مشتاق بن حبیب اللہ رجوسناپالن پوری	گجرات
۱۵۲	۷	مولوی عبدالقیوم بن اسماعیل چھاپی بناس کانٹھا	گجرات
۱۵۳	۸	مولوی زبیر بن عبدالرحیم میترانہ مہسانہ	گجرات
۱۵۴	۹	مولوی حبیب احمد بن مولانا فضل احمد آبادی	گجرات
۱۵۵	۱۰	مولوی ہارون بن علی کراماڈی بھروچ	گجرات
۱۵۶	۱۱	مولوی نظام الدین بن عبد الجبار کپٹان کھیڑا بھاگلپور	بہار
۱۵۷	۱۲	مولوی عبدالقیوم بن محمد قاسم پالن پوری رجوسنا	گجرات
۱۵۸	۱۳	مولوی شبیر بن عبداللہ سارودی، جمبوسر، بھروچ	گجرات

سند نمبر تعداد شعبان المعظم ۱۴۰۸ھ مطابق مارچ ۱۹۸۸ء صوبہ

۱۵۹	۱	مولوی الیاس بن آدم اکھرا دار ولنوی، بڑودہ	گجرات
-----	---	---	-------

۱۶۰	۲	مولوی یوسف بن موسیٰ بخش فورٹ شیفسٹن	افریقہ
۱۶۱	۳	مولوی اکبر علی بن محمد عباس جوتیاری بارمیر	راجستھان
۱۶۲	۴	مولوی حافظ ایوب عمر ہنگوٹ، بھروچ	گجرات
۱۶۳	۵	مولوی حافظ موسیٰ بن اسماعیل آدم دیولہ، جبوسر	گجرات
۱۶۴	۶	مولوی شبیر اسماعیل تیلیا کولونا بھروچ	گجرات
۱۶۵	۷	مولوی محمد صدیق بن شیخ محمد ایکچاری، بھاگلپور	بہار
۱۶۶	۸	مولوی عمران بن ولی محمد سنسرا مہسانہ پالن پور	گجرات
۱۶۷	۹	مولوی نور محمد حافظ داود سمنوی واگرا بھروچ	گجرات

سند نمبر تعداد شعبان المعظم ۱۴۰۹ھ مطابق مارچ ۱۹۸۹ء صوبہ

۱۶۸	۱	مولوی رضوان الحق اکرام الحق اورائی مظفر پور	بہار
۱۶۹	۲	مولوی نسیم احمد امان اللہ بالاساتھ سیتامڑی	بہار
۱۷۰	۳	مولوی زبیر غلام رسول پالنپوری میترانہ مہسانہ	گجرات
۱۷۱	۴	مولوی محمد سعید احمد پالنپوری مہسانہ	گجرات
۱۷۲	۵	مولوی خلیل احمد اکھروی بھروچ	گجرات
۱۷۳	۶	مولوی کلیم الدین حیدر علی چاندہ دمکا	بہار
۱۷۴	۷	مولوی ہارون حسن محلہ پی با=ھیتادو	مالدیپ
۱۷۵	۸	مولوی امان اللہ جان محمد پالن پوری سیوانی	گجرات
۱۷۶	۹	مولوی اختر حسین تاج الدین بنیاریہ بھاگلپور	بہار
۱۷۷	۱۰	مولوی حبیب اللہ نصیر الدین گدیسر بارمیر	راجستھان

۱۷۸	۱۱	مولوی عبداللہ احمد ولنوی بڑودہ	گجرات
۱۷۹	۱۲	مولوی عبدالرحمن یعقوب کاوی جمبوسر	گجرات
۱۸۰	۱۳	مولوی اقبال یوسف آچھودی، آمود	گجرات
۱۸۱	۱۴	مولوی اسماعیل یوسف عمر واڑہ، انکلیشور	گجرات
۱۸۲	۱۵	مولوی اقبال ابراہیم ستپونی بھروچ	گجرات
۱۸۳	۱۶	مولوی مناف آدم ولنوی، کرجن، بڑودہ	گجرات
۱۸۴	۱۷	مولوی سراج احمد اسحاق کوساڑی، سورت	گجرات
۱۸۵	۱۸	مولوی رحمت اللہ عبدالرحیم گدیسر باڑمیر	راجستھان

سند نمبر تعداد شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ مطابق مارچ ۱۹۹۰ء صوبہ

۱۸۶	۱	مولوی عباس بن ابراہیم خانپوری، جمبوسر بھروچ	گجرات
۱۸۷	۲	مولوی حسین بن احمد ہاٹیا، پانولی، انکلیشور	گجرات
۱۸۸	۳	مولوی رفیق بن عمر پرنچ بھروچ	گجرات
۱۸۹	۴	مولوی محمد الیاس بن مولوی ولی شیرپور، بھروچ	گجرات
۱۹۰	۵	مولوی حبیب اللہ بن جان محمد رتن پور بناس کانٹھا	گجرات
۱۹۱	۶	مولوی آصف بن مولوی یوسف پنج کھیرا	گجرات
۱۹۲	۷	مولوی سلیم یوسف جوگیات کھروڈ انکلیشور	گجرات
۱۹۳	۸	مولوی احمد بن محمد ٹیل دیوا، بھروچ	گجرات
۱۹۴	۹	مولوی عظیم الدین مراد علی گدیسر، بارمیر	راجستھان
۱۹۵	۱۰	مولوی نور محمد بن عبداللہ بارگڈھ بناس کانٹھا	گجرات

۱۹۶	۱۱	مولوی بشیر بن محمد حکیم پرتیج بھروچ	گجرات
۱۹۷	۱۲	مولوی ایوب بن ابراہیم کوہاڑی ولن، بڑودہ	گجرات
۱۹۸	۱۳	مولوی نور محمد بن صالح محمد تاملیار مارمیٹر	راجستھان

سند نمبر تعداد شعبان المعظم ۱۴۱۱ھ مطابق فروری ۱۹۹۱ء صوبہ

۱۹۹	۱	یعقوب بن آدم صغیر ولن کرجن بڑودہ	گجرات
۲۰۰	۲	محمد نسیم اختر بن فیروز احمد بالاساتھ سیتامڑھی	بہار
۲۰۱	۳	طاہر بن مولانا خیر الدین پٹھان سرسپور احمد آباد	گجرات
۲۰۲	۴	الیاس بن موسیٰ مہودھلہ بھروچ	گجرات
۲۰۳	۵	محی الدین بن محمد قاسم بکھڑا سیتامڑھی	بہار
۲۰۴	۶	نظام الدین بن قمر الدین جگدیش پور اعظم گڑھ	یوپی
۲۰۵	۷	سلیم بن احمد دیولا جمبوسر، بھروچ	گجرات
۲۰۶	۸	اقبال بن یوسف دھیا ولن بڑودہ	گجرات
۲۰۷	۹	محمد حسین بن ولی محمد مین اکلکوا، دھولیہ	مہاراشٹر
۲۰۸	۱۰	رضوان بن محمد رافع سدنی، نیوساوتھ ویلس	آسٹریلیا
۲۰۹	۱۱	حفظ الرحمن بن مولانا عطی الرحمن بالاساتھ سیتامڑھی	بہار
۲۱۰	۱۲	شعیب عالم بن محمد قاسم بالاساتھ سیتامڑھی	بہار
۲۱۱	۱۳	عبداللہ بن جان محمد نواواس بناس کانٹھا	گجرات
۲۱۲	۱۴	جاوید احمد بن رفیق احمد بھینڈی تھانہ	مہاراشٹر

راجستھان	ہاشم بن یعقوب گڈیسر باڑمیر	۱۵	۲۱۳
گجرات	الیاس بن یعقوب دیولا، جمبوسر بھروچ	۱۶	۲۱۴
گجرات	اکبر بن ولی محمد نو اواس، بناسکانتھا	۱۷	۲۱۵
راجستھان	خدا بخش تاملیار باڑمیر	۱۸	۲۱۶
گجرات	محمد اشرف بن ابراہیم ودانی مہسانہ	۱۹	۲۱۷
گجرات	عبداللہ بن احمد کاوی، جمبوسر، بھروچ	۲۰	۲۱۸
راجستھان	علی محمد بن یعقوب گڈیسر باڑمیر	۲۱	۲۱۹
گجرات	عباس بن علی دیولا، جمبوسر، بھروچ	۲۲	۲۲۰
گجرات	عبدالقیوم بن عبدالرحیم داود رویانہ مہسانہ	۲۳	۲۲۱
گجرات	ظہیر خاں بن حبیب خاں چھاروڈی، احمد آباد	۲۴	۲۲۲
گجرات	شبیر الدین بن نصیر الدین ملک بورسہ کھیڑا	۲۵	۲۲۳
مہاراشٹر	محمد عارف بن عبدالصمد گورے گاؤں بمبئی	۲۶	۲۲۴

سند نمبر تعداد شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ مطابق فروری ۱۹۹۲ء صوبہ

بہار	محمد نسیم الدین حبیب عالم گراما بھاگلپور	۱	۲۲۵
گجرات	عبدالرحیم بن احمد دیولا، جمبوسر، بھروچ	۲	۲۲۶
گجرات	عرفان بن عبدالرحیم کھلی مہسانہ	۳	۲۲۷
گجرات	الیاس بن محمد مانپور بناسکانتھا	۴	۲۲۸
گجرات	حسین احمد بن محمد علی شیخ کھنات، کھیڑا	۵	۲۲۹

۶	محمد بن الحاج ابراہیم بھڑکودرا، جمبوسر، بھروچ	گجرات
۷	زبیر بن داود ودانی مہسانہ	گجرات
۸	عبدالرحمن بن سلیمان امرپورہ مہسانہ	گجرات
۹	محمد عمر بن عبدالرحیم ودانی مہسانہ	گجرات
۱۰	اشرف بن حبیب اللہ امرپورہ مہسانہ	گجرات
۱۱	شوکت علی بن محمد عمر گڈیسر باڑمیر	راجستھان
۱۲	الیاس بن علی کوٹھی بھروچ	گجرات
۱۳	زبیر بن علی دیولا، جمبوسر، بھروچ	گجرات
۱۴	محمد طاہر بن عبداللہ بھلون مہسانہ	گجرات
۱۵	الیاس بن ابراہیم شہر بھروچ	گجرات
۱۶	اسماعیل بن علی کاوی، جمبوسر، بھروچ	گجرات
۱۷	عبدالحکیم بن محمد حسین لکھے کا پار باڑمیر	راجستھان
۱۸	عبدالرحیم بن شفیق دیولا، جمبوسر، بھروچ	گجرات
۱۹	سلیم بن عبداللہ ستپون بھروچ	گجرات
۲۰	عباس بن محمد سیندھلی بناس کانتھا	گجرات

سند نمبر تعداد شعبان المعظم ۱۴۱۳ھ مطابق جنوری ۱۹۹۳ء صوبہ

۱	عبدالسلام بن محمد نور الہدیٰ جمنی پور فیض آباد	یوپی
۲	محمد شفیق بن ابراہیم دیولا، جمبوسر، بھروچ	گجرات
۳	محمود بن حبیب اللہ امرپورہ مہسانہ	گجرات

۲۴۸	۴	یعقوب بن اسماعیل دیولا، جمبوسر، بھروچ	گجرات
۲۴۹	۵	سعید اکبر بن ابراہیم بھلون مسہانہ	گجرات
۲۵۰	۶	محمد یوسف بن اسماعیل ٹیکاری بندر، جمبوسر بھروچ	گجرات
۲۵۱	۷	قطب الدین بن دین محمد جوناگرھ (کاٹھیاواڑ)	گجرات
۲۵۲	۸	ذاکر الدین بن فیروز الدین انجن گاؤں امراتی	مہاراشٹر
۲۵۳	۹	محمد الیاس بن یوسف بورسہ کھڑا	گجرات
۲۵۴	۱۰	اجود بن المفتی احمد بیات ^۲ کرمالی، انکلیشور	گجرات
۲۵۵	۱۱	عبدالملک بن محمد عمر کیلی، باڑمیر	راجستھان
۲۵۶	۱۲	ابراہیم بن احمد ترکیسر، سورت	گجرات
۲۵۷	۱۳	اسحاق بن یعقوب بھڑکودرا، جمبوسر بھروچ	گجرات
۲۵۸	۱۴	یونس بن حسن دیولا، جمبوسر، بھروچ	گجرات
۲۵۹	۱۵	سید اصغر علی بن عباس علی سامری بڑودہ	گجرات
۲۶۰	۱۶	حنیف بن علی وڈوا بھروچ	گجرات
۲۶۱	۱۷	رفیق بن محمد وڈوا بھروچ	گجرات
۲۶۲	۱۸	صدیق بن موسیٰ ولن، کرجن، بڑودہ	گجرات
۲۶۳	۱۹	مبارک بن یعقوب وڈوا بھروچ	گجرات
۲۶۴	۲۰	الطاف بن اسماعیل نواگام بورجانی بھروچ	گجرات
۲۶۵	۲۱	زبیر بن ابراہیم بھڑکودرا، جمبوسر، بھروچ	گجرات
۲۶۶	۲۲	مشتاق بن عبداللہ دیگان بھروچ	گجرات

۲۶۷	۲۳	داود بن عمر کراماڈ بھروچ	گجرات
۲۶۸	۲۴	مناف بن عیسیٰ سانسرو، بڑودہ	گجرات
۲۶۹	۲۵	ساجد بن عمر ٹنکاریہ، بھروچ	گجرات
۲۷۰	۲۶	اسماعیل بن آدم دیولا، جمبوسر بھروچ	گجرات
۲۷۱	۲۷	علی بن احمد دیولا، جمبوسر، بھروچ	گجرات

سند نمبر تعداد شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ مطابق ۱۹۹۲ء صوبہ

۲۷۲	۱	ہارون بن غلام رسول وڈانی مہسانہ	گجرات
۳۷۳	۲	مصطفیٰ بن عباس مونا مہسانہ	گجرات
۲۷۴	۳	محمد حسین بن نور محمد بھانکھری بناس کانٹھا	گجرات
۲۷۵	۴	اشرف بن داود وڈانی مہسانہ	گجرات
۲۷۶	۵	محمد حنیف بن داؤد حیدر پورہ مہسانہ	گجرات
۲۷۷	۶	عبداللطیف بن عباس بن یعقوب سارود جمبوسر	گجرات
۲۷۸	۷	محمد فیروز غلام بن یوسف بھگونی پور در بھنگہ	بہار
۲۷۹	۸	اسحاق بن محمد یوسف پیٹلی کھیڑا،	گجرات
۲۸۰	۹	محمد اسماعیل بن الحاج عبداللہ ہر دیواسنہ بناس کانٹھا	گجرات
۲۸۱	۱۰	محمد یوسف بن اللہ رکھا کالوپور احمد آباد	گجرات
۲۸۲	۱۱	لقمان بن آدم وڈانی مہسانہ	گجرات
۲۸۳	۱۲	محمد اخلاق الرحمن بن ہاشم بالاساتھ سیتامڑھی	بہار
۲۸۴	۱۳	آصف بن عبداللہ بادر گڈھ بناس کانٹھا	گجرات

۲۸۵	۱۴	احمد حسین بن اللہ رکھا کالوپور، احمد آباد	گجرات
۲۸۶	۱۵	محمد ہارون محمد عثمان سینڈھنی بناس کانٹھا	گجرات
۲۸۷	۱۶	محمد سلیم بن عبداللہ وڈانی مہسانہ	گجرات
۲۸۸	۱۷	محمد صادق بن حسن خانپوری جمبوسر بھروچ	گجرات
۲۸۹	۱۸	ابراہیم بن آدم خانپور جمبوسر، بھروچ	گجرات
۲۹۰	۱۹	عمر فاروق بن عبدالرحیم دودھ، پنچ محال	گجرات
۲۹۱	۲۰	الیاس بن محمد خانپور جمبوسر بھروچ	گجرات
۲۹۲	۲۱	محمد نعیم الدین ظفیر الدین ، بنیاڈبھا ، بھاگلپور	بہار
۲۹۳	۲۲	سلیم بن علی بن محمد خانپور جمبوسر بھروچ	گجرات
۲۹۴	۲۳	عرفان بن داود بھلون مہسانہ	گجرات
۲۹۵	۲۴	اسماعیل بن یعقوب خانپور جمبوسر بھروچ	گجرات
۲۹۶	۲۵	حسین بن عبداللہ پگوتھن بھروچ	گجرات
۲۹۷	۲۶	محمد ہارون بن عبدالرحمن کالیڈا بناس کانٹھا	گجرات
۲۹۸	۲۷	ذاکر حسین بن آدم پگوتھن بھروچ	گجرات
۲۹۹	۲۸	رضوان بن محمد حسین بھلون مہسانہ	گجرات
۳۰۰	۲۹	نعیم بن یوسف دیولا جمبوسر بھروچ	گجرات
۳۰۱	۳۰	محمد زبیر بن لقمان ملا ڈویسٹ ممبئی	مہاراشٹرا
۳۰۲	۳۱	محمد لقمان بن غلام رسول بھلون مہسانہ	گجرات
۳۰۳	۳۲	عمران بن عبدالرحیم وڈانی مہسانہ	گجرات

صوبہ	رجب المرجب ۱۴۱۵ھ مطابق جنوری ۱۹۹۵ء	تعداد	سند نمبر
گجرات	اشرف بن ابراہیم سارود جبوسر بھروج	۱	۳۰۴
گجرات	شفیق بن محمد ٹکاریہ بھروج	۲	۳۰۵
گجرات	ایوب بن یونس دیولا جبوسر بھروج	۳	۳۰۶
راجستھان	عبدالحمید بن محمد شریف میٹھے کاٹلا باڑمیر	۴	۳۰۷
مہاراشٹر	اسد اللہ خاں بن داود خاں سونا بلاڈانا	۵	۳۰۸
گجرات	امتیاز بن یوسف ٹنکاری بندر بھروج	۶	۳۰۹
گجرات	نذیر احمد بن عبداللہ امر پورہ مہسانہ	۷	۳۱۰
مہاراشٹر	شیخ افسر بن عبدالرحمن موندگاؤں بلدانہ	۸	۳۱۱
گجرات	محمد بن ولی آچھود، آمود بھروج	۹	۳۱۲
گجرات	عبدالرحمن بن محمد باغل جغانہ بناس کانٹھا	۱۰	۳۱۳
گجرات	محمد امین بن وزیر الدین حیدر پورہ مہسانہ	۱۱	۳۱۴
گجرات	یوسف بن ابراہیم آچھود، آمود بھروج	۱۲	۳۱۵
گجرات	محمد سلیم بن حبیب اللہ ہردیوانا بناس کانٹھا	۱۳	۳۱۶
گجرات	محمد بن سلیمان نانی نرولی، سورت	۱۴	۳۱۷
گجرات	ظریف عاقل بن صادق دیولا جبوسر بھروج	۱۵	۳۱۸
گجرات	محبوب بن احمد آچھود، آمود بھروج	۱۶	۳۱۹

صوبہ	شعبان المعظم ۱۴۱۶ھ مطابق جنوری ۱۹۹۶ء	تعداد	سند نمبر
گجرات	ایوب بن احمد بن ابراہیم سیووالا پارکھیت بھروج	۱	۳۲۰

۳۲۱	۲	نظام الدین بن حبیب اللہ بادرگڈھ بناس کانٹھا	گجرات
۳۲۲	۳	عمر فاروق بن موسیٰ سکھدا خانپور جبوسر بھروچ	گجرات
۳۲۳	۴	اسماعیل بن یوسف دیولا جبوسر بھروچ	گجرات
۳۲۴	۵	اشرف بن علی محمد بادرگڈھ بناس کانٹھا	گجرات
۳۲۵	۶	عبدالسمیع بن عبدالغنی بالاساتھ سیتا مڑھی	بہار
۳۲۶	۷	عبدالحمید بن اسماعیل جگرالہ امرپور مظفرپور	بہار
۳۲۷	۸	محمد حنیف بن عبداللہ ٹیلر دیولا جبوسر بھروچ	گجرات
۳۲۸	۹	نسیم اختر بن عبدالکیم انصاری نواڈیہہ دمکا	بہار
۳۲۹	۱۰	اعجاز احمد بن نظام الحق رامپورہ مہسانہ	گجرات
۳۳۰	۱۱	محمد اسماعیل بن وزیر الدین بادرگڈھ بناس کانٹھا	گجرات
۳۳۱	۱۲	عبدالرشید بن اسماعیل امرپورہ مہسانہ	گجرات
۳۳۲	۱۳	عبداللہ بن یعقوب دسوسارود جبوسر بھروچ	گجرات
۳۳۳	۱۴	شاہد اقبال بن عبدالحمید انصاری مالیکاؤں ناسک	مہاراشٹر
۳۳۴	۱۵	محمد نذیر بن یعقوب بابو دیولا جبوسر بھروچ	گجرات
۳۳۵	۱۶	بشیر بن عبداللہ خانپور جبوسر بھروچ	گجرات
۳۳۶	۱۷	محمد ارشد بن سلیمان شیربھیلون مہسانہ	گجرات
۳۳۷	۱۸	عبدالحمید بن محمد رمضان رہوما پانڈیکا پاڑاڑ میر	راجستھان
۳۳۸	۱۹	بلین بن اسماعیل گورے گاؤں ممبئی	مہاراشٹر
۳۳۹	۲۰	محمد بلین بن ابراہیم خانجی بھیلون مہسانہ	گجرات

۳۴۰	۲۱	محمد عیسیٰ بن ابراہیم کھورجیہ بادرگڑھ بناس کانٹھا	گجرات
۳۴۱	۲۲	شبیر احمد بن نور الہدیٰ بسنت مظفرپور	بہار
۳۴۲	۲۳	مبارک بن عمر جی ٹیل ملاڈ (مہبی)	مہاراشٹر
۳۴۳	۲۴	مشتاق بن آدم ٹیل کرماڈ ، بھروچ	گجرات
۳۴۴	۲۵	لیسین بن احمد ٹیل کرماڈ بھروچ	گجرات

سند نمبر تعداد شعبان المعظم ۱۴۱۷ھ مطابق دسمبر ۱۹۹۶ء صوبہ

۳۴۵	۱	ادریس بن یوسف ٹیل ولن کر جن بڑودہ	گجرات
۳۴۶	۲	محمد زاہد بن بشیر الدین احمد علی شیخ بیربانہ مدینہ پور رریا	بہار
۳۴۷	۳	عزیز احمد بن حسن جی بھوریامہوا سورت	گجرات
۳۴۸	۴	اقبال بن احمد عمر جی دھوبی ممتاز پارک بھروچ	گجرات
۳۴۹	۵	محمد آصف بن عبدالرحیم دھکا کھلی سیدھپور مہسانا	گجرات
۳۵۰	۶	محمد عمیر بن خورشید عالم شیخ رائے پور سیتا مڑھی	بہار
۳۵۱	۷	فیروز بن اسماعیل لگد، ہالول ، پنج محال	گجرات
۳۵۲	۸	محمد رمضان بن عالم دینو سندھی رامسر، بارمیر	راجستھان
۳۵۳	۹	محمد رفیق بن عبدالرحیم مریدیا، بھاگل، بناس کانٹھا	گجرات
۳۵۴	۱۰	مستقیم بن مولوی عثمان جگرالہ امرپورہ پٹن مہسانہ	گجرات
۳۵۵	۱۱	محمد مزمل بن مولانا اسماعیل گڈی والا مجاد روڈ گام	گجرات
۳۵۶	۱۲	محمد فاروق بن محمد حسین علیڈھ مویا بھاگل پالنپور	گجرات
۳۵۷	۱۳	فرحان بن غلام رسول جمال بھلون پٹن مہسانہ	گجرات

۳۵۸	۱۴	محمد ساجد بن مصطفیٰ محمد کرید یا حیدر پورہ مہسانہ	گجرات
۳۵۹	۱۵	محمد رضوان بن عباس عبدالرحیم مرڈیا حیدر پورہ	گجرات
۳۶۰	۱۶	محمد سہیل بن محمد یعقوب مانسیا واگڈول پٹن	گجرات
۳۶۱	۱۷	ابوبکر بن حافظ یوسف احمد مانکڈا بھوریا مہواسورت	گجرات
۳۶۲	۱۸	احمد علی بن عبدالستار سندھی، گڈیسر باڑمیر	راجستھان
۳۶۳	۱۹	انس بن عبدالحمید غلام رسول میتاؤڈگام	گجرات
۳۶۴	۲۰	محمد سفیان بن عثمان غلام رسول چودھری بھاگل پالنور	گجرات
۳۶۵	۲۱	محمد قربان بن عتیق الرحمن شیخ، بلوہا بنول سیتا مڑھی	بہار
۳۶۶	۲۲	فاروق بن عبدالرحیم نور محمد پلسانیا وادھنا سیدھپور	گجرات
۳۶۷	۲۳	نسیم الدین بن شمس الدین شاہ پورمداری چک کٹیہار	بہار
۳۶۸	۲۴	یونس بن ابراہیم نانچی ولن کرجن بڑودہ	گجرات
۳۶۹	۲۵	بلال بن امین حسین سندھی، تاملیار باڑمیر	راجستھان
۳۷۰	۲۶	مجیب الرحمن بن عبدالعزیز شیخ سونا لہ سنگرام پور بلڈانا	مہاراشٹر
۳۷۱	۲۷	انور بن عمر فتح سیدہ چوہان موگر آنند کھیڑا	گجرات
۳۷۲	۲۸	عبدالحمید بن یعقوب موسی دیولا جبوسر بھروچ	گجرات
۳۷۳	۲۹	محمد طیب بن عبدالستار حسن دیولا جبوسر بھروچ	گجرات
۳۷۴	۳۰	نذیر احمد بن عبدالملک سندھیتا ملیار، باڑمیر	راجستھان
۳۷۵	۳۱	محمد علی بن احمد بھگت دیولا جبوسر بھروچ	گجرات

۳۷۶	۳۲	محمد عابد داود غلام رسول ٹیل بھلون پٹن مہسانہ	گجرات
۳۷۷	۳۳	یلین ابراہیم عمر جی کھوٹا و ہورا سمنی واگرا بھروچ	گجرات
۳۷۸	۳۴	شا کر بن اسماعیل علی سلیمان سیلانت بھڑکودرا بھروچ	گجرات
۳۷۹	۳۵	الیاس بن ولی گائین، دیولا جمبوسر بھروچ	گجرات
۳۸۰	۳۶	اسلم بن عمر ٹیل، آبادنگر شہر بھروچ	گجرات
۳۸۱	۳۷	ہارون بن مولوی ولی دھنی، دیولا، جمبوسر، بھروچ	گجرات
۳۸۲	۳۸	فاروق بن ولی من بھر گھٹی والا اکھر آمود بھروچ	گجرات
۳۸۳	۳۹	اسحاق بن محمد آدم نانچی ولن کر جن بڑودہ	گجرات
۳۸۴	۴۰	زبیر بن عبداللہ احمد عیسیٰ خانپور جمبوسر بھروچ	گجرات
۳۸۵	۴۱	یوسف بن سلیمان منشی جمبوسر بھروچ	گجرات
۳۸۶	۴۲	حنیف بن علی محمد گلا لیا کر ماڈ بھروچ	گجرات
۳۸۷	۴۳	یگی بن اسماعیل بھاجی بھائی دیولا جمبوسر بھروچ	گجرات

سند نمبر تعداد شعبان المعظم ۱۴۱۸ھ مطابق دسمبر ۱۹۹۷ء صوبہ

۳۸۸	۱	اسجد بن مفتی احمد دیولا جمبوسر بھروچ	گجرات
۳۸۹	۲	محبوب بن یوسف بھروچ	گجرات
۳۹۰	۳	بلال احمد بن الطاف احمد انصاری بمبئی (کُرا)	مہاراشٹر
۳۹۱	۴	سعید الرحمن بن نیاز احمد بہار بھڑا دمکا	بہار
۳۹۲	۵	اشرف بن حبیب بن جمال الدین بادر گڈھ پالنپور	گجرات

۳۹۳	۶	محمد شعیب بن یوسف سیدات کرمالی بھروچ	گجرات
۳۹۴	۷	ساجد بن یوسف جوگیشوری بمبئی	مہاراشٹر
۳۹۵	۸	منظور احمد بن علی اسماعیل موٹی ڈونگری بھروچ	گجرات
۳۹۶	۹	حفظ الرحمن بن آدم امر پورہ پٹن	گجرات
۳۹۷	۱۰	شعیب بن اسماعیل کنجری آنندکھیڑا	گجرات
۳۹۸	۱۱	عبد الرحمن بن مولانا عبدالقادر پٹن	گجرات
۳۹۹	۱۲	سلیم بن اسماعیل خانپور جمبوسر بھروچ	گجرات
۴۰۰	۱۳	یونس بن ابراہیم ستپون بھروچ	گجرات
۴۰۱	۱۴	شہید اللہ بن مولانا میزان الرحمن سہراپنچ محال	گجرات
۴۰۲	۱۵	اسماعیل بن نصیر الدین بادرگڈھ بناس کانٹھا	گجرات
۴۰۳	۱۶	محمد الطاف بن سکندر کپڑونج کھیڑا آنند	گجرات
۴۰۴	۱۷	عطاء اللہ بن مولانا آدم کراماڈ بھروچ	گجرات
۴۰۵	۱۸	عبید اللہ بن حسن بھڑکودرا جمبوسر بھروچ	گجرات
۴۰۶	۱۹	ہدایت اللہ بن اسماعیل سندھی دانتا باڑ میر	راجستھان
۴۰۷	۲۰	محمد حنیف بن داود دیولا جمبوسر بھروچ	گجرات
۴۰۸	۲۱	لقمان بن عبدالغنی بادرگڈھ بناس کانٹھا	گجرات
۴۰۹	۲۲	عبد الرحمن بن اسماعیل دیولا جمبوسر بھروچ	گجرات
۴۱۰	۲۳	محمد اویس بن محمد حسین وانکانیری بھروچ	گجرات
۴۱۱	۲۴	مقصود بن یوسف کوٹھی بھروچ	گجرات

۴۱۲	۲۵	مصطفیٰ بن عبدالغفور نیدرہ مہسانہ	گجرات
۴۱۳	۲۶	شہاب الدین بن داود بادرگڈھ بناس کانٹھا	گجرات
۴۱۴	۲۷	شعیب بن حنیف امر پورہ پٹن	گجرات
۴۱۵	۲۸	عتیق الرحمن بن مولانا ولی محمد ماہی بناس کانٹھا	گجرات
۴۱۶	۲۹	عبداللہ بن آدم بھاگل جگانہ بناس کانٹھا	گجرات
۴۱۷	۳۰	انتیاز بن ابراہیم ماہی بناس کانٹھا	گجرات
۴۱۸	۳۱	مشتاق بن اسماعیل بھڑکودراجہوسر بھروچ	گجرات
۴۱۹	۳۲	عمران بن نظام الدین ماکد ابلک برن لنگا شائر	U.K
۴۲۰	۳۳	ہارون بن بشیر سارودی جمہوسر بھروچ	گجرات
۴۲۱	۳۴	صدیق بن داود پکھا جن بھروچ	گجرات
۴۲۲	۳۵	صادق بن عباس دیولا جمہوسر بھروچ	گجرات
۴۲۳	۳۶	محمد فاروق بن احمد پٹ، وکچلپور پنج محال	گجرات
۴۲۴	۳۷	محمد جابر بن موسیٰ واجھا کرماڈ بھروچ	گجرات
۴۲۵	۳۸	لطف الرحمن بن مفتی شبیر احمد راندیر سورت	گجرات
۴۲۶	۳۹	محمد بن ابوبکر باٹلی ویسٹ یورک شایر برطانیہ	U.K

سند نمبر تعداد شعبان المعظم ۱۴۱۹ھ مطابق نومبر ۱۹۹۸ء صوبہ

۴۲۷	۱	ابراہیم بن عبدالرحیم کھاٹکی واڑ بھروچ	گجرات
۴۲۸	۲	یعقوب بن اسماعیل نواب جمہوسر بھروچ	گجرات
۴۲۹	۳	عزیز الحق بن انظہار الحق مکتتم پورہ شہر بھروچ	گجرات

۴۳۰	۴	زبیر بن مولوی ابراہیم دیولا جمبوسر بھروچ	گجرات
۴۳۱	۵	محمد اسلام بن عبد الحمید باغبیر دمکا	بہار
۴۳۲	۶	محمد زبیر بن عبد الرحمن چروتر بناس کانٹھا	گجرات
۴۳۳	۷	عبد الحفیظ بن عبد المجید طالع پور بناس کانٹھا	گجرات
۴۳۴	۸	سفیان بن عثمان مروپٹن	گجرات
۴۳۵	۹	مظہر الاسلام بن بدر الحسن بالاساتھ سیتامڑھی	بہار
۴۳۶	۱۰	محمد فطری بن عبد اللہ، بنگا، تھاہیلینڈ	تھاہیلینڈ
۴۳۷	۱۱	صادق بن علی دیولا جمبوسر بھروچ	گجرات
۴۳۸	۱۲	مناب بن محمد جیوا ولن کر جن بڑودہ	گجرات
۴۳۹	۱۳	ساجد بن یعقوب ٹیکاریہ بھروچ	گجرات
۴۴۰	۱۴	ارشاد احمد بن حافظ نسیم احمد بہرازاہد پور سیتامڑھی	بہار
۴۴۱	۱۵	زبیر بن ولی خانپور جمبوسر بھروچ	گجرات
۴۴۲	۱۶	اسحاق بن محمد اگرادار بھرکودرا جمبوسر بھروچ	گجرات
۴۴۳	۱۷	دلاور بن بشیر میاں مہلیج ماترکھیرا (آئند)	گجرات
۴۴۴	۱۸	غلام محمد بن موسیٰ یوسف ٹیل کرماڈ بھروچ	گجرات
۴۴۵	۱۹	اکبر بن موسیٰ محمد پرنچ بھروچ	گجرات
۴۴۶	۲۰	عبد الحق بن محمد حسین جمبوسر بھروچ	گجرات
۴۴۷	۲۱	رضوان بن عباس گلشن کولونی اندھیری ممبئی	مہاراشٹر
۴۴۸	۲۲	مشتاق بن یعقوب آچھود آمود بھروچ	گجرات

۴۴۹	۲۳	عبدالرؤف بن سلیمان کہان بھروچ	گجرات
۴۵۰	۲۴	ابراہیم بن موسیٰ سارود جمبوسر بھروچ	گجرات
۴۵۱	۲۵	ذاکر حسین بن علی دیولا جمبوسر بھروچ	گجرات
۴۵۲	۲۶	رفیق بن ابراہیم ولن کرجن بڑودہ	گجرات
۴۵۳	۲۷	یوسف بن محمد پگوٹھن بھروچ	گجرات
۴۵۴	۲۸	عرفان بن یوسف آچھود آمود بھروچ	گجرات
۴۵۵	۲۹	لقمان بن مولوی محمد حنیف بھلون پٹن	گجرات
۴۵۶	۳۰	محمد حنیف بن ابراہیم ستپون بھروچ	گجرات
۴۵۷	۳۱	امین بن غلام رسول بھلون پٹن	گجرات
۴۵۸	۳۲	ابراہیم بن اسماعیل خانپور جمبوسر بھروچ	گجرات
۴۵۹	۳۳	محمد جنید بن محمد طاہر بھلون پٹن	گجرات
۴۶۰	۳۴	افضل بن اسحاق بھڑکودرا جمبوسر بھروچ	گجرات
۴۶۱	۳۵	یلسین بن عثمان موگر آنند	گجرات
۴۶۲	۳۶	عنایت بن ایوب لندن برطانیہ	U.K
۴۶۳	۳۷	یلسین بن سلیمان باول جوری بناس کانٹھا	گجرات
۴۶۴	۳۸	سعید بن مولوی یوسف ولی رنوج مہسانہ	گجرات
۴۶۵	۳۹	امتیاز بن آدم بھوریا سورت	گجرات
۴۶۶	۴۰	عبدالباسط بن حبیب اللہ جام پورہ بناس کانٹھا	گجرات
۴۶۷	۴۱	عارف بن محمد بھلون پٹن	گجرات

۴۶۸	۴۲	صادق بن احمد کاوی جمبوسر بھروچ	گجرات
۴۶۹	۴۳	ہارون بن مولوی عبداللہ بھلون پٹن	گجرات
۴۷۰	۴۴	الطاف حسین بن انوار الحق دھنکول سینٹاڑھی	بہار

سند نمبر تعداد شعبان المعظم ۱۴۲۰ء مطابق نومبر ۱۹۹۹ء صوبہ

۴۷۱	۱	یوسف بن نور محمد کھانگی واڑ بھروچ	گجرات
۴۷۲	۲	محمد سعید بن مولوی اسماعیل خانپور جمبوسر بھروچ	گجرات
۴۷۳	۳	عامر بن عیسیٰ بھاگل بناس کانٹھا	گجرات
۴۷۴	۴	حفظ الرحمن بن مولانا عبدالحنان صاحب بالا ساتھ	بہار
۴۷۵	۵	لقمان حکیم بن حاجی عبداللہ ٹکاریہ بھروچ	گجرات
۴۷۶	۶	یاسر بن محمد میتا بناس کانٹھا	گجرات
۴۷۷	۷	سعید بن آدم ولن کر جن بڑودہ	گجرات
۴۷۸	۸	عمر بن زہیر شیخ	کینیڈا
۴۷۹	۹	اسحاق بن معین الدین بجیلی ارریہ	بہار
۴۸۰	۱۰	محمد یونس بن جان محمد نواواس بناس کانٹھا	گجرات
۴۸۱	۱۱	جاوید بن سلطان شاہ بھلون پٹن	گجرات
۴۸۲	۱۲	عبدالحمید بن نور محمد مانپور بناس کانٹھا	گجرات
۴۸۳	۱۳	الیاس بن حسن خانپور جمبوسر بھروچ	گجرات
۴۸۴	۱۴	عتیق الرحمن بن حبیب اللہ بھاگل جگانہ بناس کانٹھا	گجرات
۴۸۵	۱۵	الیاس بن آدم ولن کر جن بڑودہ	گجرات

۴۸۶	۱۶	احمد شریف بن داود بھلون پٹن	گجرات
۴۸۷	۱۷	عرفان بن اقبال فتح گڑھ بناس کانٹھا	گجرات
۴۸۸	۱۸	مشتاق بن محمد خانپور جمبوسر بھروچ	گجرات
۴۸۹	۱۹	محمد یونس بن عبدالرحیم وڈانی مہسانہ	گجرات
۴۹۰	۲۰	ذاکر بن عباس دیولا جمبوسر بھروچ	گجرات
۴۹۱	۲۱	عمران بن موسیٰ خانپور جمبوسر بھروچ	گجرات
۴۹۲	۲۲	ساجد بن ابراہیم کاوی جمبوسر بھروچ	گجرات
۴۹۳	۲۳	آصف بن زہیر شیخ	کینڈا
۴۹۴	۲۴	مجاہد بن اکبر بھلون پٹن	گجرات
۴۹۵	۲۵	سفیان بن مولوی سلیمان بھلون پٹن	گجرات
۴۹۶	۲۶	عبدالصمد بن مولوی یعقوب ولن کرجن بڑودہ	گجرات
۴۹۷	۲۷	انیس بن محمد جمبوسر بھروچ	گجرات
۴۹۸	۲۸	ہارون بن اقبال جمبوسر بھروچ	گجرات
۴۹۹	۲۹	ساجد بن یعقوب دیولا جمبوسر بھروچ	گجرات
۵۰۰	۳۰	سلیم بن گلاب شاہ بھلون پٹن	گجرات
۵۰۱	۳۱	اشرف بن یونس سارود، جمبوسر بھروچ	گجرات
۵۰۲	۳۲	شبیر بن اسماعیل ولن کرجن بڑودہ	گجرات
۵۰۳	۳۳	مولوی محمد الیاس بن مولوی ولی کڈوا شیرپور بھروچ	گجرات

سند نمبر تعداد شعبان المعظم ۱۴۲۱ مطابق نومبر ۲۰۰۰ء صوبہ

۵۰۴	۱	محمد ناصر بن ولی احمد منشی ٹیکاریہ بھروچ	گجرات
۵۰۵	۲	عمر فاروق بن عبدالرشید آدم مکڑم کاوی بھروچ	گجرات
۵۰۶	۳	امتیاز بن حافظ عثمان موسیٰ بھٹیا ولن کر جن بڑودہ	گجرات
۵۰۷	۴	ایوب اقبال بن عبداللہ استاد سارود جمبوسر بھروچ	گجرات
۵۰۸	۵	ارشاد بن عبداللہ داود ماکنوجیہ بھلون پٹن	گجرات
۵۰۹	۶	محمد ایوب بن عثمان شاہ پاچے گانوں احمدنگر	مہاراشٹر
۵۱۰	۷	غلام رسول بن یوسف سلیمان سماء کوٹڑا کچھ	گجرات
۵۱۱	۸	شریف احمد بن شرف الدین مدار گنج بھاگل پور	بہار
۵۱۲	۹	محمد رفیق بن عبدالکریم گوڈالا، فتح پور، داحود پنج محل	گجرات
۵۱۳	۱۰	مبارک بن اسماعیل یوسف گوگارھاڑ پور بھروچ	گجرات
۵۱۴	۱۱	ابوالکلام بن جمن شمس الدین مدار گنج بھاگلپور	بہار
۵۱۵	۱۲	خورشید بن پھول حسن عبدالرحیم شاہ بالاساتھ	بہار
۵۱۶	۱۳	عبدالسلام بن ولی محمد ٹیل، سندھی واڑا، بھروچ	گجرات
۵۱۷	۱۴	محمد عارف بن عبدالرحمن کھنٹی منوبر بھروچ	گجرات
۵۱۸	۱۵	محمد عارف بن محمد عمر ٹیل ستپون بھروچ	گجرات
۵۱۹	۱۶	سعید اکبر بن حبیب پلسانی وڈانی پٹن	گجرات
۵۲۰	۱۷	یونس بن اسماعیل محمد بالا آچھود آمود بھروچ	گجرات
۵۲۱	۱۸	یونس بن داود عمر جی اگرادارد ہیگام بھروچ	گجرات
۵۲۲	۱۹	سرفراز بن علی احمد بھگت دیولا جمبوسر بھروچ	گجرات

۵۲۳	۲۰	انس بن غلام رسول یوسف بوریا سیوانی پٹن	گجرات
۵۲۴	۲۱	ذاکر بن ابراہیم موسیٰ مالا کوٹھی بھروچ	گجرات
۵۲۵	۲۲	ثناء اللہ بن احمد اسماعیل لوٹیا ٹنکار یہ بھروچ	گجرات
۵۲۶	۲۳	ذاکر حسن بن حسن محمد باجی بھائی دیولا جمبوسر بھروچ	گجرات
۵۲۷	۲۴	عنایت بن احمد اسماعیل لوٹیا ٹنکار یہ بھروچ	گجرات
۵۲۸	۲۵	زبیر بن مولوی موسیٰ حسن بھائی جی خانپور بھروچ	گجرات
۵۲۹	۲۶	عادل اکبر بن نور محمد بادشاہ بھیلون پٹن	گجرات
۵۳۰	۲۷	محمد صادق بن ابراہیم اسماعیل چاٹریا منور بھروچ	گجرات

سند نمبر تعداد شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ مطابق نومبر ۲۰۰۱ء صوبہ

۵۳۱	۱	عطاء الرحمن بن عبد اللہ چودھری طالعپور ابناس کانٹھا	گجرات
۵۳۲	۲	محمد حنیف بن یوسف راوت بھوریا مہواسورت	گجرات
۵۳۳	۳	عارف بن عبدالقادر راوت استام نور ڈھل لنڈن	U.K
۵۳۴	۴	محمد سالم بن مولانا عمر ابراہیم مانسیہ بھیلون پٹن	گجرات
۵۳۵	۵	زکریا بن عبد الرشید ولی محمد ڈھوگا حسن پور بناس کانٹھا	گجرات
۵۳۶	۶	امجد بن مولانا محمد نور محمد مانسیہ بھیلون پٹن	گجرات
۵۳۷	۷	سلیم بن حاجی ولی محمد پٹیل دیولا جمبوسر بھروچ	گجرات
۵۳۸	۸	محمد الیاس بن حافظ اسماعیل پٹیل مچھاسرا آموڈ بھروچ	گجرات
۵۳۹	۹	عبداللطیف بن احمد موسیٰ بیٹر دیولا جمبوسر بھروچ	گجرات
۵۴۰	۱۰	احمد اللہ بن عبد اللہ محمد پٹیل منور بھروچ	گجرات

۵۴۱	۱۱	ثناء اللہ بن مولوی اسماعیل نورانی سوسائٹی بھروج	گجرات
۵۴۲	۱۲	محمد عمران بن مولانا ابو بکر غلام رسول نیدریہ بھیلون	گجرات
۵۴۳	۱۳	نعیم بن مولوی سلیمان متاداردیولا جمبوسر بھروج	گجرات
۵۴۴	۱۴	زکریا بن آدم محمد ماکڑا بھوریا مہوا سورت	گجرات
۵۴۵	۱۵	محمد نقیب الاسلام بن محمد ہارون صدیقی بالاساتھ	بہار
۵۴۶	۱۶	زبیر بن احمد ابراہیم ماسٹر وہرا سمنی واگرا بھروج	گجرات
۵۴۷	۱۷	الیاس بن حاجی غلام ولی دادا بھائی کرماڈ بھروج	گجرات
۵۴۸	۱۸	محمد طاہر بن مولانا آدم ناج محمد نیدریہ بھیلون پٹن	گجرات
۵۴۹	۱۹	ثناء اللہ بن حاجی داود بھوٹا ٹکاریہ بھروج	گجرات
۵۵۰	۲۰	اسلم بن ابراہیم نور محمد نوندولیہ وڈانی پٹن مہسانہ	گجرات
۵۵۱	۲۱	محمد حمزہ بن محمد عمر ڈھوکا امر پورا پٹن	گجرات
۵۵۲	۲۲	جاوید بن یونس اسماعیل اگھرا دار شیر پورہ بھروج	گجرات
۵۵۳	۲۳	عبدالرشید بن عبدالرزاق عبدالعزیز شیخ سلطان پور	دہلی
۵۵۴	۲۴	فاروق بن ابراہیم ولی ڈھوگی پٹیل اکھرا مود بھروج	گجرات
۵۵۵	۲۵	مصطفیٰ بن محمد داؤد مانسیہ بھیلون پٹن	گجرات
۵۵۶	۲۶	ذاکر بن ولی یوسف جھنگاری گورے گاؤں بمبئی	مہاراشٹر
۵۵۷	۲۷	عمر فاروق بن یوسف پانڈا ٹکاریہ بھروج	گجرات
۵۵۸	۲۸	عارف بن مولوی یوسف داس دیولا جمبوسر بھروج	گجرات
۵۵۹	۲۹	شعیب بن ایوب عبداللہ جھنگھرا الہ وڈانی پٹن	گجرات

۵۶۰	۳۰	اسحاق بن اسماعیل حسن گامڑیا ولن کرجن بڑودہ	گجرات
۵۶۱	۳۱	عبدالجبار بن محمد طاہر علی محمد جالاوڈانی پٹن	گجرات
۵۶۲	۳۲	سفیان بن عثمان دوس مانسیہ بھیلون پٹن	گجرات

سند نمبر تعداد شعبان المعظم ۱۴۲۳ھ مطابق اکتوبر ۲۰۰۲ء صوبہ

۵۶۳	۱	عبدالرشید بن مفتی محمد صاحب آچھود آمود بھروچ	گجرات
۵۶۴	۲	صفوان بن مولانا آدم آسامدی رسول پور پٹن	گجرات
۵۶۵	۳	یلین بن ابراہیم بن محمد چلا کر ماڈ بھروچ	گجرات
۵۶۶	۴	اسماعیل بن عبدالرحمن سمر، واکڈوڈ پٹن	گجرات
۵۶۷	۵	محمد نیاز بن مظفر حسین شیخ بالاساتھ نانپور سیتامڑھی	بہار
۵۶۸	۶	شمس الدین بن رستم علی انصاری عمران نگر واپی ولساڑ	گجرات
۵۶۹	۷	عبدالرحمن بن مولانا اسماعیل پٹیل آچھود بھروچ	گجرات
۵۷۰	۸	عاشق الہی بن محبوب عالم شیخ بالاساتھ سیتامڑھی	بہار
۵۷۱	۹	عمران بن و محمد اگلوریہ گلشن کالونی اندھیری بمبئی	مہاراشٹر
۵۷۲	۱۰	محمد بن سلیمان بخش ضلع نٹال پورٹ سپسٹن	افریقہ
۵۷۳	۱۱	نظام الدین بن عبدالرحیم پٹیل مولپور وڈنگر مہسانہ	گجرات
۵۷۴	۱۲	عبدالستار بن محمد شریف ماکنوجیہ وڈانی پٹن	گجرات
۵۷۵	۱۳	خالد بن احمد ملو، اکھر آمود بھروچ	گجرات
۵۷۶	۱۴	فاروق بن آدم بھگت ولن کرجن بڑودہ	گجرات
۵۷۷	۱۵	سلطان بن عثمان مرثے، وڈانی پٹن	گجرات

۵۷۸	۱۶	محمد بن ابراہیم اولاً ولن کرجن بڑودہ	گجرات
۵۷۹	۱۷	رفیق بن احمد کاٹھی ولن کرجن بڑودہ	گجرات
۵۸۰	۱۸	سرفراز بن عبداللہ کھورچیہ بھیلون پٹن	گجرات
۵۸۱	۱۹	عرفان بن محمد اروڈیہ بھیلون پٹن	گجرات
۵۸۲	۲۰	سہیل بن اکبر اروڈیہ بھیلون پٹن	گجرات

سند نمبر تعداد شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ مطابق اکتوبر ۲۰۰۳ء صوبہ

۵۸۳	۱	اکرام الحق بن حافظ ابراہیم واگرا والا پارکھیت بھروچ	گجرات
۵۸۴	۲	پٹیل مقصود بن احمد عمر (کاوی) باپو نگر سورت	گجرات
۵۸۵	۳	عمران بن یوسف بھائی شیخ کپڑونج کھیڑا آئند	گجرات
۵۸۶	۴	شاہ نواز بن داود علی ہزاری منوبر بھروچ	گجرات
۵۸۷	۵	خالد بن عبدالغفور ولی میمن سدھپور پٹن	گجرات
۵۸۸	۶	سیف اللہ محبوب عبداللہ جونکیہ بادر پورا بناس کانٹھا	گجرات
۵۸۹	۷	الطاف حسین بن موسیٰ انکلیشور یا ہنگلوٹ بھروچ	گجرات
۵۹۰	۸	جاوید بن عبدالرحمن ناج محمد کرڈیا وڈانی پٹن	گجرات
۵۹۱	۹	عرفان بن مولانا شریف عبدالخالق چودھری کالیڈا	گجرات
۵۹۲	۱۰	سلیم بن یوسف حاجی عبداللہ حجرا اکھولا بڑودہ	گجرات
۵۹۳	۱۱	محمد لطیف بن صادق احمد پٹیل بھڑکودرا بھروچ	گجرات
۵۹۴	۱۲	سالم بن سلیمان کریمہ جونکیہ بادر پورا بناس کانٹھا	گجرات
۵۹۵	۱۳	عمران بن مولانا عباس آدم سیلیا گٹھامن بناس کانٹھا	گجرات

۵۹۶	۱۴	نعمت اللہ بن عبدالرزاق چودھری کرنا لہ بناس کانٹھا	گجرات
۵۹۷	۱۵	محمد حنیف بن مولانا ابراہیم للود یولا بھروج	گجرات
۵۹۸	۱۶	عبدالقیوم بن اسماعیل محمد جگرانا امر پوراپٹن	گجرات
۵۹۹	۱۷	جاوید بن ایوب علی محمد لوڑیا، وڈانی پٹن	گجرات
۶۰۰	۱۸	سعید بن احمد موسیٰ افین والا ولن کرجن بڑودہ	گجرات
۶۰۱	۱۹	عنایت اللہ بن عبدالرحمن حبیب اللہ امر پوراپٹن	گجرات
۶۰۲	۲۰	سراج بن احمد ولی بیرا، ولن، کرجن، بڑودہ	گجرات
۶۰۳	۲۱	محمد بشیر الدین بن اسلام نصیر الدین جامتاڑا	بہار
۶۰۴	۲۲	اسحاق بن احمد ولی بیرا، ولن، کرجن بڑودہ	گجرات
۶۰۵	۲۳	حفیظ الرحمن بن مولانا حبیب الرحمن کالیڑا بناس کانٹھا	گجرات
۶۰۶	۲۴	رفیق بن اقبال عبداللہ استاذ سارود جمبوسر بھروج	گجرات
۶۰۷	۲۵	مناف بن مولانا حبیب الرحمن متادار کراماڈ بھروج	گجرات
۶۰۸	۲۶	عنایت اللہ بن عبدالرحمن سلیمان داود امر پوراپٹن	گجرات
۶۰۹	۲۷	ہدایت اللہ احمد عبدالرحیم ڈھکا گودیال بناس کانٹھا	گجرات
۶۱۰	۲۸	لقمان بن عثمان راج محمد مویشے وڈانی پٹن	گجرات
۶۱۱	۲۹	الیاس بن احمد عبداللہ شیرا، وڈگا م بناس کانٹھا	گجرات
۶۱۲	۳۰	محمد صادق بن محبوب مسلم شیخ بالاساتھ سیتا مڑھی	بہار
۶۱۳	۳۱	نور محمد بن آدم حاجی ابراہیم ولن کرجن بڑودہ	گجرات
۶۱۴	۳۲	غنی عنایت اللہ بن علی آدم آچھود آمود بھروج	گجرات

۶۱۵	۳۳	عطاء اللہ بن احمد علی مہر لوری اوڈانی پٹن	گجرات
۶۱۶	۳۴	محمد حنیف بن اسماعیل ولی گھور دھن خانپور بھروچ	گجرات
۶۱۷	۳۵	ساجد بن ولی حاجی احمد چٹائی ولن کرجن بڑودہ	گجرات
۶۱۸	۳۶	اکرام الحق بن عبدالحق محمد راجا منوبر بھروچ	گجرات
۶۱۹	۳۷	شعیب بن ابراہیم موسیٰ ٹیل، بہار کالونی بڑودہ	گجرات
۶۲۰	۳۸	پٹیل شعیب بن آدم ولی مہودھلا بھروچ	گجرات
۶۲۱	۳۹	عبدالرشید بن مولانا صادق بھائی جی خانپور بھروچ	گجرات
۶۲۲	۴۰	سعید بن آدم موسیٰ بھٹا سارود جمبوسر بھروچ	گجرات
۶۲۳	۴۱	ہارون بن یعقوب عمر جی کھڑکی والا سیگو بھروچ	گجرات
۶۲۴	۴۲	عزیز الرحمن بن مولانا محمد پٹیل پٹھان واڑی بمبئی	مہاراشٹر

سند نمبر تعداد شعبان المعظم ۱۴۲۵ھ مطابق اکتوبر ۲۰۰۴ء صوبہ

۶۲۵	۱	کدوا عبدالحفیظ ماسٹر اسماعیل آچھود آمود بھروچ	گجرات
۶۲۶	۲	شیخ محمد نظام الدین اسرار احمد بالاساتھ سیتا مڑھی	بہار
۶۲۷	۳	سید یوسف علی یونس علی سندر اوای پٹلاڈ، آنند	گجرات
۶۲۸	۴	قاسم الیاس ولی بھائی رنوج پٹن	گجرات
۶۲۹	۵	حنیف صدیق عشی کانی ویرا اول جونا گڈھ	گجرات
۶۳۰	۶	پٹیل ثناء اللہ عبدالرشید (ٹیکاریہ) برمنگھم پیر بار	U.K
۶۳۱	۷	ماکونجیہ ارشاد اسماعیل سموڈ اپٹن	گجرات
۶۳۲	۸	ماکونجیہ افضل عبدالرحیم بھائی، سموڈ اپٹن	گجرات

۶۳۳	۹	مصطفیٰ عبدالرحیم کرڈیا وڈانی پٹن	گجرات
۶۳۴	۱۰	نظام الدین اسماعیل گولی مولیپور وڈگام مہسانہ	گجرات
۶۳۵	۱۱	بلین حبیب اللہ راج پورہ مومنواس بناس کانٹھا	گجرات
۶۳۶	۱۲	حارث محمد حسین جنکیہ بادر پورا بناس کانٹھا	گجرات
۶۳۷	۱۳	الیاس ایوب پڈانی آچھود آمود بھروچ	گجرات
۶۳۸	۱۴	عارف عثمان ناندولیا کوٹھا پٹن	گجرات
۶۳۹	۱۵	پٹیل محسن خالد خانپورہ جمبوسر بھروچ	گجرات
۶۴۰	۱۶	انصاری سراج داود ٹاڑا بہال کرمانٹاڑ جام تاڑا	جھارکھنڈ
۶۴۱	۱۷	محمد عبدالرزاق عبدالجبار شاہ کھومیدوک امپھال	منی پور
۶۴۲	۱۸	محمد طیب علی محمد کھتری کھاوڈا بھوچ کچھ	گجرات
۶۴۳	۱۹	محمد امین مولوی ابراہیم آچھودی آمود بھروچ	گجرات
۶۴۴	۲۰	مناف حافظ حسن علی دشو آچھود آمود بھروچ	گجرات
۶۴۵	۲۱	محمد شعیب مولانا انور بھائی لوڈھانو پور ساہر کانٹھا	گجرات
۶۴۶	۲۲	چارولیار شد عباس بھائی کھلی سدھپور پٹن	گجرات
۶۴۷	۲۳	انتیاز اسماعیل مانسیہ لاکھڈپ پٹن	گجرات
۶۴۸	۲۴	یونس موسیٰ ہٹلر جھگار بھروچ	گجرات
۶۴۹	۲۵	ٹیلر محمد عرفان بن سلیمان آچھود آمود بھروچ	گجرات

سند نمبر تعداد شعبان المعظم ۱۴۲۶ھ ستمبر مطابق ۲۰۰۵ء صوبہ

۶۵۰	۱	محمد عمران بن اقبال حسن ماسٹر آمود بھروچ	گجرات
-----	---	--	-------

۶۵۱	۲	طاہر بن ابراہیم حیٹ ٹنکاریہ بھروج	گجرات
۶۵۲	۳	رشید بن ابراہیم ٹیل منوبر بھروج	گجرات
۶۵۳	۴	عرفان بن محمد یعقوب بھیم ٹنکاریہ بھروج	گجرات
۶۵۴	۵	امتیاز بن عبد اللہ ماکنوجیہ سموڈا پٹن	گجرات
۶۵۵	۶	محمد یوسف الملی ٹنکاریہ بھروج	گجرات
۶۵۶	۷	اکرام الحق بن مولانا عبد اللہ حیٹ ٹنکاریہ بھروج	گجرات
۶۵۷	۸	عمران بن اسماعیل کڈوا آچھوڈا آمود بھروج	گجرات
۶۵۸	۹	عنایت اللہ بن احمد دھوٹا مجات پور بناس کانٹھا	گجرات
۶۵۹	۱۰	عرفان بن محمد ٹیل (نشی) بھروج	گجرات
۶۶۰	۱۱	محمد بیر بن عبد العزیز چودھری کالیڈا بناس کانٹھا	گجرات
۶۶۱	۱۲	محمد رفیق بن عبد الرحیم راجپورہ مومن پورہ بناس کانٹھا	گجرات
۶۶۲	۱۳	عبد الرحمن بن مولانا ابراہیم صاحب خانپور جمبوسر	گجرات
۶۶۳	۱۴	راشد بن عمر سنسرا بھیلون پٹن	گجرات
۶۶۴	۱۵	اسحاق بن مولانا ابراہیم امبی خانپور جمبوسر بھروج	گجرات
۶۶۵	۱۶	سلمان بن احمد ٹیل گکوٹھن بھروج	گجرات
۶۶۶	۱۷	عمران بن علی ٹیل دھنیاوی بڑودہ	گجرات
۶۶۷	۱۸	لقمان بن مولانا ابراہیم صاحب خانپور بھروج	گجرات
۶۶۸	۱۹	عبد الماجد بن اجیر الدین راہی نیٹولیا کھگڑیا	بہار
۶۶۹	۲۰	محمد رفیق بن فقیر محمد میمن مینا بناس کانٹھا	گجرات

۶۷۰	۲۱	محمد طیب بن حنیف جو نکیہ بادر پورہ بناس کانٹھا	گجرات
۶۷۱	۲۲	ساجد بن مولانا موسیٰ گوٹاری ٹنکاری بندر بھروج	گجرات
۶۷۲	۲۳	زبیر بن محمد ٹیل (باردان والا) آچھوڈا موڈ بھروج	گجرات
۶۷۳	۲۴	محمد رفیق بن اسماعیل جو نکیہ بادر پورہ بناس کانٹھا	گجرات
۶۷۴	۲۵	عبدالرحمن بن محمد جی اے جا انجار کچھ	گجرات
۶۷۵	۲۶	مناف بن یوسف گوٹھا کہان بھروج	گجرات
۶۷۶	۲۷	یاسر بن ایوب بھورنیہ بھیلون پٹن	گجرات
۶۷۷	۲۸	محمد صادق بن عبدالرحمن پر بڑیہ طالعپور بناس کانٹھا	گجرات
۶۷۸	۲۹	محمد ہارون بن عمر کھلی مولی پور وڈگام مہسانہ	گجرات
۶۷۹	۳۰	سہیل بن عبدالستار مانسیہ چڑوتر بناس کانٹھا	گجرات
۶۸۰	۳۱	یحییٰ بن مولانا احمد مونا دیولا جمبوسر بھروج	گجرات
۶۸۱	۳۲	شعیب بن یوسف ٹیل مہودھلا بھروج	گجرات
۶۸۲	۳۳	محمد حنیف بن یوسف بھلارنوج پٹن	گجرات
۶۸۳	۳۴	محمد ارشاد بن یاسین مادھیہ بھیلون پٹن	گجرات
۶۸۴	۳۵	مبارک بن ابراہیم ٹیل دھنیاوی بڑودہ	گجرات
۶۸۵	۳۶	محمد منہاج بن مولانا مظاہر حسن پور نی بھاگل پور	بہار

سند نمبر تعداد شعبان المعظم ۱۴۲۷ھ مطابق ستمبر ۲۰۰۶ء صوبہ

۶۸۶	۱	عبدالرحمن بن ابراہیم باریوالا کراماڈ بھروج	گجرات
۶۸۷	۲	رشید بن احمد اسماعیل بھڑکودرا جمبوسر بھروج	گجرات

۶۸۸	۳	عبدالرحمن بن محمد ولی پارکھیتی بھروچ	گجرات
۶۸۹	۴	محمد اشرف بن یعقوب ٹیکریا بھڑکودرا جمبوسر بھروچ	گجرات
۶۹۰	۵	زبیر بن آدم کوہادیا ولن کرجن بڑودہ	گجرات
۶۹۱	۶	سجاد حسین بن نسیم شیخ بہرہ از اہد پور سینٹا مڑھی	بہار
۶۹۲	۷	مشتاق ابن حسین عیسیٰ کافی سیڈوکر جونا گڈھ	گجرات
۶۹۳	۸	لقمان ابن علی بھانجی پرنبھی بھروچ	گجرات
۶۹۴	۹	عرفان بن یعقوب بھگت ولن کرجن بڑودہ	گجرات
۶۹۵	۱۰	مرید یاصدق بن سلیمان اسلام پور بناس کانٹھا	گجرات
۶۹۶	۱۱	عبداللطیف ابن محمد عمر بھائی مانسیا چروتر بناس کانٹھا	گجرات
۶۹۷	۱۲	محمد بن عبدالغفور کھور جیانیدرا پٹن	گجرات
۶۹۸	۱۳	رضوان بن محمد ابراہیم موٹا، بھروچ گجرات	گجرات
۶۹۹	۱۴	یاسر بن اسماعیل جمال مور یارنوج پاٹن	گجرات
۷۰۰	۱۵	مستقیم ابن عمران داود امرپورا پٹن	گجرات
۷۰۱	۱۶	محمد یوسف ابن عباس انصاری پٹھ بہتر اجماتر	جھارکھنڈ
۷۰۲	۱۷	شبیر احمد ابن عبداللطیف چودھری کالیرا بناس کانٹھا	گجرات
۷۰۳	۱۸	عاشق حسین ابن غلام نبی ملک ملانو، ڈوڈا، جموں	جمو کشمیر
۷۰۴	۱۹	پٹیل شبیر ابن ابراہیم عیسیٰ دیولا جمبوسر بھروچ	گجرات
۷۰۵	۲۰	فضل الرحمن بن یوسف مرید یاسیمودرا بناس کانٹھا	گجرات
۷۰۶	۲۱	پٹیل ثناء اللہ بن آدم پارکھیت بھروچ	گجرات

۷۰۷	۲۲	چٹی عمران بن اسماعیل احمد وانتر سا بھروچ	گجرات
۷۰۸	۲۳	شرف الدین بن عثمان ڈھکا کالیڈا بناس کاٹھا	گجرات
۷۰۹	۲۴	عرفان بن موسیٰ آدم پٹیل ہنگلوٹ بھروچ	گجرات
۷۱۰	۲۵	محبوب بن عبدالقیوم ماچھلیا امر پورا پٹن	گجرات
۷۱۱	۲۶	افضل بن ابراہیم علی پٹیل آچھودا آمود بھروچ	گجرات
۷۱۲	۲۷	سندھی عرفان بن سلیم عمرو پٹن	گجرات
۷۱۳	۲۸	ساجد بن عبدالرشید وھورا ، آند	گجرات
۷۱۴	۲۹	فیض الدین بن مولوی مبارک علی قاضی اکھر بھروچ	گجرات
۷۱۵	۳۰	آصف بن احمد موسیٰ گوردھن نکاریہ بھروچ	گجرات
۷۱۶	۳۱	محمد اشفاق بن عمران داود امر پورا پٹن	گجرات
۷۱۷	۳۲	حبیب الرحمن بن عبدالعزیز پٹیل کولونا بھروچ	گجرات
۷۱۸	۳۳	شیر سیامزل ابن عبداللہ جوڈھپور راجکوٹ	گجرات
۷۱۹	۳۴	عمار بن اسماعیل کھور جیا بھیلون پٹن	گجرات

سند نمبر تعداد شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ مطابق اگست ۲۰۰۷ء صوبہ

۷۲۰	۱	سہیل بن شوکت بن مولانا داود مالچی (کنٹھاریہ)	U.K
۷۲۱	۲	ضیاء اللہ بن مولانا کلیم اللہ ڈرہار سہرسا	بہار
۷۲۲	۳	وسیم بن محمد شریف بن عبدالغنی شیخ کپڑونج کھیڑا	گجرات
۷۲۳	۴	جاوید بن مقبول بن عبدالغنی بٹ مرضی گنڈ بارہ مولہ	کشمیر
۷۲۴	۵	رضاء الدین بن محمد ہاشم نیاڈیہ سیتا مڑھی	بہار

۷۲۵	۶	الطاف بن حافظ علی بن عیسیٰ نیری والا ستون بھروج	گجرات
۷۲۶	۷	شعیب بن مولانا یعقوب کوڑھیا، ٹکاریہ بھروج	گجرات
۷۲۷	۸	عمران بن سلیمان کورو الیا اسلامپور بناس کانٹھا	گجرات
۷۲۸	۹	احمد بن محمد داود مانسیہ بھیلو پٹن (بمبئی جوگیشوری)	گجرات
۷۲۹	۱۰	اقبال بن یونس داود جھنگاریہ بمبوسر بھروج	گجرات
۷۳۰	۱۱	نور محمد بن عبداللہ بن یوسف سفری آچھود بھروج	گجرات
۷۳۱	۱۲	عمار بن سراج بن مولانا داود مالجی لندن	U.K
۷۳۲	۱۳	طلحہ بن مہر الدین بن عبدالغفور انصاری بھڑا جانتارا	جھارکھنڈ
۷۳۳	۱۴	سہیل بن مولانا عبداللہ احمد جیٹ ٹکاریہ بھروج	گجرات
۷۳۴	۱۵	ظفر اللہ بن حافظ عبدالستار پٹیل دیولا جبوسر بھروج	گجرات
۷۳۵	۱۶	فاروق بن مشتاق بن احمد منشی کہان بھروج	گجرات
۷۳۶	۱۷	نجم الدین آدم بن داود ڈھوکا کالیڈا بناس کانٹھا	گجرات
۷۳۷	۱۸	زبیر بن اسماعیل بن ولی پٹیل آچھود آمود بھروج	گجرات
۷۳۸	۱۹	زبیر بن یعقوب بن محمد اگڑہنگلوٹ بھروج	گجرات
۷۳۹	۲۰	عمران بن یعقوب بن رسول ستاویارونج پٹن	گجرات

سند نمبر تعداد شعبان المعظم ۱۴۲۹ھ مطابق اگست ۲۰۰۸ء صوبہ

۷۴۰	۱	غلام محمد حاجی یعقوب علی پٹیل وستی کھنڈالی بھروج	گجرات
۷۴۱	۲	پٹیل سرفراز بن محمد سلادرا واگرہ بھروج	گجرات
۷۴۲	۳	عنایت اللہ بن محمد یوسف ویسنگر مہسانہ	گجرات

۷۴۳	۴	اشرف یوسف محمد کو لی سارود جمبوسر بھروچ	گجرات
۷۴۴	۵	مولوی محمد اسید بن محمد انیس بڑودہ شہر	گجرات
۷۴۵	۶	سیف الحق عبدالرحیم ولی محمد سنسرا کالیڈہ بناس کانٹھا	گجرات
۷۴۶	۷	پٹیل امتیاز نذیر یعقوب کدوجی دیولا جمبوسر بھروچ	گجرات
۷۴۷	۸	شاہد محمود سلیمان لوریادانی پٹن	گجرات
۷۴۸	۹	فیاض عبدالسلام یوسف لوریاسیوانی سیدھ پور پٹن	گجرات
۷۴۹	۱۰	زاہد غلام محمد علی محمد کڑیوال چاٹاواڈا سیدھ پور پٹن	گجرات
۷۵۰	۱۱	پٹیل عارف ایوب سلیمان مہودھلا بھروچ	گجرات
۷۵۱	۱۲	طلحہ مولوی ابوبکر عبدالرحیم بورنیہ مونا پٹن	گجرات
۷۵۲	۱۳	لقمان عبداللہ سلیم موسیٰ، مولی پوروڈنگر مہسانہ	گجرات
۷۵۳	۱۴	سما اسلام الدین ابن عبداللہ کیلنی شیو، باڈمیر	راجستھان
۷۵۴	۱۵	پٹیل مسعود اسماعیل محمد اکھر آمود بھروچ	گجرات
۷۵۵	۱۶	پٹیل طلحہ قاری محمد اقبال ابراہیم نندیوار بھروچ	گجرات
۷۵۶	۱۷	محمد اشرف عبدالحمید علی سنسرا چانگا وڈگام بناس کانٹھا	گجرات
۷۵۷	۱۸	محمد جابر عبدالجبار علی جوڑکیہ بادرپور بناس کانٹھا	گجرات
۷۵۸	۱۹	ڈھوکا محمد صابر عبدالحمید کالیڈہ وڈگام بناس کانٹھا	گجرات
۷۵۹	۲۰	ابراہیم الحق بن بدر عالم حبیب اللہ سیدھنی وڈگام	گجرات
۷۶۰	۲۱	محمد احسان عبدالرحمن ڈھوکا کالیڈہ وڈگام بناس کانٹھا	گجرات
۷۶۱	۲۲	سہیل بن عبدالعزیز داود سیدھنی وڈگام بناس کانٹھا	گجرات

۷۶۲	۲۳	محمد عارف احمد داود چودھری کرنا لہ وڈ گام بناس کانٹھا	گجرات
۷۶۳	۲۴	پٹیل ابراہیم سلیمان پالنج بھروچ	گجرات
۷۶۴	۲۵	فہد بن یونس عبدالرحیم ماکڑو جیا شیچو روڈ نگر مہسانہ	گجرات
۷۶۵	۲۶	انیس الدین بن اکبر علی ملا لخی پور دیمند ہر برکنہ	-
۷۶۶	۲۷	پٹیل سہیل ابراہیم مہودھلا بھروچ	گجرات

سند نمبر تعداد شعبان المعظم ۱۴۳۰ھ مطابق اگست ۲۰۰۹ء صوبہ

۷۶۷	۱	عمران بن عبدالرحمن شیخ آشی پرتور	مہاراشٹر
۷۶۸	۲	پٹیل زبیر بن یونس پرنج بھروچ	گجرات
۷۶۹	۳	پٹیل حنیف بن احمد آمود بھروچ	گجرات
۷۷۰	۴	شیخ توصیف بن عبدالقادر کپڑونج کھیڑا آنند	گجرات
۷۷۱	۵	ماڈھیہ لہ بن یونس مجادر وڈ گام بناس کانٹھا	گجرات
۷۷۲	۶	منشی عبید اللہ بن امتیاز ٹنکاریہ بھروچ	گجرات
۷۷۳	۷	شیخ محمد ارشاد بن عبدالقدوس میراروڈ	مہاراشٹر
۷۷۴	۸	پٹیل محمد آصف بن اقبال ڈھوبی تلاو بھروچ	گجرات
۷۷۵	۹	داوڈہ اسحاق بن عبداللہ مولی پور وڈ نگر	گجرات
۷۷۶	۱۰	خورجیہ محمد بن امین نیدرا سیدھ پور	گجرات
۷۷۷	۱۱	پٹیل محمد صادق بن غلام محمد ٹنکاریہ بھروچ	گجرات
۷۷۸	۱۲	پٹیل محمد سہیل بن محمد ملاد ایست ممبئی	مہاراشٹر
۷۷۹	۱۳	کھلی صادق بن عبداللہ مولی پور وڈ نگر	گجرات

گجرات	صوفی لقمان بن محمد رفیق پرنچ بھروچ	۱۴	۷۸۰
جھارکھنڈ	انصاری محمد آصف بن افضل اسلامپور بشن غده	۱۵	۷۸۱
گجرات	مریڈیہ صفوان بن احمد بھاگل پٹن پالن پور	۱۶	۷۸۲
گجرات	انصاری مسیح الدین بن معین الدین احمد آباد	۱۷	۷۸۳
بہار	شیخ عبدا لصبور بن عبدالمنان دو مگر اعظم نگر	۱۸	۷۸۴
گجرات	مولوی عبدالرشید بن احمد آمودی بھروچ	۱۹	۷۸۵
گجرات	سالوں بلال بن عبدالحمید مولی پور وڈنگر	۲۰	۷۸۶
گجرات	پٹیل محمد طاہر بن غلام محمد ولی آمود بھروچ	۲۱	۷۸۷
گجرات	ارودیہ اشفاق بن عبداللہ بھیلون پٹن	۲۲	۷۸۸
گجرات	ماکوجیہ عبدالاحد بن احمد شیخ پور وڈنگر	۲۳	۷۸۹
گجرات	پٹیل محمد طلحہ بن ہارون بھروچ	۲۴	۷۹۰
گجرات	سورتی حسین احمد بن محمد حسین بھروچ	۲۵	۷۹۱
U.K	مالچی محمد الیاس بن شوکت ہیکنی لنڈن	۲۶	۷۹۲
گجرات	پٹیل عمران بن یعقوب واگرا بھروچ	۲۷	۷۹۳
بہار	شیخ محمد رفیق بن عبدالعزیز بنیادیہ سنہولا	۲۸	۷۹۴
گجرات	پٹیل محسن بن محمد حسین کاوی جمبوسر بھروچ	۲۹	۷۹۵
گجرات	پٹنی مستقیم بن ابراہیم مولی پور وڈنگر	۳۰	۷۹۶
گجرات	چوری بلال بن احمد موسی ٹنکاریہ بھروچ	۳۱	۷۹۷
گجرات	موشے محسن بن عبداللہ ودانی پٹن	۳۲	۷۹۸

بہار	انصاری محمد بلال بن مولانا سہراب پتھر اجامتارا	۳۳	۷۹۹
راجستھان	جامسما طالب بن محمد خنی کیلنی شیو	۳۴	۸۰۰
مہاراشٹر	پٹیل احمد فرحان بن محمد ملاد ایسٹ بمبئی	۳۵	۸۰۱
گجرات	ڈو کہ عمار بن یاسین کالیڈہ وڈگام	۳۶	۸۰۲
گجرات	چودھری ثوبان بن ارشد کالیڈہ وڈگام	۳۷	۸۰۳
گجرات	بادشاہ عمران بن ابراہیم اکھر آمود بھروچ	۳۸	۸۰۴
گجرات	چھٹی جاوید بن ولی ون کرن	۳۹	۸۰۵
گجرات	نیدر یا محمد توفیق بن محمود نیرہ سیدھ پور	۴۰	۸۰۶
گجرات	لکڑا فاروق بن ولی ون کرن بڑودہ	۴۱	۸۰۷

سند نمبر تعداد شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ مطابق جولائی ۲۰۱۰ء صوبہ

گجرات	پٹیل نعمان بن یونس منوبر بھروچ	۱	۸۰۸
گجرات	ملا تو صیف بن عبدالرحیم بھروچ	۲	۸۰۹
گجرات	بھگت شعیب بن صادق تنکاری بندر جمبوسر بھروچ	۳	۸۱۰
گجرات	محمد بن عمر بن عبداللہ خورجیہ بھیلون پٹن	۴	۸۱۱
گجرات	واجاجاوید بن عبداللہ دشان بھروچ	۵	۸۱۲
گجرات	منہاج الدین بن علی لوڑیا پارکھیت بھروچ	۶	۸۱۳
گجرات	اسامہ بن قاری ہارون بھاگڑ کا کوتی سیدھ پور پٹن	۷	۸۱۴
گجرات	جاوید بن مولوی یونس بن اسماعیل بمبوسر بھروچ	۸	۸۱۵
گجرات	کولالا انعمان بن عبداللہ دیولا جمبوسر بھروچ	۹	۸۱۶

۸۱۷	۱۰	عبدالخالق بن اسماعیل بن محمد پارکھیت بھروچ	گجرات
۸۱۸	۱۱	محمد شریف بن مہر الدین جیتراہر فلودی جودھپور	راجستھان
۸۱۹	۱۲	سعید بن عثمان خان کشنپورہ پوکھر جیسلمیر	راجستھان
۸۲۰	۱۳	محسن بن مشتاق ماکنوجیہر جوسناوڈ گام بناس کانٹھا	گجرات
۸۲۱	۱۴	عبدالماجد بن عبدالغفور میمن کاکوسی سیدھ پور	گجرات
۸۲۲	۱۵	محمد صادق بن عبدالمجید مولپور وڈ گام بناس کانٹھا	گجرات
۸۲۳	۱۶	ہاشم بن عبدالحلیل بن محمد مرید یا سیمودرا پالن پور	گجرات
۸۲۴	۱۷	رشید احمد بن سلیم خان پٹھان رادھنپور پٹن	گجرات
۸۲۵	۱۸	احمد بن الیاس بن داود خورجیہ بھیلون پٹن	گجرات
۸۲۶	۱۹	محمد سعد بن عبدالاحد بن غلام نبی کھیرا آنند	گجرات
۸۲۷	۲۰	سید عبدالرحمن بن محسن میاں بھروچ مسلم سوسائٹی	گجرات
۸۲۸	۲۱	مالجی زبیر بن ایوب ھینکنی لنڈن	U.K
۸۲۹	۲۲	محمد بن یعقوب بن علی دسوسار وڈ جمبوسر بھروچ	گجرات
۸۳۰	۲۳	پٹیل لقمان بن الیاس بھروچ	گجرات
۸۳۱	۲۴	محمد طلحہ بن ابراہیم منوبر بھروچ	گجرات
۸۳۲	۲۵	محمد آصف بن عبداللہ وڈ یا بھانکھری دانتا بناس کانٹھا	گجرات
۸۳۳	۲۶	فاروق بن ابراہیم راجپورہ مومن واس وڈ گام	گجرات
۸۳۴	۲۷	پٹیل سہیل بن احمد حسین یوسف آچھوڈا مود بھروچ	گجرات
۸۳۵	۲۸	پٹیل اکرام بن غلام احمد ٹنکاریہ بھروچ	گجرات

۸۳۶	۲۹	درویش سہیل بن موسیٰ ولن کر جن بڑودہ	گجرات
۸۳۷	۳۰	پٹیل محمد عیاض بن عبدالرحمن بن اسماعیل منور بھروچ	گجرات
۸۳۸	۳۱	انتیاز بن اسماعیل بن غلام رسول چارولہ رنوج پٹن	گجرات
۸۳۹	۳۲	محمد رضوان بن مولوی محمد یونس بھروچ	گجرات
۸۴۰	۳۳	دسوحسین بن مولانا ذریاحمد بھروچ (سارودی)	گجرات
۸۴۱	۳۴	مستقیم بن رحمۃ اللہ چودھری کرناہ وڈگام بناس کاٹھا	گجرات

سند نمبر تعداد شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ مطابق جولائی ۲۰۱۱ء صوبہ

۸۴۲	۱	محمد بن مولانا اسماعیل پٹیل آچھودی بھروچ	گجرات
۸۴۳	۲	ثمیر بن شبیر شیخ قصاب خیرہ خلد آباد اورنگ آباد	مہاراشٹر
۸۴۴	۳	ذاکر بن آدم ٹیلر پارکھیت بھروچ	گجرات
۸۴۵	۴	جنید بن محمد ملبورہ جوگیشوری بمبئی	مہاراشٹر
۸۴۶	۵	اسرائیل بن یوسف داگلیا رنوج پٹن	گجرات
۸۴۷	۶	شعیب بن حسن پٹیل آچھود آمود بھروچ	گجرات
۸۴۸	۷	پٹیل رضوان بن اسماعیل دیولا جمبوسر بھروچ	گجرات
۸۴۹	۸	محمد انیس بن مولانا ابراہیم کوچی آچھود آمود بھروچ	گجرات
۸۵۰	۹	عرفان بن ابراہیم متاداروتی کھنڈالی واگرا بھروچ	گجرات
۸۵۱	۱۰	محمد شعیب بن یوسف پٹیل پکوٹھن بھروچ	گجرات
۸۵۲	۱۱	محمد اشفاق بن عباس صالح ودانی پٹن	گجرات
۸۵۳	۱۲	عرفان بن عمر ممدو، رنوج پٹن	گجرات

۸۵۴	۱۳	ناصر الدین بن صدیق ساجی رنوج پٹن	گجرات
۸۵۵	۱۴	عبدالباسط بن عبدالحکیم چودھری مہکو پور خیر الوہسانہ	گجرات
۸۵۶	۱۵	محمد طلحہ بن عبدالصمد سنسرا سیدھور پٹن	گجرات
۸۵۷	۱۶	زبیر حاجی حسین اڈی گودھرا پنچ محال	گجرات
۸۵۸	۱۷	مبین مصطفیٰ جعفر الاتینی واڈا وڈگام بناس کانٹھا	گجرات
۸۵۹	۱۸	صائم بن محمد شفیع سنسرا دیندرول سیدھور پٹن	گجرات
۸۶۰	۱۹	عبداللہ بن عبدالرحمن شیر و بلون پٹن	گجرات
۸۶۱	۲۰	محمد سہیل بن عبدالمجید سانپاٹنکار یہ بھروچ	گجرات
۸۶۲	۲۱	یعقوب بن ابراہیم امبھی خانپور جمبوسر بھروچ	گجرات
۸۶۳	۲۲	پٹیل اکرام بن یعقوب مہودھلا بھروچ	گجرات
۸۶۴	۲۳	محمد امین بن حسن دسوا چھود آمود بھروچ	گجرات
۸۶۵	۲۴	محمد سعید بن عبدالرب جام ساگدیسر باڑمیر	راجستھان
۸۶۶	۲۵	محمد شمشیر عالم بہار الدین انصاری نواڈیہ دمکا	بہار
۸۶۷	۲۶	زبیر یونس پٹیل بھروچ	گجرات
۸۶۸	۲۷	محمد اکرام بن حفظ الرحمن چودھری بھاگل پالن پور	گجرات
۸۶۹	۲۸	شعیب بن اقبال دریگ ٹنکار یہ بھروچ	گجرات
۸۷۰	۲۹	احسام بن شیر کیری ٹنکار یہ بھروچ	گجرات
۸۷۱	۳۰	ندیم یعقوب بھائی سارود جمبوسر بھروچ	گجرات
۸۷۲	۳۱	سفیان بن عبدالرشید کاتلج بھروچ	گجرات

۸۷۳	۳۲	ذکوان بن طیب بر بدیا کر نالہ وڈ گام بناس کاٹھا	گجرات
۸۷۴	۳۳	محمد عرفان بن اسماعیل ٹیل بھروچ	گجرات
۸۷۵	۳۴	محمد بن امین چارولیا جو گیشوری بمبئی	مہاراشٹر

سند نمبر تعداد شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ مطابق جولائی ۱۰۱۲ء صوبہ

۸۷۶	۱	ٹیل منہاج عبدالرحیم آمود بھروچ	گجرات
۸۷۷	۲	ٹیل محمد عارف یونس ٹیکاریہ بھروچ	گجرات
۸۷۸	۳	ڈھکا محمد یعقوب کھلی سیدھپور پٹن	گجرات
۸۷۹	۴	ٹیل آصف حافظ عبداللہ کرماڈ بھروچ	گجرات
۸۸۰	۵	بھولا سہیل عمر جی پارکھیت بھروچ	گجرات
۸۸۱	۶	سوگل سلیم محمد آچھود آمود بھروچ	گجرات
۸۸۲	۷	ٹیل محمد عاقل یوسف دیولا جمبوسر بھروچ	گجرات
۸۸۳	۸	راجہ محمد یونس نور محمد بھروچ	گجرات
۸۸۴	۹	ٹیل سرفراز ولی واگرہ بھروچ	گجرات
۸۸۵	۱۰	محمد سہیل مولوی ابراہیم کوچی آچھود آمود بھروچ	گجرات
۸۸۶	۱۱	ویراگی ساجد علی یعقوب ٹیکاریہ بھروچ	گجرات
۸۸۷	۱۲	ویراگی شبیر یعقوب ٹیکاریہ بھروچ	گجرات
۸۸۸	۱۳	ٹیل فیض الرحمن یعقوب احمد آچھود آمود بھروچ	گجرات
۸۸۹	۱۴	ٹیل عمران موسیٰ محمد آچھود آمود بھروچ	گجرات
۸۹۰	۱۵	مگنی محسن ایوب اکھر آمود بھروچ	گجرات

۸۹۱	۱۶	پٹیل محمد امین مولوی یوسف آمود بھروچ	گجرات
۸۹۲	۱۷	ہوٹلی والا ہارون رشید غلام حسین پریچ بھروچ	گجرات
۸۹۳	۱۸	بھگت محسن اسماعیل وانترسا آمود بھروچ	گجرات
۸۹۴	۱۹	بھگت فیض الرحمن عمر مولوی پورو ڈنگر مہسانہ	گجرات
۸۹۵	۲۰	ٹیلر سہیل مولوی محمد آمود بھروچ	گجرات
۸۹۶	۲۱	پٹیل خلیل شبیر آدم پگوٹھن بھروچ	گجرات
۸۹۷	۲۲	پٹیل انس ابراہیم بڑودہ	گجرات
۸۹۸	۲۳	مومن سفیان ابراہیم رحیم پورہ کھیرا الوہسانہ	گجرات
۸۹۹	۲۴	سنسرا نعیم عبدالجید کمال پور پالنپور بناس کانٹھا	گجرات
۹۰۰	۲۵	میمد و شبرا احمد اسماعیل رنوج پٹن	گجرات
۹۰۱	۲۶	کاٹھی ذاکر عبدالن ولن کرجن بڑودہ	گجرات
۹۰۲	۲۷	اسامدی محمد اسلم ڈینڈرول سیدھ پور پٹن	گجرات
۹۰۳	۲۸	کپوری مکرم رضوان ڈینڈرول سیدھ پور پٹن	گجرات
۹۰۴	۲۹	سیدھ پورہ جاوید عثمان مجادرو ڈگام بناس کانٹھا	گجرات
۹۰۵	۳۰	کڈیوال ارشاد اسحاق مجادرو ڈگام بناس کانٹھا	گجرات
۹۰۶	۳۱	نیدریا محمد ابوبکر بھیلون پٹن	گجرات
۹۰۷	۳۲	سنسرا ابراہیم سلیم ڈینڈرول سیدھ پور پٹن	گجرات
۹۰۸	۳۳	انصاری جمال الدین بہار الدین باگ میر جام تاڑا	بہار
۹۰۹	۳۴	مالچی محمد یوسف سراج الحق ہیکینی لنڈن	U.K

گجرات	کمال عبدالباسط سلیمان رنوج پٹن	۳۵	۹۱۰
گجرات	مکھی عطف ایوب مجادر وڈگام بناس کانٹھا	۳۶	۹۱۱
گجرات	صالح محسن اسماعیل ترالسا کوٹھی بھروچ	۳۷	۹۱۲
گجرات	سندھی آصف یعقوب حسین کپڑونج کھیرا آنند	۳۸	۹۱۳
بنگال	انصاری مشتاق جمال الدین تھارہی چیتر، دیوگر	۳۹	۹۱۴
بہار	شیخ فخر عالم عبدالسبحان بہار سینٹرمٹھی	۴۰	۹۱۵

سند نمبر تعداد شعبان المعظم ۱۴۳۴ھ مطابق جون ۲۰۱۳ء صوبہ

گجرات	سفری سلمان بن یونس بھروچ	۱	۹۱۶
گجرات	کھنی والا محمد اسلم بن غلام محمد انکلیشور بھروچ	۲	۹۱۷
گجرات	پٹیل سرفراز بن شبیر مہودھلا بھروچ	۳	۹۱۸
گجرات	ماکونجیہ ثوبان بن داود ودانی پٹن	۴	۹۱۹
گجرات	کالا والا وسیم بن صابر رنوج پٹن	۵	۹۲۰
گجرات	گھوگر جاوید بن داود رنوج پٹن	۶	۹۲۱
گجرات	پلاسر افرقان بن عبدالرحمن جاکھا پٹن	۷	۹۲۲
گجرات	پلاسر اسحاق بن یونس جاکھا پٹن	۸	۹۲۳
گجرات	اروڈیا احمد بن محمد اقبال بھیلون پٹن	۹	۹۲۴
گجرات	ماکونجیہ سرفراز بن ہارون سموڈا سیدھپور پٹن	۱۰	۹۲۵
گجرات	اسامدی فہیم بن امین ڈینڈرول سیدھپور پٹن	۱۱	۹۲۶
گجرات	نیر یہ سفیان بن جاوید نیرہ سیدھپور پٹن	۱۲	۹۲۷

۹۲۸	۱۳	نیدریہ صفوان بن اسلم نیدرہ سید چور پٹن	گجرات
۹۲۹	۱۴	شیرہ سہیل بن اقبال کھلی سید چور پٹن	گجرات
۹۳۰	۱۵	خورچیہ محمد حسین بن غلام رسول بادرگڑھ پالن پور	گجرات
۹۳۱	۱۶	ورالیہ ارشد بن محمد بادرگڑھ پالنپور بناس کانٹھا	گجرات
۹۳۲	۱۷	جونکیہ شاہد بن احمد کمالپور پالنپور بناس کانٹھا	گجرات
۹۳۳	۱۸	داؤد و حمزہ بن شبیر احمد سید چور وڈگام بناس کانٹھا	گجرات
۹۳۴	۱۹	داؤد و اسمان بن سعید احمد سیندھنی وڈگام بناس کانٹھا	گجرات
۹۳۵	۲۰	داؤد و معاذ بن رشید احمد سیندھنی وڈگام بناس کانٹھا	گجرات
۹۳۶	۲۱	ماچھلیہ ہلال بن عبدالمجید سیندھنی وڈگام بناس کانٹھا	گجرات
۹۳۷	۲۲	جیٹ محسن بن سلیمان ٹنکاریہ بھروچ	گجرات
۹۳۸	۲۳	صالح مسعود بن منور ٹنکاریہ بھروچ	گجرات
۹۳۹	۲۴	منشی افضل حسین بن الطاف ٹنکاریہ بھروچ	گجرات
۹۴۰	۲۵	ماسٹر جابر حسین بن یعقوب اکھر آموڈ بھروچ	گجرات
۹۴۱	۲۶	چیٹی فرحان بن اسماعیل و انتر سا آموڈ بھروچ	گجرات
۹۴۲	۲۷	خانپوری سہیل بن اقبال دشان بھروچ	گجرات
۹۴۳	۲۸	پٹیل فہد بن نذیر دیولا جمبوسر بھروچ	گجرات
۹۴۴	۲۹	صابر بن حاجی یعقوب پٹیل دیولا جمبوسر بھروچ	گجرات
۹۴۵	۳۰	کدوڑی جاوید بن یعقوب مہودھلا بھروچ	گجرات

۹۴۶	۳۱	حکیم جی شعیب بن یعقوب شیرپور ابھروچ	گجرات
۹۴۷	۳۲	پٹیل آصف بن یعقوب بھروچ	گجرات
۹۴۸	۳۳	پٹیل عبدالعزیز بن شبیر آمود بھروچ	گجرات
۹۴۹	۳۴	پٹیل توصیف بن ابراہیم آچھود آمود بھروچ	گجرات
۹۵۰	۳۵	بھولا عمران بن داود ستپون بھروچ	گجرات
۹۵۱	۳۶	پٹیل عمران بن اقبال کرماڈ بھروچ	گجرات
۹۵۲	۳۷	زیر بن علی پٹیل جوگیشوری بمبئی	مہاراشٹر
۹۵۳	۳۸	پٹیل یاسین بن عبدالستار جریمیری بمبئی	مہاراشٹر
۹۵۴	۳۹	پنجا زبیر بن عمر نکھترانہ کچھ بھوج	گجرات
۹۵۵	۴۰	شیخ روح الامین بن محمد شریف کپڑونج کھیڑا آند	گجرات
۹۵۶	۴۱	شیخ شریف الدین بن اہی زالدین کھیرو پارہ گوالپارہ	آسام
۹۵۷	۴۲	انصاری لیتق بن آزاد بھوداڈیہ کرمانا رجامتاڑ	جھارکھنڈ
۹۵۸	۴۳	پٹیل جمیل بن یوسف اوکھل سنور بڑودہ	گجرات

سند نمبر تعداد شعبان المعظم ۱۴۳۵ھ مطابق جون ۲۰۱۴ء صوبہ

۹۵۹	۱	نالبند عمران بن یعقوب بھروچ	گجرات
۹۶۰	۲	پٹیل ہارون رشید بن محمد حنیف پرینچ بھروچ	گجرات
۹۶۱	۳	پٹیل اعجاز بن مولانا یعقوب ہنگلوٹ بھروچ	گجرات
۹۶۲	۴	پٹیل محمد شفیع بن یوسف عمر جی چھاسرا آمود بھروچ	گجرات

۹۶۳	۵	پٹیل عطاء اللہ حافظ حسن آچھوڈ آمود بھروچ	گجرات
۹۶۴	۶	پٹیل ساجد بن ایوب بن یعقوب آچھوڈ آمود بھروچ	گجرات
۹۶۵	۷	پٹیل شکیل بن ابراہیم موسیٰ آچھوڈ آمود بھروچ	گجرات
۹۶۶	۸	پٹیل زکریا بن غلام احمد مہودھلا بھروچ	گجرات
۹۶۷	۹	نانا سیتھ عرفان بن عباس علی دیولا جمبوسر بھروچ	گجرات
۹۶۸	۱۰	اوگر ادار محمد طاہر بن بشیر دیولا جمبوسر بھروچ	گجرات
۹۶۹	۱۱	دھن جی پٹیل لقمان بن اسماعیل دیولا جمبوسر بھروچ	گجرات
۹۷۰	۱۲	محمد طاہر بن ماستر یعقوب واجا کرماڈ بھروچ	گجرات
۹۷۱	۱۳	مانجر ریاض بن اقبال حسین کرماڈ بھروچ	گجرات
۹۷۲	۱۴	کوری بھائی آصف بن یوسف کرماڈ بھروچ	گجرات
۹۷۳	۱۵	ابھلی نعیم بن عبداللہ ٹیکاریہ بھروچ	گجرات
۹۷۴	۱۶	رٹھڈ اجا وید بن نذیر ٹیکاریہ بھروچ	گجرات
۹۷۵	۱۷	کاجیبو عارف بن یعقوب ٹیکاریہ بھروچ	گجرات
۹۷۶	۱۸	آچھوڈی طاہر بن ولی ٹیکاریہ بھروچ	گجرات
۹۷۷	۱۹	پٹیل سرفراز بن موسیٰ بن عمر جی اکھر آمود بھروچ	گجرات
۹۷۸	۲۰	متادار نعیم بن یونس پارکھیت بھروچ	گجرات
۹۷۹	۲۱	پٹیل مبارک بن اسماعیل کولونا آمود بھروچ	گجرات

گجرات	صالح شعیب بن عبداللہ کوٹھی بھروچ	۲۲	۹۸۰
مہاراشٹر	پٹیل عبدالرحمن بن موسی ملا ڈپٹھان واڈی بمبئی	۲۳	۹۸۱
گجرات	سوداگر محمد نفیس بن محبوب بھائی بڑودہ	۲۴	۹۸۲
گجرات	منگھرا انور بن آدم کوٹھارا ایداسا کچھ	۲۵	۹۸۳
گجرات	منگھرا سلیم بن آدم کوٹھارا ایداسا کچھ	۲۶	۹۸۴
گجرات	ساٹی جعفر بن آدم ساندھان ایداسا کچھ	۲۷	۹۸۵
گجرات	سُمرارضوان بن داود بھوج کچھ	۲۸	۹۸۶
گجرات	کرڑیوالا فروز بن یونس جاکھا پٹن	۲۹	۹۸۷
گجرات	پلاسرا امجد بن محمد حنیف جاکھا پٹن	۳۰	۹۸۸
گجرات	کالا والا عمر بن ایوب رنوج پٹن	۳۱	۹۸۹
گجرات	سپرہ اسامہ بن آدم ماہی وڈگام بناس کانٹھا	۳۲	۹۹۰
گجرات	ڈھکا ابرار بن عمر ماہی وڈگام بناس کانٹھا	۳۳	۹۹۱
راجستھان	مہر رئیس الدین بن قاسم خان ٹھات پوکھرن جیسلمیر	۳۴	۹۹۲
گجرات	داود اصفوان بن ہارون جونی سیدھنی بناس کانٹھا	۳۵	۹۹۳
گجرات	داؤد ابلا بن ہارون جونی سیدھنی بناس کانٹھا	۳۶	۹۹۴
گجرات	ڈھکا خباب بن اشرف حسن پوروڈگام بناس کانٹھا	۳۷	۹۹۵
گجرات	سنسرا عکرمہ بن عبدالسلام خڈیا سن سدھپور پٹن	۳۸	۹۹۶

۹۹۷	۳۹	سنہرا حسین بن اسلم میتا وڈگام بناس کانٹھا	گجرات
۹۹۸	۴۰	جوعلیہ سفیان بن غلام نبی بادر پورا بناس کانٹھا	گجرات
۹۹۹	۴۱	شیخ محمد یونس علی بن اشرف علی سرسکند اجامتاڑا	جھارکھنڈ
۱۰۰۰	۴۲	انصاری سلمان بن مولانا محمد سہراب صاحب دمکا	جھارکھنڈ
۱۰۰۱	۴۳	صادق حسین بن عمر فاروق فلکا کتہیار	بہار
۱۰۰۲	۴۴	شیخ مظفر حسین بن جمیل الدین خیر و گنج انچل ارریہ	بہار
۱۰۰۳	۴۵	دھکا اکرام بن اسحاق ماہی وڈگام بناس کانٹھا	گجرات
۱۰۰۴	۴۶	سپاہی محمد اشفاق بن حنیف کوٹھی وانکانیر راجکوٹ	گجرات
۱۰۰۵	۴۷	سیرسیا فاروق بن نور محمد جودھپور وانکانیر راجکوٹ	گجرات

سند نمبر تعداد شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۰۱۵ء صوبہ

۱۰۰۶	۱	محمد آفتاب محمد رضی احمد بیڈنولین کلکتہ	بنگل
۱۰۰۷	۲	منہاج الدین عبدالعزیز بھولا پارکھیت بھروچ	گجرات
۱۰۰۸	۳	سالک بن عبدالجبار کھتری دھمڑکانجار کچھ	گجرات
۱۰۰۹	۴	شعیب حافظ ایوب پٹیل دیگام بھروچ	گجرات
۱۰۱۰	۵	اسلم بن یعقوب سما کوٹڑا بھوج	گجرات
۱۰۱۱	۶	حدیفہ بن داود رائے انجار بھوج کچھ	گجرات
۱۰۱۲	۷	شعیب بن محمد حنان جٹ تل نکھترانا کچھ	گجرات

۱۰۱۳	۸	سراج بن محمد اجڑیا بھوچ کچھ	گجرات
۱۰۱۴	۹	اسحاق اسماعیل باپانہ سارود جمبوسر بھروچ	گجرات
۱۰۱۵	۱۰	فاروق حسین دیدچیا سارود جمبوسر بھروچ	گجرات
۱۰۱۶	۱۱	ساہل سلیم ویدچیا سارود جمبوسر بھروچ	گجرات
۱۰۱۷	۱۲	امجد مولوی عبداللہ ددشوسارود جمبوسر بھروچ	گجرات
۱۰۱۸	۱۳	محمد شفیع مولوی عبداللہ دادانیسے سارود جمبوسر بھروچ	گجرات
۱۰۱۹	۱۴	زکریا عبدالرحیم ٹیل اکھر آمود بھروچ	گجرات
۱۰۲۰	۱۵	مستقیم حافظ سعید ٹیل مہودھلا بھروچ	گجرات
۱۰۲۱	۱۶	ثوبان مولانا خلیل دیوان مہودھلا بھروچ	گجرات
۱۰۲۲	۱۷	ثمیر اقبال مہودھلا بھروچ	گجرات
۱۰۲۳	۱۸	بیسین بن ابراہیم ٹیل بھروچ	گجرات
۱۰۲۴	۱۹	طاہر بن ایوب خلجی بھروچ	گجرات
۱۰۲۵	۲۰	عارف یعقوب ٹیل بھروچ	گجرات
۱۰۲۶	۲۱	صدیق ایوب راجا ولن کرجن بڑودہ	گجرات
۱۰۲۷	۲۲	صابر مشتاق ٹیل ولن کرجن بڑودہ	گجرات
۱۰۲۸	۲۳	عرفان محمد کھپی منوبر بھروچ	گجرات
۱۰۲۹	۲۴	عمران محمد کھپی منوبر بھروچ	گجرات

۱۰۳۰	۲۵	صدام حسین عبداللہ ٹیل آچھو آمود بھروج	گجرات
۱۰۳۱	۲۶	محسن مولوی حسن گوری آچھو آمود بھروج	گجرات
۱۰۳۲	۲۷	فیصل شبیر احمد کیری ٹیکاریہ بھروج	گجرات
۱۰۳۳	۲۸	صفوان شریف شیخ کپڑونج کھیرا	گجرات
۱۰۳۴	۲۹	طاہر شریف شیخ کپڑونج کھیرا	گجرات
۱۰۳۵	۳۰	افتخار عبدالعزیز شیخ پناڑھی ستولہ بھاگلپور	بہار
۱۰۳۶	۳۱	عمران محمد مقیم شیخ براج مظفر پور موتی پور	بہار
۱۰۳۷	۳۲	محمد اسلم کٹھیا بن اسماعیل ویکل پور کالون پنچ محال	گجرات
۱۰۳۸	۳۳	سفیان اسحاق بالا ویکل پور کالون پنچ محال	گجرات
۱۰۳۹	۳۴	محمد فاروق قمر الدین شیخ نوالیہ شجاع پور شاجاپور	M.P
۱۰۴۰	۳۵	محمد یوسف الیاس پٹھان مناکھڑا سہپور	M.P
۱۰۴۱	۳۶	عبدالودود فقیر اللہ پٹھان منڈالا کلاں سہپور	M.P
۱۰۴۲	۳۷	عبدالوارث عبدالسبحان چوہاں پانیہ خنجر کالا پٹیل	M.P
۱۰۴۳	۳۸	ندیم یعقوب سنسار رسول پور سیدھپور پٹن	گجرات
۱۰۴۴	۳۹	عمیاض کفایہ اللہ ٹیلیہ رسول پور سیدھپور پٹن	گجرات
۱۰۴۵	۴۰	مرتضی ابوبکر ٹیلیہ رسول پور سیدھپور پٹن	گجرات
۱۰۴۶	۴۱	رضوان عبدالرشید دود سیدھنی وڈگاؤں بناس کانٹھا	گجرات

۱۰۴۷	۴۲	حمزہ عبدالرحیم نیدریہ نیدرہ سیدھپور پٹن	گجرات
۱۰۴۸	۴۳	اکرام اسمعیل موریہ رنوج پٹن پٹن	گجرات
۱۰۴۹	۴۴	معظم عرفان مانیسہ بھیلون واگڈود پٹن	گجرات
۱۰۵۰	۴۵	وسیم اسمیل بھورنیہ مولی پور وڈنگر مہسانہ	گجرات
۱۰۵۱	۴۶	عبدالجبار عبدالسلام پٹھان کھیڑی لکائی انچھال	منی پور
۱۰۵۲	۴۷	رحیم الدین حبیب الدین پٹھان تھوپال مکھالیگائی	منی پور
۱۰۵۳	۴۸	فرحان ایوب پٹیل کرماڈ بھروچ	گجرات
۱۰۵۴	۴۹	محمد احمد حسین پٹیل آمود بھروچ	گجرات
۱۰۵۵	۵۰	رفیق الاسلام حاضر علی بھدر پادہ وینگالی گاؤں	آسام
۱۰۵۶	۵۱	اشرف محمد پٹیل خانپور جمبوسر بھروچ	گجرات
۱۰۵۷	۵۲	سفیان محمد باڈی کوٹھی وانکانیر مورئی جامنگر	گجرات

